المهند على المفند

یعنی

عقائدِ علماءِ اہلِ سنت دیوبند رحمہم اللہ

تالیف

فخر المحدثین حضرۃ مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس اللہ سرہ العزیز

المتوفی ۱۳۴۶ھ

باضافہ

عقائد اہل السنۃ والجماعۃ

از

حضرۃ مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی مدظلہم

مع

تصدیقاتِ قدیمہ وجدیدہ

ادارہ اسلامیات ۰ ۱۹۰- انارکلی لاہور

پہلی بار عکسی طباعت : رجب ۱۴۰۴ھ، اپریل ۱۹۸۴ء

باہتمام : اشرف برادران سلّمہم الرحمٰن

مطبع :

قیمت گلیز کاغذ :

ملنے کے پتے

ادارہ اسلامیات، ۱۹۰، انارکلی، لاہور ۲

ادارۃ المعارف دار العلوم، کراچی ۱۴

دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی ۱

مکتبہ دار العلوم، دار العلوم، کراچی ۱۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؒ

عرضِ ناشر

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریمؐ ۔ امابعد!

"المہنّد علی المفنّد" فخرالمحدثین قطب الواصلین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدّث سہارنپوری قدس اللہ سرّہٗ کی وہ مشہور تصنیف ہے۔ جس میں بعض متعصّب گمراہ لوگوں کے مکروہ پروپیگنڈے کا جواب دیتے ہوئے، اہلِ سنت والجماعت کے اُن مسلمہ عقائد کو پیش کیا گیا ہے۔ جن کو پوری اُمت کے محقق علماء ہمیشہ سے مانتے چلے آئے ہیں اور اب علماء دیوبند رحمہم اللہ بھی اُسی کے حامل ہیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے علماء دیوبند (اللہ تعالیٰ ان پر خاص رحمتیں نازل فرمائے) کو اس دور میں یہ خصوصیّت عطا فرمائی ہے کہ وہ افراط و تفریط کے گرد وغبار میں اہلِ سُنت والجماعت کے عقائد پر مضبوطی سے قائم رہے ہیں، اس سلسلہ میں جمہور علماء کے مسلک کی وضاحت کرتے ہوئے نہ انہیں کبھی جھجک محسوس ہوئی نہ ملامت کے خوف سے کبھی اُن کی آواز پست ہوئی ہے، وہ ہر دور میں صراطِ مستقیم پر گامزن رہے ہیں، اُن کے یہاں عقائد کی سختی، روایتِ حدیث پر نظر، جمہور کے مسلک کی حفاظت، فقہ کی رنگارنگی اور تصوّف کا سوز وگداز اس خوبصورت تناسب کے ساتھ ملتا ہے کہ جس سے دین کے کسی شعبہ کی حق تلفی نہیں ہوتی اور دین کی ہر بات برمحل اور شبہات سے بالاتر نظر آتی ہے۔ (رزقنا اللہ اتباعہم)

اس صراطِ مستقیم پر جو قرآن وحدیث کی نصوص اور مزاج و مذاق کے عین مطابق

ہے اور جس پر یہ علماءِ حقانیین گامزن ہیں، گاہے بگاہے افراط و تفریط کی ظلمتیں نمودار ہو کر آثارِ منزل کو دھندلا کر دیتی ہیں، مگر خدامِ اہلِ سُنت والجماعت اپنے قول و فعل اور تحریر و تقریر سے یہ گرد و غبار صاف کر کے عامۃ المسلمین کے لئے راہِ حق واضح کرتے رہے ہیں، اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ کتاب ہے، جو آپ کے سامنے پیش ہے۔ جس سے اہلِ سنت والجماعت کے عقائد کا علم ہوتا ہے۔

مزید افادہ کیلئے ہم نے اس کتاب " المہنّد علی المفنّد " کے آخر میں مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب مدظلہم کا رسالہ "عقائدِ اہل السنت والجماعت" شامل کر دیا ہے۔ جو درحقیقت " المہند " کا خلاصہ ہے اور اس کے آخر میں موجودہ دَور کے علماء کرام کی تصدیقات بھی ثبت ہیں۔

اللہ جل شانہ، اپنے فضل و کرم سے علم و عمل کے ہر میدان میں ہمیں سُنت رسول صلی اللہ پر قائم رہنے، جماعتِ صحابہؓ کا دامن تھامے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایمان اور حسنِ عمل پر خاتمہ نصیب فرمائے، آمین ۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

فہرست عنوانات

جدید تصدیقات از اکابر علمائے دیوبند دامت برکاتہم العالیہ

تُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی "حسام الحرمین" کا جواب
خود علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً
کے قلم سے

المُهَنَّد عَلَى المُفَنَّد

— معروف بہ —

التَّصدِيقَات لِدَفعِ التَّلبِيسَات

— تسمیہ مترجم —

مَاضِی الشَّفرَتَین
عَلَى
خَادِعِ أهلِ الحَرَمَین

جس سے جماعت حقہ دیوبند کے عقائد و خیالات کی تائید و توثیق ہو کر دنیا بھر کے علماء کی مہر تصدیق ثبت ہو چکی ہے

اِدَارَہ اِسلَامِیَات لَاہور

اکابرِ دار العلوم کا اجمالی تعارف

حضرت مولانا قاضی اظہر حسین صاحب مدظلہ

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفائے کاملین نے گیارھویں صدی ہجری میں اور بارھویں صدی میں امام المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے خاندانِ سعادت نشان نے متحدہ ہندوستان میں توفیقِ ایزدی علم و عرفان اور شریعت و طریقت کی جو قندیلیں روشن کیں۔ انہی انوارِ ہدایت سے تیرھویں صدی کے اواخر میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے وارثین کاملین حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب[1] نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانیِ دار العلوم دیوبند اور قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب[2] گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے عالم اسلام کو منور فرمایا۔ یہ دونوں بزرگ کمالاتِ شریعت و طریقت کے جامع تھے۔ سرورِ کائنات محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت ان کے قلوب و اجسام پر محیط تھی۔ توحید و سنت کی تبلیغ و اشاعت اور شرک و بدعت کے استیصال و انسداد میں ان حضرات نے اپنی مقدس زندگیاں صرف کر دیں۔ مذہب اہل السنت اور مسلکِ حنفی کو اپنے دور میں ان بزرگوں سے بہت زیادہ تقویت پہنچی۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید بہت

---

[1] ولادت شعبان یا رمضان ۱۲۴۸ھ اور وفات ۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ یوم پنجشنبہ بعد نماز ظہر۔ حضرت نانوتویؒ کے مفصل حالات و کمالات "سوانح قاسمی" مؤلفہ حضرت مولانا مناظر احسن صاحب گیلانیؒ میں مطالعہ فرمائیں جو تین جلدوں میں چھپ چکی ہے ۱۲۔

[2] ولادت ۶ ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ وفات یوم جمعہ ۹ جمادی الثانیہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء۔ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے ظاہری و باطنی کمالات جاننے کیلئے "تذکرۃ الرشید" مؤلفہ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ قابلِ مطالعہ ہے جو دو جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

پختہ تھے۔ علومِ ظاہرہ کے علاوہ باطنی علوم میں بھی ان حضرات کا ایک خاص مقام تھا۔ ان دونوں بزرگوں نے امام الاولیا قطب العارفین حضرت حاجی امداد اللہ صاحب چشتی مہاجر مکی قدس سرہٗ سے روحانی فیضان حاصل کیا اور مقاماتِ ولایت میں اس مرتبہ کو پہنچے کہ خود حضرت حاجی صاحب موصوف نے اپنی تصنیفِ لطیف ضیاءُ القلوب صفحہ ۶۰ میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

نیز ہر کس کہ ازیں فقیر محبت و عقیدت و ارادت دارد، مولوی رشید احمد صاحب سلمہ، و مولوی محمد قاسم صاحب سلمہٗ را کہ جامع جمیع کمالات علومِ ظاہری و باطنی اند، بجائے من فقیر راقم اوراق بلکہ بمدارج فوق از من شمارند اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس شد کہ اوشاں بجائے من و من بمقام اوشاں شدم و صحبتِ اوشاں را غنیمت دانند کہ ایں چنیں کساں دریں زمانہ نایاب اند و از خدمتِ بابرکتِ ایشاں فیضیاب بودہ باشند و طریق سلوک کہ دریں رسالہ نوشتہ شد در نظر شاں تحصیل نمایند ان شاء اللہ بے بہرہ نخواہند ماند۔ اللہ تعالیٰ در عمر ایشاں برکت دہاد۔ و از تمامی نعمائے عرفانی و کمالات قربت خود مشرف گرداناد و بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد

جو لوگ مجھ فقیر سے محبت و عقیدت و ارادت رکھتے ہیں، مولوی رشید احمد صاحب سلمہٗ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہٗ کو جو کمالاتِ علومِ ظاہری و باطنی کے جامع ہیں۔ مجھ فقیر کی بجائے بلکہ مجھ سے کئی درجے اوپر جانیں اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس ہوا کہ وہ میری جگہ اور میں ان کی جگہ ہو گیا۔ ان کی صحبت کو غنیمت جانیں کیونکہ ایسے لوگ اس زمانہ میں نایاب ہیں اور ان کی بابرکت صحبت سے فیض حاصل کریں اور سلوک کا جو طریق اس رسالے میں لکھا گیا ہے وہ ان کے پاس حاصل کریں ان شاء اللہ محروم نہیں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی عمر میں برکت دیں اور تمام عرفانی نعمتوں اور اپنے قرب کے کمالات سے ان کو مشرف فرمائیں اور بلند درجات تک پہنچائیں اور ان کی ہدایت کے نُور سے تمام جہان کو منور فرمائیں۔ اور

تا قیامت ان کا فیض جاری رکھیں۔ نبی اکرمؐ

اور ان کی بزرگ آل کے واسطہ سے "۔

حضرت حاجی صاحب موصوف چشتی سلسلہ میں اپنے دور میں ایک بے نظیر ہستی تھے۔ جن کا روحانی فیضان عرب و عجم میں پھیلا۔ امام الاولیاء کی اس شہادت کے بعد ان بزرگوں کی تصدیق کے لیے کسی اور شہادت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ذالك فضل الله یوتیه من یشآء۔

۱۸۵۷ء کا جہادِ حریت

مغلیہ شاہی خاندان کے زوال کے بعد اسلام کے بدترین اور چالاک دشمن انگریز نے جب ہندوستان پر اپنی جابرانہ حکومت قائم کر لی تو ۱۸۵۷ء میں علماء حق اور حریت پسند طبقہ نے انگریزی حکومت کے خلاف ایک زبردست آزادی کی جنگ لڑی۔ اس جہادِ حریت میں علماء اسلام کی قیادت حضرت حاجی صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں تھی۔ اکابرِ دیوبند حضرت گنگوہیؒ اور حضرت نانوتویؒ اور حضرت حافظ ضامن صاحب وغیرہ نے اس جہاد کو کامیاب بنانے کے لیے اپنی پوری مجاہدانہ کوششیں صرف کر دیں، لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ ۱۸۵۷ء کے اس قیامت نما ہنگامہ میں انگریزی حکومت نے تیرہ ہزار سے زائد علماء اسلام کو پھانسی پر لٹکایا اور بعض مجاہدین کو نہایت وحشیانہ سزائیں دی گئیں۔ بعض مسلمانوں کے بدن پر خنزیر کی چربی ملی گئی۔ اور زندہ ان کو خنزیر کی کھالوں میں سی کر آگ میں جلا دیا گیا۔ غرضیکہ اس سفاک دشمن نے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ کر اہلِ ملک کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً بہت زیادہ کمزور کر دیا۔ ملک پر سیاسی و مادی تسلط پانے کے بعد انگریز کے ناپاک عزائم یہ تھے کہ مسلمانوں کے دل و دماغ سے بھی اسلامی نقوش و آثار مٹا دیے جائیں اور قرآنی تعلیمات کو گہری سازش سے ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ لارڈ میکالے اور اس کی تعلیمی کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں حسبِ ذیل الفاظ لکھے تھے :-

"ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے، جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہیے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔[۱]" (تاریخ التعلیم میجر باسو، ص ۱۰۵)

مرحوم اکبر الٰہ آبادی نے اسی حقیقت کو اس شعر میں بیان کیا ہے :-

یوں قتل میں بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا

افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

دارالعلوم دیوبند کی بنیاد

انگریزی حکومت کے عزائم اور اس کے فرعونی اقتدار کے خوفناک نتائج کو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے اپنی قوت قدسیہ سے پہلے ہی ادراک کر لیا تھا۔ ۱۸۵۷ء کی ناکامی کی تلافی اور اسلامی علوم و نظریات کے تحفظ کے لیے دیوبند میں ایک دینی عربی مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اس وقت کے اکابر اولیاء اللہ کی دعائیں اس مدرسہ کے شامل حال تھیں۔ چنانچہ اس عظیم الشان مدرسہ کا افتتاح بتاریخ ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۷ء مسجد چھتہ میں انار کے مشہور درخت کے نیچے ہوا۔ اس تاریخی درسگاہ کے سب سے پہلے معلم حضرت علامہ محمود صاحب اور پہلے متعلم محمود الحسن تھے جو بعد میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا کی تاریخی شخصیت سے جہان میں مشہور ہوئے۔ خداوند عالم کی رحمت نصرت سے یہ دینی درسگاہ بعد میں دارالعلوم دیوبند کے نام سے عالم اسلامی کے لیے سرچشمۂ علوم و معارف بنی، جس کے فیوض و برکات سے آج تک ایک عالم مستفید ہو رہا ہے۔ "تاریخ دیوبند" میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

---

[۱] انگریزی دور کے مظالم اور فرنگی حکومت کی مسلم کش پالیسی کی تفصیلات کے لیے "نقش حیات" جلد اول، مولفہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کریں۔ ۱۲

مہتمم دار العلوم دیوبند کو خواب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدرسہ کے کنوئیں پر تشریف فرما ہیں اور کنواں دودھ سے بھرا ہوا ہے۔ ایک بڑا ہجوم لوگوں کا سامنے ہے۔ لوگوں کے پاس چھوٹے بڑے برتن ہیں اور ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم سب کے برتنوں کو دودھ سے بھر رہے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر بزرگوں نے یہ نکالی کہ انشاء اللہ اس مدرسہ سے شریعت محمدیہ کے علوم و فیوض کے چشمے جاری ہونگے جن سے ایک جہان سیراب ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بعض محققین نے فرمایا ہے کہ اس دور میں دار العلوم دیوبند ایک مجدد کی حیثیت رکھتا ہے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اس دار العلوم کے ذریعہ کتاب و سنت کے علوم و معارف کا جو فیضان اطراف عالم میں پھیلا ہے اس کی نظیر اس زمانہ میں نہیں مل سکتی۔ عالم اسباب کے پیش نظر اگر دار العلوم کا وجود نہ ہوتا تو متحدہ ہندوستان میں مذہب اہل السنت والجماعت کا صرف نام ہی باقی رہ جاتا۔ لیکن اکابر دار العلوم کی اصلاحی اور تجدیدی مساعی سے شرک و الحاد کی ظلمتیں چھٹ گئیں اور توحید و سنت کے انوار پھیل گئے۔ بانی دار العلوم حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے دار العلوم اور دیگر دینی مدارس کے لیے آٹھ بنیادی اصول وضع فرمائے تھے جن پر دار العلوم کی علمی و دینی ترقیات موقوف ہیں۔ ۱۹۲۴ء میں بسلسلہ تحریک خلافت مشہور مسلم لیڈر مولانا محمد علی صاحب جوہر مرحوم جب دیوبند تشریف لائے اور ان کو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ آٹھ اصول بتلائے گئے، تو آپ رو پڑے اور فرمایا کہ یہ اصول تو الہامی معلوم ہوتے ہیں[1] بلاشبہ دار العلوم نے اس صدی میں بلا مبالغہ ہزاروں محدث، مفسر، فقیہ، متکلم، صوفی عارف اور مجاہد پیدا کیے ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور قطب الارشاد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ تلامذہ و متوسلین میں سے سب سے جامع ترشخصیت امام انقلاب شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا[2] رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو دار العلوم کے

---

[1] ملاحظہ ہو "آزادی ہند کا خاموش رہنما"۔ دار العلوم دیوبند، مولفہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دام فیضہم

[2] اسارت مالٹا کے اسباب و واقعات کیلئے ملاحظہ ہو کتاب "اسیر مالٹا" مولفہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

بلب سے پہلے طالب العلم ہیں۔ حضرت شیخ الہندؒ کے سینکڑوں تلامذہ و مسترشدین میں سے شیخ العرب والعجم امیر المجاہدین حضرت مولانا سید حسینؒ[1] احمد صاحب مدنی شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند، جامع کمالات صوری و معنوی حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ کشمیری محدث دیوبند، مفتی اعظم سند العلماء حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب دہلویؒ شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی، صاحب فتح الملہم شرح صحیح مسلم (المتوفی ۱۳۶۹ھ / ۱۹۴۹ء) اور بطل حریت، داعی انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ صاحب سندھی، وہ ممتاز شخصیتیں ہیں جن کے ذریعہ دیوبندی مسلک کو ہر شعبہ میں بہت زیادہ تقویت پہنچی۔ علاوہ ازیں اکابر دیوبند میں سے حکیم الامت، امام طریقت حضرت مولانا اشرف[2] علی صاحب تھانویؒ، صاحب تفسیر بیان القرآن (المتوفی ۱۳۶۲ھ) کو بھی حضرت شیخ الہندؒ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ شیخ التفسیر قطب زماں، صاحب کشف و کرامت حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (جو دار العلوم دیوبند کے فیضیافتہ ہیں)، اکثر فرمایا کرتے تھے کہ دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث اور صدر مدرس آج تک جامع الظاہر والباطن ہوئے ہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ گیارہ مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوئی ہے، جہاں روئے زمین کے اولیاء اللہ جمع ہوتے ہیں لیکن اتنی مدت میں میں نے وہاں حضرت مدنیؒ جیسا جامع بزرگ نہیں دیکھا۔ علاوہ مذکورہ بزرگوں کے شیخ المشائخ العارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائپوریؒ اور قطب دوراں واصل باللہ حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائپوریؒ بھی حضرات اکابر دیوبند کے فیضیافتہ ہیں، جن کے انوار ولایت نے ہزاروں قلوب میں معرفت کے

---

[1] ولادت ۱۹ شوال ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء۔ وفات بروز جمعرات ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء حضرت مدنی نے تقریباً ۱۴ سال مدینہ منورہ مسجد نبوی میں کتاب و سنت کا درس دیا ہے۔ حضرت کی خود نوشت سوانح عمری "نقش حیات" دو جلدوں میں چھپ چکی ہے اور مکتوبات شیخ الاسلام بھی چار جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں جو علوم و معارف کا گنجینہ ہیں ۱۲۔ [2] حضرت تھانویؒ کی تصانیف کی تعداد تقریباً ایک ہزار تک پہنچتی ہے۔ ان میں حضرت کے مواعظ و ملفوظات علوم و معارف کا بہترین مجموعہ ہیں۔

چراغ جلادیے۔ امیرِ شریعت، مجاہدِ حریت البطل جلیل، خطیب امت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جمال وجلال بھی اکابر دیوبند ہی کا پرتو ہے جس نے ہزاروں نوجوانوں میں عشقِ ختمِ نبوت کی آگ لگادی۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین!

ایک تکفیری فتنہ

انگریز ان مجاہدینِ حریت اور علمائے حق کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا تھا۔ جب اس نے دار العلوم دیوبند اور ان کے اکابر کے علمی ودینی اثرات کو پھیلتے دیکھا تو اس نے اس سرچشمۂ اسلام کو ختم کرنے کے لیے مختلف تدبیر اختیار کیں۔ بعض دُنیا پرست مولویوں اور پیروں کو خریدا گیا اور ان کے ذریعہ ان حضرات پر وہابیت کا الزام لگایا، اور اس سے پہلے بھی ان اکابر کے اسلاف امام المجاہدین، قدوۃ الکاملین حضرت سید احمد شہید بریلویؒ اور عالم ربانی، مجاہدِ جلیل حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی مجاہدانہ قربانیوں کو اسی وہابیت کے الزام سے ناکام بنانے کی کوشش کی جاچکی تھی۔ خدا جانے وہ کون سے اسباب وعوامل تھے کہ فرقۂ بریلویہ کے بانی مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اکابرِ دیوبند کے خلاف تکفیری مہم تیز کردی۔

"حسام الحرمین" کی حقیقت

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی موصوف نے ۱۳۲۳ھ میں سفرِ حج اختیار کیا۔ حج سے فراغت کے بعد انھوں نے مکہ معظمہ میں ہی ایک رسالہ مرتب کیا جس میں اکابر دیوبند کی عبارات کو لفظی ومعنوی تحریف کرکے درج کیا گیا، اور طرفہ یہ کہ ان محبت واطاعتِ محمدی میں ڈوبی ہوئی شخصیتوں پر یہ اتہام لگایا کہ معاذ اللہ انھوں نے اپنی کتابوں میں خدا کو جھوٹا کہا ہے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی ہیں۔ رسالہ کو اس طریق سے مرتب کیا کہ پہلے فرقۂ قادیانیہ کے عنوان سے مرزا غلام احمد متنبیؔ قادیان کی کفریہ عبارتیں درج کیں اور اس کے بعد اکابر دیوبند کو فرقۂ وہابیہ کذابیہ اور فرقۂ وہابیہ شیطانیہ کے قبیح عنوانات کے تحت متعدد فرقوں میں تقسیم کیا گیا۔ تاکہ ناواقف لوگ یہ سمجھیں کہ فرقۂ قادیانیہ کی طرح

ہندوستان میں یہ بھی کوئی مستقل جدید فرقے پیدا ہوئے ہیں۔ اس رسالہ میں اکابر دیوبند میں سے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ، فخر العارفین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوریؒ مصنف بذل المجہود شرح ابو داؤد، اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، کی عبارتوں کو توڑ موڑ کر پیش کر کے ان پر قطعی تکفیر کا فتویٰ صادر کیا، اور یہاں تک لکھا کہ جو شخص ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

علمائے حرمین شریفین سے اس فتویٰ کی تصدیقات حاصل کرنے کے لیے مختلف ذرائع[1] و وسائل سے کام لیا گیا۔ یہ حضرات چونکہ اکابر دیوبند اور ان کی تصانیف سے پورے متعارف نہ تھے، اس لیے رسالہ کی مندرجہ عبارات[2] کے پیش نظر اپنی تصدیقات لکھ دیں۔ ان میں سے محتاط علماء نے یہ لکھا کہ اگر واقعی ان کے عقائد ایسے ہیں تو فتویٰ درست ہے۔ حجاز سے واپسی پر کچھ عرصہ سکوت کرنے کے بعد مولوی احمد رضا خان صاحب نے یہ رسالہ "حسام الحرمین" کے نام سے ہندوستان میں ۱۳۲۵ھ میں طبع کرایا۔

المہند علی المفند ان ایام میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ مدینہ منورہ میں ہی حاضر باش تھے اور مسجد نبوی میں آپ کا درس بہت عروج پر تھا۔ لیکن حسام الحرمین کی کارروائی اس طرح رازداری میں رکھی گئی کہ آپ کو اس وقت اس کا مکمل علم نہ ہو سکا۔ اس تکفیری سازش سے مطلع ہونے کے بعد حضرت مدنیؒ نے اکابر علمائے حرمین شریفین کو حقیقت حال سے مطلع کیا۔ تو ان حضرات

---

[1] اس کی تفصیل الشہاب الثاقب مصنفہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

[2] اکابر دیوبند کی جن عبارات کو ہدف تکفیر بنایا گیا ہے۔ ان کے تحقیقی جوابات کیلئے حسب ذیل کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے الشہاب الثاقب مؤلفہ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ۔ "تزکیۃ الخواطر" و "السحاب المدرار" مصنفہ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری۔ اور "فیصلہ کن مناظرہ" مؤلفہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدیر ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ۔ اور "فیصلہ خصومات" مصنفہ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب جگنپوری (بر ہما)

نے چھبیس ۲۶ سوالات قلمبند کر کے اکابر دیوبند کو جواب کے لیے ارسال کیے۔ اس وقت حضرت گنگوہیؒ اور حضرت نانوتویؒ کا وصال ہو چکا تھا۔ مذکورہ سوالات کے جوابات فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے فصیح عربی زبان میں مرتب فرمائے جس پر اس وقت کے تمام مشاہیر دیوبند مثلاً شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ صاحب، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، اُسوۃ الصلحاء حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائپوریؒ، بقیۃ السلف حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم دار العلوم ابن حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی، عارفِ کامل حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مفتی اعظم دار العلوم، اور مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی نے اپنی تصدیقات تحریر فرمائیں۔ مشاہیر ہند کے علاوہ حجاز، مصر اور شام وغیرہ اسلامی ممالک کے متقدر علماء اور مشائخ نے بھی اپنی تصدیقات سے اس کو مزین فرمایا چنانچہ یہ رسالہ ۱۳۲۵ھ میں تحریر ہوا اور "المہند علی المفند" کے نام سے ملک میں شائع کیا گیا۔ اس رسالہ میں مذکورہ سوالات کی روشنی میں اکابرِ دیوبند کے عقائدِ حقہ کی تشریح و توضیح کی گئی ہے جس سے مخالفین و معاندین کی تلبیسات کا پردہ چاک ہو کر بزرگانِ دیوبند کا حقانی و حقیقی مسلک واضح ہو جاتا ہے۔ گویا کہ "المہند" اکابرِ دیوبند کی ایک ایسی متفقہ تاریخی دستاویز ہے جس میں دیوبندی مسلک اصولی طور پر محفوظ کر دیا گیا ہے۔

طبع جدید گو "المہند" کا اردو ترجمہ عقائد علمائے دیوبند کے نام سے متعدد بار شائع ہوا ہے لیکن عربی متن مع ترجمہ اردو عرصہ سے نایاب تھا۔ جس کی علمائے کرام کو طلب تھی۔ الحمد للہ اس تاریخی دستاویز کی جدید طباعت و اشاعت کی سعادت حق تعالیٰ نے پاکستان میں رفیقِ محترم حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب جہلمی زید مجدہم مجازِ حضرت لاہوریؒ کو نصیب فرمائی ہے۔ جن کی مساعی سے یہ علمی و عرفانی ہدیہ اہل اسلام کی خدمت میں پیش ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بندۂ ناکارہ اور جملہ مسلمانوں کو

سلفِ صالحین[1] محققین اہل السنت اور اکابرِ دیوبند کے مسلکِ حق پر قائم رکھیں۔ آمین!
بحرمتِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ
مدنی جامع مسجد چکوال
ضلع جہلم

۲۳ رمضان المبارک
۱۳۸۲ھ

---

[1] سلفِ صالحین اور محققین اہل السنت کا مسلکِ حق کیا تھا؟ اس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو طائفہ منصورہ اور مقام حضرت امام ابو حنیفہؒ مولفہ حضرت مولانا علامہ محمد سرفراز خان صاحب فاضل دیوبند مصنف تبرید النواظر، راہِ سنت وغیرہ۔ نیز مولانا موصوف نے حال ہی میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے حالات میں ایک رسالہ "بانیٔ دار العلوم دیوبند" تالیف فرمایا ہے جس کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

الحمد لله الذی یحق الحق بکلماته ویبطل الباطل بسطواته نصر المؤمنین وقال کان حقا علینا نصر المؤمنین وقطع کید الخائنین فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ والصلوٰۃ والسلام علی مفرق فرق الکفر والطغیان ومشتت جیوش بغاۃ القرین والشیطان۔ وعلی اٰلہٖ وصحبہٖ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا ما تعاقب النیران وتضاد الکفر والایمان

اما بعد، حضرات ان چند سطور کو بغور ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہو جائے گا کہ عالیجناب **احمد رضا خان صاحب بریلوی** نے اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اور ان کی کوشش اور تدبیر کس انداز سے اسلام کو صدمہ پہنچا رہی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ مخالفین اسلام نے گوناگوں انداز سے اسلام کو صدمہ پہنچایا، مگر خان صاحب نے روافض کی طرح اخیار امتِ محمدیہ کو منتخب کر کے ان ہی سے لوگوں کو متنفر کرنا چاہا جیسے روافض نے امت کے خلاصہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو منتخب کر کے ان کی تکفیر کی، اور تبرا بازی و سب وشتم سے کام لیا تھا۔ ایسے ہی خان صاحب نے اس وقت جو دین کے منتخب اور برگزیدہ جماعت کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ ان کو اپنے گھر کے دھوئیں سے مکدر کرنا چاہا۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ۔

چراغے را کہ ایزد برفروزد
کسے کو تف زند ریشش بسوزد

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خانصاحب کے خاندان میں چونکہ بدعت کی تخم ریزی پہلے ہی سے ہو چکی ہے، اس وجہ سے سب کے پچھلے نچوڑ خانصاحب احمد رضا خاں، برعکس نہند نام زنگی کافور، درحقیقت احمد خطا خان صاحب نے تمام ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ فخر اُمت و معجزہ من معجزات سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کے خاندان کو چُنا۔ اور حضرت مولٰنا اسمٰعیل صاحب شہید مرحوم و مظلوم اہلِ بدعت پر بوجہ بعض کلمات کے جو سنت اور خالی اہلِ بدعات کے جن کی بدعات شرک کی حد تک پہنچ گئیں تھیں، مقابلہ میں لکھے گئے تھے تمام قرائن حالیہ اور غیر حالیہ سے قطع نظر کرکے اتہامات لگائے اور ان پر ستّر کیا، بلکہ غیر متناہیہ وجوہ سے کفر لازم کیا اور ان کا کفر اجماعی قطعی قرار دے کر فقہائے کرام کا فتویٰ تکفیر چھاپ دیا۔ مگر حضرت شاہ صاحب کے خاندان کی عظمت مسلّم ہو چکی تھی، اور این خانہ تمام آفتاب ست کا مصداق تھا۔ پس اگر کوئی بدبخت یا ناواقف حضرتِ شہید مرحوم سے بدظن بھی ہو تو اور حضرات کا تقدس کیا بدعات کی جڑ اکھیڑنے کو کم ہے۔ اس وجہ سے خانصاحب کو پوری کامیابی نہ ہوئی، اور چونکہ اس زمانہ میں بدعت کی تباہی حضرت شاہ صاحب کے خاندان کے جائز وارث اور ارشد تلامذہ حضرت مولٰنا مولوی محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز، نانوتوی حجۃ اللہ تعالیٰ فی الارض، اور حضرت رشید الاسلام والمسلمین آیۃ من آیات رب العالمین حضرت مولٰنا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدس اسرارہم کے سپرد ہوئی اور حمایت سُنت مصطفوی کا بلند جھنڈا انھی کے مقدس ہاتھوں میں دیا گیا جو مدرسہ عالیہ کی رفیع عمارت پر ان حضرات نے قائم فرمایا اور مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ

سماں تھا کی طرح جیسے آسمان سے باتیں کرتا تھا، اپنے استحکام میں ساتویں زمین تک بھی پہنچا ہوا تھا اور ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ روم اور شام اور عرب وعجم، کابل و قندھار، بخارا وخراسان، چین و تبت وغیرہ، دنیا کے تمام گوشوں سے نظر آتا تھا اور عاشقانِ سنّت اس کے سبز پھریرہ کو دُور ہی سے دیکھ کر سنّتِ نبویؐ کی مہک اس سے پالیتے تھے اور آنکھ بند کیے چلے آتے تھے۔ اور دیوبند کی گلیوں میں پھرتے نظر آتے تھے اور یہاں کی خشک روٹی اور دال کو بریلی کے بدعت خانہ کے قورما پلاؤ پر ترجیح دیتے تھے، اور

بادشاہی سے بھی بہتر ہے گدائی تیری

کا نعرہ بلند کرتے تھے حَوَالَیْهِ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ کا نظارہ دیکھ کر خانصاحب نے ہمہ تن پوری توجہ انھی حضرات کے اثر مٹانے کی طرف فرمائی۔ حضرت شہید مظلوم رحمہ پر ستّر وجہ سے کُفر ثابت فرما کر فقہائے کرام کا اجماعی قطعی فیصلہ قرار دے کر خود احتیاط کی تھی جس کی بناپر خود فقہائے کرام اور اصحاب فتویٰ عظام کے نزدیک خود مع جملہ معتقدین کے کافر ہو چکے تھے مگر حضرات موصوفین حضرت مولانا مولوی محمدؐ قاسم صاحب حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب قدس سرہم اور حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب اور حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کا نام لے کر قطعی تکفیر کی اور یہ کہا کہ جو ان کے کافر کہنے میں تردد و تامل اور شک کرے وہ بھی قطعی کافر ہے۔ حضرت مولانا نانوتوی رحمہ پر ختمِ زمانی کے انکار کرنے کا الزام لازم کیا۔ اور حضرت مولانا گنگوہیؒ پر یہ افترا کیا کہ وہ خدا کے کذب بالفعل کے جائز رکھنے والے کو مسلمان سُنی بتاتے ہیں؛ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدت فیوضہم کی جانب یہ عنایت فرمائی کہ وہ براہین قاطعہ میں تصریح کرتے ہیں کہ ابلیسِ لعین کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے علم سے زیادہ ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم پر یہ بہتان لگایا کہ حفظ الایمان میں تصریح کی کہ جس قدر علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو حاصل ہے اتنا

تو ہر صبی و مجنون و بہائم کو بھی حاصل ہے، لیکن چونکہ خانصاحب کا علم و فضل و تدین قابلِ اعتبار نہ تھا، اس وجہ سے یہ مضمون عربی عبارت کی کتاب المعتمد المستند میں لکھ کر اس کی تصدیق علماءِ حرمین شریفین سے کرائی اور اس کا نام حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر و المین رکھ کر تمام ہندوستان میں ڈھنڈورا مچا دیا کہ دیکھو علماءِ حرمین شریفین نے ہمارے فلاں فلاں مخالف کی قطعی تکفیر کر دی، اب ان کے کفر میں کیا شک باقی رہا۔ حالانکہ یہ بالکل افتراءِ محض ہے جو السحاب المدرار اور توضیح البیان وغیرہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ خانصاحب کی اس مجرمانہ کارروائی کی خبر بعض علماءِ مدینہ منورہ کو ہوئی تب ان حضرات نے یہ چھبیس سوالات حضرات علماء دیوبند کی خدمت مبارک میں بھیجے کہ آپ کا ان میں کیا خیال ہے؟ اس کو صاف لکھیے تاکہ حق و باطل واضح ہو جائے چنانچہ فخر العلماء و المتکلمین حضرت مولانا مولوی خلیل احمدؒ صاحب مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے ان کے جواب لکھ کر حرمین شریفین کے علماء کی خدمت مبارک میں پیش فرمائے، علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً و علماءِ مصر و حلب و شام و دمشق نے ان کی تصحیح و تصدیق فرمائی اور یہ لکھ دیا کہ یہ عقاید صحیح ہیں، ان کی وجہ سے نہ کوئی کافر ہو سکتا ہے، نہ بدعتی اور نہ اہل السنت و الجماعت سے خارج۔ اہلِ اسلام کی اطلاع کی غرض سے علماءِ حرمین شریفین و مصر و حلب و شام و دمشق کی تصدیقات بصورت رسالہ مسمےٰ بہ المہند علی المفند معروف بہ تصدیقات لدفع التلبیسات مع ترجمہ المسمےٰ بہ ماضی الشفرتین علی خادع اہل الحرمین طبع کرا دیا گیا تاکہ اہلِ اسلام کو خانصاحب کی ایمانداری پوری پوری طرح سے معلوم ہو جاوے، اب اہلِ ایمان خانصاحب سے دریافت فرماویں کہ آپ نے حسام الحرمین پر یہ تحریر فرمایا ہے کہ یہ طائفے سب کے سب مرتد ہیں باجماع امت اسلام سے خارج ہیں اور بےشک بزازیہ اور درر

اور غرر اور فتاوٰی خیریہ اور مجمع الانہر اور در مختار وغیرہ معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ انتہی۔ پھر صفحہ ۲۴ پر ہے، حمد و صلوٰۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے، غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو ان کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ، ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں، نہ شک کی مجال، بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شک نہیں۔ انتہی۔ اور حضرات علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام ان تمام حضرات کو مسلمان اور ان کے جملہ عقائد کو عقائد اہل سنت لکھ کر ان کی تصحیح و تصدیق فرماتے ہیں تو آپ جناب کے فتوٰی کے موافق یہ تمام حضرات اور جملہ اہل عرب و روم و دمشق و شام و مصر و عراق کیا قطعی کافر ہو گئے۔ کیا جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے، وُہ بھی کافر ہے۔ معاذ اللہ العظیم ونعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔

مسلمانو، یہ ہے خانصاحب کی محبت سنّت، اور یہ ہیں وُہ اہل السنت والجماعت کہ دنیا میں کسی کو بھی مسلمان نہ چھوڑا۔ بڑے بڑے کفّار جو اسلام کے مٹانے کی تدابیر میں مصروف ہیں۔ خانصاحب نے ایک فتوے سے گویا سب کی مرادیں پوری کرا دیں۔ مگر اسلام کا مٹنا دنیا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ کوئی اپنا منھ دین دنیا میں کالا کرے مگر آفتاب اسلام تو قیامت تک تاباں ہی رہے گا۔ چونکہ رئیس فرقۂ مبتدعہ عالیجناب احمد رضا خانصاحب بریلوی کی حسام الحرمین کی حقیقت منکشف ہو گئی کہ خانصاحب نے جو کچھ لکھا تھا، وہ محض افترائے خالص تھا۔ علماء کرام حضرات دیوبند کو کافر نہ کہے اور ان کے کفر میں کسی طرح شک و تردّد و تامل کرے، وُہ بھی قطعی کافر ہے۔ اس لیے اس رسالہ کے دیکھنے سے واضح ہو جائے گا کہ علماء حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً و تکریماً

حضرات دیوبند کے عقائد کی تصحیح فرما رہے ہیں۔

پس اب دیکھنا ہے کہ خان صاحب اپنے قول سے رجوع کرتے ہیں یا علماء دیوبند کے ساتھ تمام علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام و دمشق سب کی تکفیر کرتے ہیں کیونکہ تمام علماء حضرات دیوبند کو مسلمان کہتے ہیں اور ردّ الحسام علیٰ روس اللئام ہر کہ حضرات دیوبند ربّانی و متبحر علامہ بتانے جا رہے ہیں۔ اب ہم دیکھیں کہ خانصاحب کے پاس کون سی ترکیب اور کرامت ہے جس سے علماء دیوبند تو کافر رہیں اور علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام مسلمان بنے رہیں۔

حضرت مولانا **خلیل احمدؒ** صاحب مدفیوضھم کو کہیں علماء تحریر کرتے ہیں کہیں یکتائے زمانہ، کہیں اخی العزیز، کہیں شیخ وقت، کہیں مقتدائے انام اور کہیں پیشوائے اُمّت۔ چنانچہ تقاریظ و تصادیق کے الفاظ سے ناظرین پر واضح ہوگا، اور جو برتاؤ حضرات علماء حرمین شریفین کا بوقت ملاقاتِ جسمانی مولانا ممدوح کے ساتھ ہُوا اور زبانی گفتگو پر جو وقعت و عزت ان حضرات کے قلوب میں پیدا اور جوارح سے ظاہر ہوئی، اس کا تو ذکر کیا کیا جائے کہ مصافحہ و معانقہ و انبساط کے علاوہ سلطان دو جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجدِ محترم میں مدینۃ الرسول کے بیسیوں شہزادوں نے مولانا ممدوح کے تلمذ کو فخر سمجھا، مسلسلاتِ خاندان ولی اللّٰہی کے علاوہ صحاح کی اجازت حاصل فرما کر مسرور و مبتہج ہوئے۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

حق تعالیٰ شانہ کے ان احساناتِ جلیلہ کا ذکر کرنا چونکہ حاسدوں کی کلس بڑھاتا ہے۔ اس لیے بہ تفصیل بیان نہیں کی جاتیں۔ منصفانہ نظر سے دیکھنے والے کو یہ رسالہ ہی کافی ہے۔ جس کی اصل مہر و دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے اور مطبوعہ نقل عام طور پر بہ پیش ناظرین ہے۔ اسی وجہ سے عرض ہے کہ جملہ اہلِ اسلام نہایت اطمینان سے

المهند اور اس کے ترجمہ کو ملاحظہ فرمائیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ حضرات علمائے کرام دیوبند کے عقائد بالکل صحیح اہل السنت والجماعت کے موافق ہیں اور جملہ اہلِ حق علمائے ربانی حضرات علماء کے ساتھ ہیں نہ کہ خانصاحب کے۔ سو اب کوئی بات ایسی باقی نہیں رہی جس کو اہلِ بدعات ان حضرات کی طرف منسوب کر کے غیر مقلد یا وہابی کہ سکیں۔ خانصاحب کا مکر کھل گیا اور ان کی تدابیر کا خاتمہ ہو چکا۔ والحمد للّٰہ علی ذالك ؛

خانصاحب فقط حضرات دیوبند اور خادمانِ سُنّت ہی کے مخالف اور دشمن نہیں ہیں۔ ان کے انداز سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ نفس اسلام ہی کے دشمن ہیں۔ اگر ان کا بس چلے تو سب کو جہاں پہنچائیں معلوم ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس دین کا حافظ ہے، اس لیے آسمان کا تھوکا حلق میں آتا ہے اور جو اس شریعت بیضا میں رخنہ اندازی کرتا ہے خود رُوسیاہ اور ذلیل وخوار بنتا ہے۔

چونکہ یہ تمہید ہے رسالہ مهند کی۔ اس لیے اختصار ملحوظ رکھ کر بقدرِ کفایت درج کر دی گئی ہے۔ ہاں جن صاحبوں کو اس مبحث کی تفصیل مطلوب ہو وہ تنبیہ الایمان بالسنّة والقرآن کو ملاحظہ فرماویں۔ جس میں خانصاحب کی عیّاری قدرے مفصّل مذکور ہے اور رسائل مفصلۂ ذیل جو خانصاحب کے رد میں لکھے گئے ہیں مطالعہ کریں:

اسکات المعتدی ، قاصمة الظهر ، الطین اللازب ، السهیل علی الجحیل ، الختم علی لسان الخصم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

○

ایها العلماء الکرام والجهابذة العظام قد نسب الی ساحتکم الکریمة اناس عقائد الوهابیة قالوا باوراق ورسائل لا نعرف معانیها لاختلاف اللسان فنرجو ان تخبرونا بحقیقة الحال و مرادات المقال ونحن نسئلکم عن امور اشتهر فیها خلاف الوهابیة عن اهل السنة والجماعة

اے علماء کرام اور سرداران عظام! تمہاری جانب چند لوگوں نے وہابی عقائد کی نسبت کی ہے اور چند اوراق اور رسالے ایسے لائے جن کا مطلب غیر زبان ہونے کے سبب ہم نہیں سمجھ سکے۔ اس لیے امید کرتے ہیں، ہمیں حقیقتِ حال اور قول کے مراد سے مطلع کرو گے اور ہم تم سے چند امور ایسے دریافت کرتے ہیں جن میں وہابیہ کا اہل سنت والجماعت سے خلاف مشہور ہے

السوال الاول والثانی

پہلا اور دوسرا سوال

(۱) ما قولکم فی شد الرحال الی زیارة سید الکائنات (ﷺ) علیه افضل الصلوات والتحیات وعلی آله وصحبها۔۔

کیا فرماتے ہو، شدِ رحال میں سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لیے

(۲) ای الامرین احب الیکم وافضل
لدی اکابرکم للزائر هل ینوی
وقت الارتحال للزیارة زیارته
علیه السلام او ینوی المسجد
ایضا وقد قال الوهابیة ان
المسافر الی المدینة لا ینوی
الا المسجد النبوی۔

تمہارے نزدیک اور تمہارے اکابر کے
نزدیک ان دو باتوں میں کون امر پسندیدہ و
افضل ہے کہ زیارت کرنے والا بوقتِ سفر
زیارت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کی
زیارت کی نیت کرے یا مسجد نبوی کی بھی،
حالانکہ وہابیہ کا قول ہے کہ مسافرِ مدینہ منورہ
کو صرف مسجد نبوی کی نیت سے سفر کرنا چاہیے

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ومنه نستمد العون و التوفیق
وبیده ازمة التحقیق۔
حامدا ومصلیا ومسلما
لیعلم اولا قبل ان نشرع
فی الجواب انا بحمد اللہ ومشائخنا
رضوان اللہ علیهم اجمعین و
جمیع طائفتنا وجماعتنا مقلدون
لقدوة الانام و ذروة الاسلام امام
الهمام الامام الاعظم ابی حنیفة
النعمان رضی اللہ تعالی عنه فی
الفروع ومتبعون للامام الهمام
ابی الحسن الاشعری والامام الهمام

جواب

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان ہے رحم والا
اور اسی سے مدد اور توفیق درکار ہے، اور
اس کے قبضہ میں ہیں تحقیق کی باگیں۔
حمد و صلوٰۃ و سلام کے بعد
اس سے پہلے کہ ہم جواب شروع
کریں جاننا چاہیے کہ ہم اور ہمارے مشائخ
اور ہماری ساری جماعت بحمد اللہ فروعات
میں مقلد ہیں مقتدائے خلق حضرت امام ہمام
امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ
عنہ کے، اور اصول و اعتقادیات میں
پیرو ہیں امام ابو الحسن اشعری اور امام
ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہما کے اور

ابی منصور الماتریدی رضی الله
عنهما فی الاعتقاد و الاصول و
منتسبون من طرق الصّوفیة
الی الطریقة العلیة المنسُوبة
الی السادة النقشبندیّة و
الطریقة الزکیّة المنسُوبة
الی السادة الچشتیة و الی
الطریقة البهیة المنسُوبة الی
السّادة القادریة و الی الطریقة
المرضیّة المنسوبة الی السّادة
السّهروردیة رضی الله عنهم اجمعین

طریقہائے صوفیہ میں ہم کو انتساب حاصل
ہے سلسلۂ عالیہ حضراتِ نقشبندیہ اور
طریقۂ زکیہ مشائخ چشت اور سلسلۂ بہیّہ
حضرات قادریہ اور طریقۂ مرضیہ مشائخ سہروردیہ
رضی اللہ عنہم کے ساتھ۔

ثم ثانیًا انا لانتکلم بکلام و
لانقول قولا فی الدین الا و علیه عندنا
دلیل من الکتاب او السنّة او اجماع
الامة او قول من ائمة المذهب
و مع ذلك لاندعی انا لمبرؤون من
الخطاء و النسیان فی زلة القلم و
زلة اللسان فان ظهرلنا انا اخطأنا فی
قول سواء کان من الاصول او الفروع
فما یمنعنا الحیاء ان نرجع عنه و نعلن
بالرجوع کیف لا و قد رجع ائمتنا رضوان

دوسری بات یہ کہ ہم دین کے بارے
میں کوئی بات ایسی نہیں کہتے جس پہ کوئی
دلیل نہ ہو، قرآن مجید کی یا سنّت کی، یا
اجماعِ امت یا قول کسی امام کا۔ اور باینہمہ
ہم دعویٰ نہیں کرتے کہ قلم کی غلطی یا زبان
کی لغزش میں سہو و خطا سے مبرّا ہیں،
پس اگر ہمیں ظاہر ہو جاوے کہ فلاں
قول میں ہم سے خطا ہوئی، عام ہے کہ
اصول میں ہو یا فروع میں، اپنی غلطی سے
رجوع کر لینے میں حیا ہم کو مانع نہیں ہوتی

الله عليهم في كثير من اقوالهم حتى ان
امام حرم الله تعالى المحترم امامنا
الشافعي رضي الله عنه لم يبق مسئلة
الاوله فيها قول جديد والصحابة رضي
الله عنهم رجعوا في مسائل الى اقوال
بعضهم كما لا يخفى على متتبع الحديث
فلو ادعى احد من العلماء انا غلطنا في
حكم فان كان من الاعتقاديات فعليه
ان يثبت بنص من ائمة الكلام و
ان كان من الفرعيات فيلزم ان يبني
بنيانه على القول الراجح من ائمة
المذاهب فاذا فعل ذلك فلا يكون
منا ان شاء الله تعالى الا الحسنى القبول
بالقلب واللسان وزيادة الشكر
بالجنان والاركان۔

وثالثا ان في اصل اصطلاح
بلاد الهند كان اطلاق الوهابي على من
ترك تقليد الائمة رضي الله تعالى عنهم
ثم اتسع فيه وغلب استعماله على من عمل
بالسنة السنية وترك الامور المستهجنة
الشنيعة والرسوم القبيحة حتى شاع في

اور ہم رجوع کا اعلان کر دیتے ہیں چنانچہ ہمارے
ائمہ رضوان اللہ علیہم سے ان کے بہتیرے
اقوال میں رجوع ثابت ہے حتیٰ کہ امام حرم
محترم امام شافعی رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ
ایسا منقول نہیں جس میں دو قول جدید و قدیم
نہ ہوں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اکثر مسائل
میں دوسروں کے قول کے جانب رجوع فرمایا
چنانچہ حدیث کے تتبع کرنے والے پر ظاہر ہے
پس اگر کسی عالم کا دعوٰی ہے کہ ہم نے کسی حکم شرعی
میں غلطی کی ہے سو اگر وہ مسئلہ اعتقادی ہے، تو
اس پر لازم ہے کہ اپنا دعوٰی ثابت کرے علماء کلام
کی تصریح سے اور اگر مسئلہ فرعی ہے تو اپنی بنیاد
کی تعمیر کرے ائمہ مذہب کے راجح قول پر جب ایسا کریگا
تو انشاء اللہ ہماری طرف سے خوبی ہی ظاہر ہو گی یعنی دل و
زبان سے غلطی قبول کرینگے اور قلب و اعضاء سے شکریہ ادا کرینگے

تیسری بات یہ کہ ہندوستان میں لفظ وہابی
کا استعمال اس شخص کے لیے تھا جو ائمہ رضی اللہ
عنہم کی تقلید چھوڑ بیٹھے پھر ایسی وسعت ہوئی
کہ یہ لفظ ان پر بولا جانے لگا جو سنت محمدیہ پر
عمل کریں اور بدعات سیئہ و رسوم قبیحہ کو چھوڑ
دیں۔ یہاں تک ہوا کہ بمبئی اور اس کے

بمبئی ونواحیها ان من منع عن سجدة
قبور الاولیاء وطوافها فهو وهابی بل و
من اظهر حرمة الربوا فهو وهابی وان
کان من اکابر اهل الاسلام وعظمائهم
ثم اتسع فیه حتی صار سبا فعلی هذا لو
قال رجل من اهل الهند لرجل انه
وهابی فهو لا یدل علی انه فاسق العقیدة
بل یدل علی انه سنی حنفی عامل بالسنة
مجتنب عن البدعة خائف من الله تعالی
فی ارتکاب المعصیة ولما کان مشائخنا
رضی الله تعالی عنهم یسعون فی احیاء
السنة ویشمرون فی اخماد نیران
البدعة غضب جند ابلیس علیهم وحرفوا
کلامهم وبهتوهم وافتروا علیهم الافتراء
ورموهم بالوهابیة وحاشاهم عن ذلك
بل وتلك سنة الله التی سنها فی خواص
اولیائه کما قال الله تعالی فی کتابه
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا
شَيٰطِيْنَ الانس والجن یوحی بعضهم
الی بعض زخرف القول غرورا و
لو شاء ربك ما فعلوه فذرهم وما

نواح میں یہ مشہور ہے کہ جو مولوی اولیاء کی
قبروں کو سجدہ اور طواف کرنے سے منع کرے
وہ وہابی ہے۔ بلکہ جو سود کی حرمت ظاہر کرے
وہ بھی وہابی ہے گو کتنا ہی بڑا مسلمان کیوں نہ ہو
اس کے بعد لفظ وہابی ایک گالی کا لفظ بن گیا،
سو اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے
تو یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے بلکہ
یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے سنت
پر عمل کرتا ہے۔ بدعت سے بچتا ہے اور معصیت
کے ارتکاب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور چونکہ
ہمارے مشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم احیاء سنت
میں سعی کرتے اور بدعت کی آگ بجھانے میں
مستعد رہتے تھے اس لیے شیطانی لشکر کو
ان پر غصہ آیا اور ان کے کلام میں تحریف کر
ڈالی اور ان پر بہتان باندھے طرح طرح کے افترا
اور خطاب وہابیت کے ساتھ متہم کیا مگر حاشا کہ
وہ ایسے ہوں بلکہ بات یہ ہے کہ یہ سنت اللہ ہے
کہ جو خواص اولیاء میں ہمیشہ جاری رہی ہے
چنانچہ اپنی کتاب میں خود ارشاد فرمایا ہے اور
اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بنا دیے ہیں
جن و انس کے شیاطین کہ ایک دوسرے کی طرف

یفترون فلما کان ذلک فی الانبیاء
صلوات الله علیهم وسلامه وجب
ان یکون فی خلفائهم ومن یقوم
مقامهم کما قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم "نحن معاشر الانبیاء
اشد النّاس بلاءً ثم الامثل فالامثل
لیتوفر حظهم ویکمل لهم اجرهم
فالذین ابتدعوا البدعات ومالوا
الی الشّهوات واتخذوا الٰهم الهوی
والقوا انفسهم فی هاویة الرّدی
یفترون علینا الاکاذیب و
الاباطیل وینسبون الینا الاضالیل
فاذا نسب الینا فی حضرتکم قول
یخالف المذهب فلا تلتفتوا الیه لا
تظنّوا بنا الاخیرا وان اختلج فی
صدورکم فاکتبوا الینا فانا نخبرکم
بحقیقة الحال والحق من المقال
فانکم عندنا قطب دائرة الاسلام۔

جھوٹی باتیں ڈالتا رہتا ہے، دھوکا کے لیے اور
(اے محمدؐ) اگر تمہارا رب چاہتا تو یہ لوگ ایسا
کام نہ کرتے سو چھوڑ دو اُن کو ان کے افترا کو،
پس جب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ معاملہ
تو ضرور ہے کہ ان کے جانشینوں اور قائم مقاموں
کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم انبیاء کا گروہ سب سے
زیادہ مورد بلا ہے، پھر کامل اشبہ پھر کم اشبہ تاکہ ان کا
حظ وافر اور اجر کامل ہو جائے۔ پس مبتدعین جو
اختراع بدعات میں منہمک اور شہوات کی جانب
مائل ہیں اور جنہوں نے خواہش نفس کو اپنا معبود
بنایا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال
دیا ہے ہم پر جھوٹے بہتان باندھتے اور ہماری جانب
گمراہی کی نسبت کرتے رہتے ہیں جو صاحب کبھی
آپ کی خدمت میں ہماری جانب منسوب کرکے کوئی
مخالف مذہب قول بیان کیا کرے تو آپ اس
کی طرف التفات نہ فرمایا کریں اور ہمارے ساتھ حسن ظن
کام میں لادیں اور اگر طبع مبارک میں کوئی خلجان پیدا
ہو تو لکھ بھیجا کریں ہم ضرور واقعی حال اور سچی بات
کی اطلاع دینگے اس لیے کہ آپ حضرات ہمارے
نزدیک مرکز دائرۂ الاسلام ہیں۔

توضيح الجواب

عندنا وعند مشائخنا زيارة قبر
سيّد المرسلين (روحی فداه) من
اعظم القربات واهم المثوبات و
انجح لنيل الدرجات بل قريبة من
الواجبات وان كان حصوله بشدّ
الرّحال وبذل المهج والاموال و
ينوی وقت الارتحال زيارة عليه الف
الف تحية وسلام وينوی معها زيارة
مسجده صلّى الله عليه وسلم وغيره
من البقاع والمشاهد الشريفة بل
الاولى ما قال العلّامة الهمام ابن
الهمام ان يجرد النية لزيارة قبره
عليه الصلوٰة والسّلام ثم يحصل له
اذا قدم زيارة المسجد لان فی ذلك
زيادة تعظيمه واجلاله صلّى الله
عليه وسلم ويوافقه قوله صلى الله عليه
وسلم من جاءنی زائرا لا تحمله حاجة
الا زيارتی كان حقاً علیّ ان اكون
شفيعا له يوم القيمة وكذا نقل عن

جواب کی توضیح

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک
زیارت قبر سیّد المرسلین (ہماری جان آپ پر قربان)
اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب
حصولِ درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے گو
شدِّ رحال اور بذل جان و مال سے نصیب ہو
اور سفر کے وقت آپ کی زیارت کی نیت کرے
اور ساتھ میں مسجدِ نبوی اور دیگر مقامات و
زیارت گاہ ہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے،
بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا
ہے کہ خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے
پھر جب وہاں حاضر ہوگا تو مسجدِ نبوی کی بھی زیارت
حاصل ہو جائے گی۔ اس صورت میں جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ
ہے اور اس کی موافقت خود حضرت کے
ارشاد سے ہو رہی ہے کہ جو میری زیارت
کو آیا، کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت
اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت
کے دن اس کا شفیع بنوں۔ اور ایسا ہی
عارف مُلّا جامیؒ سے منقول ہے کہ انھوں

العارف الشامی الملا جامی انه افرز
الزیارة عن الحج وهو اقرب الی المذهب
المحبین واما ما قالت الوهابیة من
ان المسافر الی المدینة المنورة علی
ساکنها الف الف تحیة لاینوی الا المسجد
الشریف استدلالاً بقوله علیه الصلوٰة و
السلام لاتشد الرحال الا الی ثلثة مساجد
فمردود لان الحدیث لایدل علی المنع
اصلاً بل لو تامله ذو فهم ثاقب لعلم انه
بدلالة النص یدل علی الجواز فان العلة
التی استثنی بها المساجد الثلاثة من
عموم المساجد والبقاع هو فضلها
المختص بها وهو مع الزیادة موجود
فی البقعة الشریفة فان البقعة الشریفة
والرحبة المنیفة التی ضم اعضائه
صلی الله علیه وسلم افضل مطلقاً حتی
من الکعبة ومن العرش والکرسی
کما صرح به فقهائنا رضی الله عنهم
ولما استثنی المساجد لذلك الفضل
الخاص فاولی ثم اولی ان یستثنی البقعة
المبارکة لذلك الفضل العام وقد

نے زیارت کے لیے حج سے علیحدہ سفر کیا
اور یہی طرز مذہب عشاق سے زیادہ ملتا ہے
اب رہا وہابیہ کا یہ کہنا کہ مدینہ منورہ کی جانب
سفر کرنے والے کو صرف مسجدِ نبوی کی نیت
کرنی چاہیے اور اس قول پر اس حدیث کو دلیل
لانا کہ کجاوے نہ کسے جاویں مگر تین مسجدوں کی
جانب سو یہ قول مردود ہے اس لیے کہ حدیث
کہیں بھی ممانعت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ صاحبِ
فہم اگر غور کرے تو یہی حدیث بدلالت النص
جواز پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جو علت مساجد
کے دیگر مسجدوں اور مقامات سے مستثنےٰ ہونے
کی قرار پاتی ہے. وہ ان مساجد کی فضیلت ہی
تو ہے اور یہ فضیلت زیادتی کے ساتھ بقعہ
شریفہ میں موجود ہے اس لیے کہ وہ حصہ زمین
جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء
مبارکہ کو مس کیے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل
ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی
افضل ہے چنانچہ فقہا نے اس کی تصریح فرمائی
ہے اور جب فضیلت خاصہ کی وجہ سے تین
مسجدیں عموم نہی سے مستثنےٰ ہو گئیں تو بدرجہا اولیٰ
ہے کہ بقعہ مبارکہ فضیلت عامہ کے سبب مستثنےٰ ہو

صرح بالمسئلة كما ذكرناه بل بابسط
منها شيخنا العلامة شمس العلماء العاملين
مولانا رشيد احمد الجنجوهي قدس
الله سره العزيز في رسالته زبدة المناسك
في فضل زيارة المدينة المنورة وقد
طبعت مرارًا و ايضًا في هذا المبحث
الشريف رسالة لشيخ مشائخنا مولانا
المفتي صدر الدين الدهلوي قدس
الله سره العزيز اقام فيها الطامة الكبرى
على الوهابية ومن وافقهم اتى ببراهين
قاطعة وحجج ساطعة سماها احسن المقال
في شرح حديث لا تشد الرحال طبعت
واشتهرت فليراجع اليها والله تعالى اعلم

ہمارے بیان کے موافق بلکہ اس سے بھی زیادہ
بسط کے ساتھ اس مسئلہ کی تصریح ہمارے شیخ
شمس العلماء حضرت مولانا مولوی رشید احمد گنگوہی
قدس سرہٗ نے اپنے رسالہ زبدۃ المناسک کی
فصل زیارت مدینہ منورہ میں فرمائی ہے، جو
بارہا طبع ہو چکا ہے نیز اسی مبحث میں ہمارے
شیخ المشائخ مفتی صدر الدین دہلوی قدس سرہٗ
کا ایک رسالہ تصنیف کیا ہوا ہے جس میں مولنا
نے وہابیہ اور ان کے موافقین پر قیامت ڈھا
دی اور بیخ کن دلائل ذکر فرمائے ہیں۔ اس کا نام
"احسن المقال فی شرح حدیث لا تشد الرحال" ہے
وہ طبع ہو کر مشتہر ہو چکا ہے، اس کی طرف
رجوع کرنا چاہیے۔

السوال الثالث والرابع

تیسرا اور چوتھا سوال

٣- هل للرجل ان يتوسل في دعواته
بالنبي صلى الله عليه وسلم بعد الوفاة
ام لا ؟

کیا وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا توسل لینا دعاؤں میں جائز ہے
یا نہیں ؟

٤- ايجوز التوسل عندكم بالسلف
الصالحين من الانبياء والصديقين

تمہارے نزدیک سلف صالحین یعنی انبیاء صدیقین
اور شہداء و اولیاء اللہ کا توسل بھی جائز

والشهداء والاولياء رب العلمين ام لا؟

ہے یا ناجائز؟

الجواب

عندنا وعند مشائخنا يجوز التوسل
فى الدعوات بالانبياء والصالحين من
الاولياء والشهداء والصدّيقين فى
حيوتهم وبعد وفاتهم بان يقول فى
دعائه اللّهم انى اتوسل اليك بفلان
ان تجيب دعوتى وتقضى حاجتى الى
غير ذلك كما صرح به شيخنا ومولانا
الشاه محمد اسحٰق الدهلوى ثم
المهاجر المكى ثم بيّنه فى فتاواه شيخنا
ومولانا رشيد احمد الگنگوهى رحمة
الله عليهما وفى هذا الزمان شائعة
مستفيضة بايدى الناس وهذه
المسئلة مذكورة على صفحه ٩٣ من
الجلد الاول منها فليراجع اليها من شاء

جواب

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک
دعاؤں میں انبیاء و صلحاء و اولیاء و شہداء
و صدیقین کا توسّل جائز ہے۔ اُن کی حیات
میں یا بعد وفات' بایں طور کہ کہیے یا اللہ میں
بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دُعا کی
قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں اسی
جیسے اور کلمات کہیے چنانچہ اس کی تصریح
فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحاق
دہلوی ثم المکی نے، پھر مولانا رشید احمد گنگوہی
نے بھی اپنے فتاوٰی میں اس کو بیان فرمایا ہے
جو چھپا ہوا آج کل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود
ہے، اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے
صفحہ ۹۳ پر مذکور ہے، جس کا جی چاہے
دیکھ لے۔

السوال الخامس

ماقولكم فى حيوة النبى عليه الصلوٰة

پانچواں سوال

کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام فی قبرہ الشریف ھل ذلک امر
مخصوص بہ ام مثل سائر المومنین
رحمۃ اللہ علیھم حیوتہ برزخیۃ ۔

کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات
آپ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی
حیات ہے۔

الجواب

جواب

عندنا وعند مشائخنا حضرۃ الرسالۃ
صلی اللہ علیہ وسلم حیٌّ فی قبرہ الشریف
وحیوتہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیویۃ
من غیر تکلیف وھی مختصۃ بہ
صلی اللہ علیہ وسلم وبجمیع الانبیاء
صلوات اللہ علیھم والشھداء لابرزخیۃ
کما ھی حاصلۃ لسائر المومنین بل
لجمیع الناس کما نص علیہ العلامۃ
السیوطی فی رسالتہ انباء الاذکیاء
بحیوۃ الانبیاء حیث قال قال الشیخ
تقی الدین السبکی حیوۃ الانبیاء و
الشھداء فی القبر کحیوتھم فی الدنیا
ویشھد لہ صلوۃ موسی علیہ السلام
فی قبرہ فان الصلوۃ تستدعی جسدا
حیا الی اخر ما قال فثبت بھذا ان
حیوتہ دنیویۃ برزخیۃ لکونھا فی عالم

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے
نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک
میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے
بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے
آں حضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء
کے ساتھ برزخی نہیں ہے، جو حاصل ہے تمام
مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی
نے اپنے رسالہ "انباء الاذکیا بحیوۃ الانبیاء"
میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ
علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء
و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا
میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں
نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ
جسم کو چاہتی ہے۔ الخ پس اس سے ثابت
ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی
ہے اور اس معنے کر برزخی بھی ہے کہ عالم

البرزخ ولشيخنا شمس الاسلام و الدين محمد قاسم العلوم على المستفيدين قدس الله سره العزيز فى هذه المبحث رسالة مستقلة دقيقة الماخذ بديعة المسلك لم ير مثلها قد طبعت وشاعت فى الناس واسمها آب حيات اى ماء الحيوة

برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام "آب حیات" ہے۔

السوال السادس

چھٹا سوال

هل للداعى فى المسجد النبوي ان يجعل وجهه الى القبر المنيف ويسئل من المولى الجليل متوسلا بنبيه الفخيم النبيل۔

کیا جائز ہے مسجد نبوی میں دعا کرنے والے کو یہ صورت کہ قبر شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور حضرتؐ کا واسطہ دے کر حق تعالیٰ سے دعا مانگے۔

الجواب

جواب

اختلف الفقهاء فى ذلك كما ذكره الملا على القارى رحمه الله تعالى فى المسلك والمنقسط فقال ثم اعلم انه ذكر بعض مشائخنا كابى الليث ومن تبعه كالكرمانى والسروجى

اس میں فقہاء کا اختلاف ہے جیسا کہ ملا علی قاریؒ نے مسلک منقسط میں ذکر کیا ہے فرماتے ہیں معلوم کرو کہ ہمارے بعض مشائخ ابو اللیث اور ان کے پیرو کرمانی و سروجی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ زیارت کرنے والے

انه يقف الزائر مستقبل القبلة كذا
رواه الحسن عن ابی حنیفة رضی
الله عنهما ثم نقل عن ابن الهمام
بان ما نقل عن ابی اللیث مردود
بما روی ابوحنیفة عن ابن عمر
رضی الله عنه انه قال من السنة
ان تاتی قبر رسول الله صلی الله علیه
وسلم فتستقبل القبر بوجهك ثم
تقول "السلام علیك ایها النبی و
رحمة الله وبرکاته ثم ایده بروایة
اخری اخرجها مجد الدین اللغوی
عن ابن المبارك قال سمعت ابا حنیفةؒ
یقول قدم ابو ایوب السختیانی وانا
بالمدینة فقلت لانظرن ما یصنع
فجعل ظهره مما یلی القبلة ووجهه
مما یلی وجه رسول الله صلی الله
علیه وسلم وبکی غیر متباك فقام
مقام فقیه ثم قال العلامة القاری
بعد نقله وفیه تنبیه علی ان هذا
هو مختار الامام بعد ما کان مترددا
فی مقام المرام ثم الجمع بین الروایتین

کر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیے جیسا
کہ امام حسن نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے۔ اس کے بعد ابن ہمام سے
نقل کیا ہے کہ ابو اللیث کی روایت نامقبول
ہے۔ اس لیے کہ امام ابوحنیفہؒ نے حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ
سنت یہ ہے کہ جب تم قبر شریف پر حاضر
ہو تو قبر مطہر کی طرف منہ کر کے اس طرح کہو
"آپ پر سلام نازل ہو اے نبی اور اللہ تعالیٰ کی
رحمت و برکات نازل ہوں پھر اس کی تائید میں
دوسری روایت لائے ہیں جس کو مجد الدین لغوی نے
ابن المبارک سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں
نے امام ابوحنیفہؒ کو اس طرح فرماتے سنا کہ جب
ابو ایوب سختیانی مدینہ منورہ میں آئے تو میں وہیں تھا
میں نے کہا میں ضرور دیکھونگا یہ کیا کرتے ہیں
سو انھوں نے قبلہ کی طرف پشت کی اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی طرف اپنا منہ
کیا اور بلا تصنع روئے تو بڑے فقیہ کی طرح قیام
کیا پھر اس کو نقل کر کے علامہ قاری فرماتے
ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہی صورت امام صاحب
کی پسند کردہ ہے۔ ہاں پہلے ان کو تردد تھا پھر علامہ

ممکن الخ کلام الشریف فظهر بهذا انه یجوز کلا الامرین لکن المختار ان یستقبل وقت الزیارة مما یلی وجهه الشریف صلی الله علیه وسلم وهو المأخوذ به عندنا وعلیه عملنا وعمل مشائخنا و هکذا الحکم فی الدعاء کما روی عن مالک رحمه الله تعالی لما سأله بعض الخلفاء وقد صرح به مولانا الگنگوهی فی رسالته "زبدة المناسك" واما مسئلة التوسل فقد مرت فی نمرة ۳،۴، ص۶

نے یہی کہا کہ دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن ہے الخ. غرض اس سے ظاہر ہو گیا کہ جائز دونوں صورتیں ہیں مگر اولیٰ یہی ہے کہ زیارت کے وقت چہرۂ مبارک کی طرف منھ کرکے کھڑا ہونا چاہیے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے جیسا کہ امام مالکؒ سے مروی ہے جبکہ ان کے کسی خلیفہ نے ان سے مسئلہ دریافت کیا تھا اور اس کی تصریح مولانا گنگوہیؒ اپنے رسالہ "زبدۃ المناسک" میں کر چکے ہیں اور توسل کا مسئلہ ابھی صفحہ ۶، ع۳،۴ میں گزر چکا ہے۔

السؤال السابع

ما قولکم فی تکثیر الصلٰوة علی النبی صلی الله علیه وسلم وقراءة دلائل الخیرات والاوراد۔

ساتواں سوال

کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت درود بھیجنے اور دلائل الخیرات اور دیگر اوراد کے پڑھنے کی بابت۔

الجواب

یستحب عندنا تکثیر الصلٰوة علی النبی صلی الله علیه وسلم وهو من ارجی

جواب

ہمارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب

الطاعات واحب المندوبات سواء كان بقراءة الدلائل والاوراد الصلوتية المؤلفة في ذلك او بغيرها ولكن الافضل عندنا ما صح بلفظه صلى الله عليه وسلم ولو صلى بغير ما ورد عنه صلى الله عليه وسلم لم يخل عن الفضل ويستحق بشارة من صلى علي صلوة صلى الله عليه عشرا وكان شيخنا العلامة الكنكوهي يقرء الدلائل وكذلك المشائخ الآخر من ساداتنا وقد كتب في ارشاداته مولانا ومرشدنا قطب العالم حضرة الحاج امداد الله قدس الله سره العزيز وامر اصحابه بان يقرءوه وكانوا يروون الدلائل رواية وكان يجيز اصحابه بالدلائل مولانا الكنكوهي رحمة الله عليه۔

اجر و ثواب طاعت ہے خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مؤلفہ کی تلاوت سے ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے جس کے لفظ بھی حضرت سے منقول ہیں گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائیگا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ خود ہمارے شیخ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ اور دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے۔

اور مولانا حضرت حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی قدس سرہ نے اپنے ارشادات میں تحریر فرما کر مریدین کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل کا ورد بھی رکھیں اور ہمارے مشائخ ہمیشہ دلائل کو روایت کرتے رہے اور مولانا گنگوہیؒ بھی اپنے مریدین کو اجازت دیتے رہے۔

السؤال الثامن والتاسع والعاشر

آٹھواں نواں اور دسواں سوال

هل يصح لرجل ان يقلد احدا من الائمة الاربعة في جميع الاصول والفروع أم

تمام اصول و فروع میں چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کا مقلد بن جانا درست ہے یا نہیں؟

لا وعلی تقدیر الصحۃ هل هو مستحب ام واجب ومن تقلّدون من الائمۃ فروعًا واصولاً۔

اور اگر درست ہے تو مستحب ہے، یا واجب، اور تم کس امام کے مقلّد ہو۔

الجواب

لابد للرجل فی هذا الزمان ان یقلد احدا من الائمۃ الاربعۃ رضی اللہ تعالٰی عنهم بل یجب فانا جربنا کثیرا ان مآل ترک تقلید الائمۃ واتباع رای نفسه وهواها السقوط فی حفرۃ الالحاد والزندقۃ اعاذنا اللہ منها ولاجل ذلک نحن ومشائخنا مقلدون فی الاصول والفروع لامام المسلمین ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنه اماتنا اللہ علیه وحشرنا فی زمرته ولمشائخنا فی ذلک تصانیف عدیدۃ شاعت واشتهرت فی الآفاق۔

جواب

اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جاوے بلکہ واجب ہے کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے اور اپنے نفس و ہوا کے اتباع کرنے کا انجام الحاد و زندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے۔ اللہ پناہ میں رکھے اور بایں وجہ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلّد ہیں۔ خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو، اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو، اور اس مبحث میں ہمارے مشائخ کی بہترین تصانیف دُنیا میں مشہور و شائع ہو چکی ہیں۔

السوال الحادی عشر

گیارھواں سوال

وهل یجوز عندکم الاشتغال باشغال

کیا صوفیہ کے اشغال میں مشغول اور ان سے

الصوفية وبيعتهم وهل تقولون بصحة
وصول الفيوض الباطنية عن صدور
الاكابر وقبورهم وهل يستفيد اهل
السلوك من روحانية المشائخ الاجلة ام لا؟

الجواب

يستحب عندنا اذا فرغ الانسان من
تصحيح العقائد وتحصيل المسائل الضرورية
من الشرع ان يبايع شيخا راسخ القدم
في الشريعة زاهدا في الدنيا راغبا في الآخرة
قد قطع عقبات النفس وتمرن في
المنجيات وتبتل عن المهلكات كاملا
مكملا ويضع يده في يده ويحبس
نظره في نظره ويشتغل باشتغال
الصوفية من الذكر والفكر والفناء الكلي
فيه ويكتسب النسبة التي هي النعمة
العظمى والغنيمة الكبرى وهي المعبر
عنها بلسان الشرع بالاحسان واما من
لم يتيسر له ذلك ولم يقدر له ما هنالك
فيكفيه الانسلاك بسلكهم والانخراط
في حزبهم فقد قال رسول الله صلى

بیعت ہونا تمہارے نزدیک جائز اور اکابر کے
سینہ اور قبر کے باطنی فیضان پہونچنے کے
تم قائل ہو یا نہیں اور مشائخ کی روحانیت سے
اہل سلوک کو نفع پہونچتا ہے یا نہیں۔

جواب

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقاید
کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل
سے فارغ ہو جاوے تو ایسے شیخ سے بیعت ہو
جو شریعت میں راسخ القدم ہو، دنیا سے بے رغبت
ہو، آخرت کا طالب ہو، نفس کی گھاٹیوں کو طے کر
چکا ہو، خوگر ہو نجات دہندہ اعمال کا اور علیحدہ
ہو تباہ کن افعال سے خود بھی کامل ہو دوسروں
کو بھی کامل بنا سکتا ہو ایسے مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ
دے کر اپنی نظر اس کی نظر میں محصور رکھے اور صوفیہ
کے اشغال یعنی ذکر و فکر اور اس میں فناء تام کے
ساتھ مشغول ہو اور اس نسبت کا اکتساب جو نعمت
عظمیٰ اور غنیمت کبریٰ ہے جس کو شرع میں احسان
کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور جس کو یہ نعمت میسر نہ
ہو اور وہاں تک نہ پہنچ سکے اس کو بزرگوں کے سلسلہ
میں شامل ہو جانا ہی کافی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی

الله عليه وسلم المرء مع من احب اولئك قوم لا يشقى جليسهم بحمد الله تعالى وحسن انعامه نحن و مشائخنا قد دخلوا فى بيعتهم واشتغلوا باشغالهم وتصدوا للارشاد والتلقين والحمد لله على ذلك واما الاستفادة من روحانية المشائخ الاجلة ووصول الفيوض الباطنية من صدورهم او قبورهم فيصح على الطريقة المعروفة فى اهلها وخواصها لا بما هو شائع فى العوام؛

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی اس کے ساتھ ہے جس کے ساتھ اسے محبت ہو۔ وہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہ سکتا اور بحمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بیعت میں داخل اور ان کے اشغال کے شاغل اور ارشاد و تلقین کے درپے رہے ہیں والحمد للہ علی ذلک، اب رہا مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض پہنچنا سو بیشک صحیح ہے مگر اس طریق سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔

السوال الثانی عشر

بارھواں سوال

قد كان محمد بن عبد الوهاب النجدى يستحل دماء المسلمين واموالهم واعراضهم وكان ينسب الناس كلهم الى الشرك ويسب السلف فكيف ترون ذلك وهل تجوزون تكفير السلف والمسلمين واهل القبلة ام كيف مشربكم؟

محمد بن عبد الوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا، اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو، یا کیا مشرب ہے؟

الجواب

الحكم عندنا فيهم ما قال صاحب
الدر المختار وخوارج هم قوم
لهم منعة خرجوا عليه بتاويل يرون
انه على باطل كفر او معصية توجب
قتاله بتاويلهم يستحلون دمائنا و
اموالنا ويسبون نسائنا الى ان قال
وحكمهم حكم البغاة ثم قال وانما
لم نكفرهم لكونه عن تاويل وان كان
باطلا - وقال الشامي فى حاشيته كما
وقع فى زماننا فى اتباع عبد الوهاب
الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على
الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب
الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم
المسلمون وان من خالف اعتقادهم
مشركون واستباحوا بذلك قتل اهل
السنة وقتل علمائهم حتى كسر الله
شوكتهم ثم اقول ليس هو ولا احد
من اتباعه وشيعته من مشائخنا فى
سلسلة من سلاسل العلم من الفقه

جواب

ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب
درمختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت
ہے شوکت والی جنھوں نے امام پر چڑھائی کی تھی
تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت
کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے
اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال
سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قید بناتے ہیں آگے
فرماتے ہیں۔ ان کا حکم باغیوں کا ہے اور پھر یہ
بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لیے نہیں
کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی
اور علامہ شامی نے اس کے حاشیے میں فرمایا ہے
جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین
سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب
ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا
عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے
عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر
انھوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح
سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت
توڑ دی۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ عبدالوہاب اور

والحديث والتفسير والتصوّف واما استحلال دماء المسلمين واموالهم و اعراضهم فاما ان يكون بغير حق او بحق فان كان بغير حق فاما ان يكون من غير تاويل فكفر وخروج عن الاسلام وان كان بتاويل لايسوغ فى الشرع ففسق واما ان كان بحق فجائز بل واجب واما تكفير السلف من المسلمين فحاشا ان نكفر احدًا منهم بل هو عندنا رفض و ابتداع فى الدين وتكفير اهل القبلة من المبتدعين فلا نكفرهم مالم ينكروا حكما ضروريا من ضروريات الدين فاذا ثبت انكار امر ضرورى من الدين نكفرهم ونحتاطفيه وهذا دأبنا و دأب مشائخنا رحمهم الله تعالىٰ۔

اس کا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلہ مشائخ میں نہیں نہ تفسیر و فقہ و حدیث کے علمی سلسلہ میں نہ تصوف میں۔ اب رہا مسلمانوں کی جان مال و آبرو کا حلال سمجھنا۔ سو یا ناحق ہوگا یا حق۔ پھر اگر ناحق ہے تو یا بلا تاویل ہوگا جو کفر اور خارج از اسلام ہوتا ہے۔ اور اگر ایسی تاویل سے ہے جو شرعًا جائز نہیں تو فسق ہے، اور اگر بحق ہو تو جائز بلکہ واجب ہے۔ باقی رہا سلف اہل اسلام کو کافر کہنا سو حاشا ہم ان میں سے کسی کو کافر کہتے یا سمجھتے ہوں بلکہ یہ فعل ہمارے نزدیک رفض اور دین میں اختراع ہے۔ ہم تو ان بدعتیوں کو بھی جو اہل قبلہ ہیں جب تک دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں کافر نہیں کہتے۔ ہاں جس وقت دین کے کسی ضروری امر کا انکار ثابت ہو جائیگا تو کافر سمجھیں گے اور احتیاط کریں گے یہی طریقہ ہمارا اور ہمارے جملہ مشائخ رحمہم اللہ کا ہے۔

السؤال الثالث عشر والرابع عشر

تیرھواں اور چودھواں سوال

ما قولكم فى امثال قوله تعالى الرحمن

کیا کہتے ہو حق تعالیٰ کے اس قسم کے قول میں کہ

على العرش استوى هل تجوزون اثبات جهة ومكان للباري تعالى ام كيف رايكم فيه ؟

رحمٰن عرش پر مستوی ہوا، کیا جائز سمجھتے ہو باری تعالیٰ کے لیے جہت و مکان کا ثابت کرنا یا کیا رائے ہے ؟

الجواب

جواب

قولنا في امثال تلك الآيات انا نؤمن بها ولا يقال كيف ونؤمن بالله سبحانه وتعالى متعال ومنزه عن صفات المخلوقين وعن سمات النقص والحدوث كما هو راي قدمائنا. واما ما قال المتاخرون من ائمتنا في تلك الآيات يأولونها بتاويلات صحيحة سائغة في اللغة والشرع بانه يمكن ان يكون المراد من الاستواء الاستيلاء ومن اليد القدرة الى غير ذلك تقريبًا الى افهام القاصرين فحق ايضًا عندنا واما الجهة والمكان فلا نجوز اثباتهما له تعالى ونقول انه تعالى منزه ومتعال عنهما وعن جميع سمات الحدوث.

اس قسم کی آیات میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت سے بحث نہیں کرتے، یقیناً جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ مخلوق کے اوصاف سے منزہ اور نقص و حدوث کی علامات سے مبرّا ہے جیسا کہ ہمارے متقدمین کی رائے ہے اور ہمارے متاخرین اماموں نے ان آیات میں جو صحیح اور لغت و شرع کے اعتبار سے جائز تاویلیں فرمائی ہیں تاکہ کم فہم سمجھ لیں مثلاً یہ کہ ممکن ہے استواء سے مراد غلبہ ہو اور ہاتھ سے مراد قدرت، تو یہ بھی ہمارے نزدیک حق ہے۔ البتہ جہت و مکان کا اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت و مکانیت اور جملہ علاماتِ حدوث سے منزہ و عالی ہے۔

السوال الخامس عشر

هل ترون احدا افضل من النبی صلی الله علیه وسلم من الکائنات؟

الجواب

اعتقادنا واعتقاد مشائخنا ان سیدنا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمدا رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل الخلائق کافة وخیرهم عند الله تعالی لا یساویه احد بل ولا یدانیه صلی الله علیه وسلم فی القرب من الله تعالی والمنزلة الرفیعة عنده وهو سید الانبیاء والمرسلین وخاتم الاصفیاء والنبیین کما ثبت بالنصوص وهو الذی نعتقده وندین الله تعالی به وقد صرح به مشائخنا فی غیر ما تصنیف۔

پندرھواں سوال

کیا تمہاری رائے یہ ہے کہ مخلوق میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی افضل ہے؟

جواب

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے افضل اور اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالی سے قرب ومنزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا، قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ سردار ہیں جملہ انبیاء اور رسل کے اور خاتم ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی دین وایمان۔ اسی کی تصریح ہمارے مشائخ بہتیری تصانیف میں کر چکے ہیں۔

السوال السادس عشر

اتجوزون وجود نبی بعد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وھو خاتم النبیین وقد تواتر معنی قولہ علیہ السلام لا نبی بعدی وامثالہ و علیہ انعقد الاجماع وکیف رایکم فیمن جوز وقوع ذٰلک مع وجود ھذہ النصوص وھل قال احد منکم او من اکابرکم ذٰلک۔

سولھواں سوال

کیا کسی نبی کا وجود جائز سمجھتے ہو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حالانکہ آپ خاتم النبیین ہیں اور معنًا درجۂ تواتر کو پہنچ گیا ہے آپ کا یہ ارشاد کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اس پر اجماعِ امت منعقد ہو چکا ہے اور جو شخص باوجود ان نصوص کے کسی نبی کا وقوع جائز سمجھے اس کے متعلق تمہاری رائے کیا ہے اور کیا تم میں سے یا تمہارے اکابر میں سے کسی نے ایسا کہا ہے۔

الجواب

اعتقادنا واعتقاد مشائخنا ان سیدنا ومولٰنا وحبیبنا وشفیعنا محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین لا نبی بعدہ کما قال اللہ تبارک وتعالٰی فی کتابہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وثبت باحادیث کثیرۃ متواترۃ المعنی و باجماع الامۃ وحاشا ان یقول احد

جواب

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ ولیکن محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معنًا حد تواتر تک پہنچ گئیں اور نیز اجماع امت سے سو حاشا کہ

منا خلاف ذلك فانه من انكر ذلك
فهو عندنا كافر لانه منكر للنص
القطعي الصريح نعم شيخنا ومولانا سيد
الاذكياء المدققين المولوي محمد قاسم
النانوتوي رحمه الله تعالى اتى بدقة
نظره تدقيقا بديعا اكمل خاتميته
على وجه الكمال واتمها على وجه
التمام فانه رحمه الله تعالى قال في
رسالته المسماة "بتحذير الناس" ما
حاصله ان الخاتمية جنس تحته
نوعان احدهما خاتمية زمانية
وهو ان يكون زمان نبوته صلى الله
عليه وسلم متاخرا من زمان نبوة
جميع الانبياء ويكون خاتما لنبوتهم
بالزمان والثاني خاتمية ذاتية و
هي ان يكون نفس نبوته صلى الله
عليه وسلم ختمت بها وانتهت اليها
نبوة جميع الانبياء وكما انه صلى الله
عليه وسلم خاتم النبيين بالزمان كذلك
هو صلعم خاتم النبيين بالذات فان كل ما
بالعرض يختم على ما بالذات وينتهي اليه و
لا يتعداه ولما كان نبوته

ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے کیونکہ جو
اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے
اس لیے کہ منکر ہے نص صریح قطعی کا بلکہ ہمارے
شیخ و مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی
رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دقت نظر سے عجیب
دقیق مضمون بیان فرما کر آپ کی خاتمیت کو
کامل و تام ظاہر فرمایا ہے جو کچھ مولانا نے اپنے
رسالہ "تحذیر الناس" میں بیان فرمایا ہے اس
کا حاصل یہ ہے کہ خاتمیت ایک جنس ہے جس
کے تحت میں دو نوع داخل ہیں ایک خاتمیت
باعتبار زمانہ وہ یہ کہ آپ کی نبوت کا زمانہ تمام
انبیاء کی نبوت کے زمانہ سے متاخر ہے اور
آپ بحیثیت زمانہ کے سب کی نبوت کے
خاتم ہیں، اور دوسری نوع خاتمیت باعتبار
ذات، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی کی
نبوت ہے جس پہ تمام انبیاء کی نبوت ختم و
منتہی ہوئی اور جیسا کہ آپ خاتم النبیین ہیں
باعتبار زمانہ اسی طرح آپ خاتم النبیین ہیں
بالذات کیونکہ ہر وہ شے جو بالعرض ہو ختم ہوتی
ہے اس پر جو بالذات ہو اس سے آگے
سلسلہ نہیں چلتا اور جبکہ آپ کی نبوت بالذات

صلی اللہ علیہ وسلم بالذات ونبوۃ
سائر الانبیاء بالعرض لان نبوّتھم
علیھم السّلام بواسطۃ نبوتہ صلی اللہ
علیہ وسلم وھو الفرد الاکمل الاوحد
الابجل قطب دائرۃ النبوۃ والرسالۃ
وواسطۃ عقدھا فھو خاتم النّبیین
ذاتا وزمانا ولیس خاتمیتہ صلی اللہ
علیہ وسلم منحصرۃ فی الخاتمیۃ
الزمانیۃ فانہ لیس کبیرۃ فضل
ولا زیادۃ رفعۃ ان یکون زمانہ
صلی اللہ علیہ وسلم متاخرا من زمان
الانبیاء قبلہ بل السیادۃ الکاملۃ و
الرفعۃ البالغۃ والمجد الباھر و
الفخر الزاھر تبلغ غایتھا اذا کان
خاتمیتہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاتا و
زمانا واما اذا اقتصر علی الخاتمیۃ
الزمانیۃ فلا تبلغ سیادتہ ورفعتہ صلی
اللہ علیہ وسلم کمالھا ولا یحصل لہ
الفضل بکلیتہ وجامعیتہ وھذا
تدقیق منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ظھر لہ
فی مکاشفات فی اعظام شانہ و

ہے اور تمام انبیا علیہم السلام کی نبوت بالعرض
اس لیے کہ سارے انبیاء کی نبوت آپ کی نبوت
کے واسطہ سے ہے اور آپ ہی فرد اکمل و یگانہ
اور دائرہ رسالت و نبوت کے مرکز اور عقد
نبوت کے واسطہ ہیں پس آپ خاتم النبیین
ہوئے ذاتاً بھی اور زماناً بھی اور آپ کی خاتمیت
صرف زمانہ کے اعتبار سے نہیں ہے اس لیے
کہ یہ کوئی بڑی فضیلت نہیں کہ آپ کا زمانہ انبیاء
سابقین کے زمانہ سے پیچھے ہے بلکہ کامل
سرداری اور غایت رفعت اور انتہا درجہ
کا شرف اسی وقت ثابت ہوگا جبکہ آپ کی
خاتمیت ذات اور زمانہ دونوں اعتبار سے
ہو ورنہ محض زمانہ کے اعتبار سے خاتم الانبیاء
ہونے سے آپ کی سیادت و رفعت نہ مرتبہ
کمال کو پہنچے گی اور نہ آپ کو جامعیت فضل
کلی کا شرف حاصل ہوگا اور یہ دقیق مضمون جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت و
رفعت شان و عظمت کے بیان میں مولانا
کا مکاشفہ ہے۔ ہمارے خیال میں علمائے
متقدمین اور اذکیاء متبحرین میں سے کسی کا
ذہن اس میدان کے نواح تک بھی نہیں گھوما۔

اجلال برهانه و تفضيله و تبجيله صلى الله عليه وسلم كما حققه المحققون من سادا تنا العلماء كالشيخ الاكبر التقى السبكى و قطب العالم الشيخ عبد القدوس الگنگوهى رحمهم الله تعالى لم يحم حول سرادقات ساحته فيما نظن ونرى ذهن كثير من العلماء المتقدمين و الاذكياء المتبحرين و هو عند المبتدعين من اهل الهند كفر وضلال و يوسوسون الى اتباعهم و اوليائهم انه انكار لخاتميته صلى الله عليه وسلم. فهيهات وهيهات و لعمرى انه لافرى الفرى و اعظم زور و بهتان بلا امتراء ما حملهم على ذلك الا الحقد والشحناء والحسد والبغضاء لاهل الله تعالى وخواص عباده وكذلك جرت السنة الالهية فى انبيائه و اوليائه۔

ہاں ہندوستان کے بدعتیوں کے نزدیک کفر و ضلال بن گیا۔

یہ مبتدعین اپنے چیلوں اور تابعین کو یہ وسوسہ ولاتے ہیں کہ یہ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے۔ افسوس، صد افسوس! قسم ہے اپنی زندگی کی کہ ایسا کہنا پرلے درجہ کا افترا ہے اور بڑا جھوٹ و بہتان ہے۔ جس کا باعث محض کینہ و عداوت و بغض ہے۔ اہل اللہ اور اس کے خاص بندوں کے ساتھ اور سنت اللہ اسی طرح جاری ہے انبیاء اور اولیاء میں۔

السوال السابع عشر

سترھواں سوال

هل تقولون ان النبى صلى الله عليه

کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ

وسلم لا يفضل علينا الا كفضل الاخ الاكبر على الاخ الاصغر لا غير وهل كتب احد منكم هذا المضمون فى كتاب۔

صلی اللہ علیہ وسلم کو بس ہم پر ایسی فضیلت ہے جیسے بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے اور کیا تم میں سے کسی نے کسی کتاب میں یہ مضمون لکھا ہے۔

الجواب

ليس احد منا ولا من اسلافنا الكرام معتقدا بهذا البتة ولا نظن شخصا من ضعفاء الايمان ايضا يتفوه بمثل هذه الخرافات ومن يقل ان النبى عليه السلام ليس له فضل علينا الا كما يفضل الاخ الاكبر على الاصغر فنعتقد فى حقه انه خارج عن دائرة الايمان وقد صرحت تصانيف جميع الاكابر من اسلافنا بخلاف ذلك وقد بينوا وصرحوا وحرروا وجوه فضائله واحسانا ته عليه السلام علينا معشر الامة بوجوه عديدة بحيث لا يمكن اثبات مثل بعض تلك الوجوه لشخص من الخلائق فضلا عن جملتها وان

جواب

ہم میں اور ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے اور ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گزشتہ اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدہ واہیہ کا خلاف مصرح ہے اور وہ حضرات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اور وجوہ فضائل تمام امت پر بتصریح اس قدر بیان کر چکے اور لکھ چکے ہیں کہ سب تو کیا ان میں سے کچھ بھی مخلوق میں سے کسی شخص کے لیے ثابت نہیں ہو سکتے. اگر کوئی شخص

افترى احد بمثل هذه الخرافات الواهية علينا او على اسلافنا فلا اصل له ولا ينبغي ان يلتفت اليه اصلا فان كونه عليه السلام افضل البشر قاطبة واشرف الخلق كافة و سيادته عليه السلام على المرسلين جميعا وامامته النبيين من الامور القطعية التي لا يمكن لادنى مسلم ان يتردد فيه اصلا ومع هذا ان نسب الينا احد من امثال هذه الخرافات فليبين محله من تصانيفنا حتى نظهر على كل منصف فهيم جهالته وسوء فهمه مع الحاده وسوء تدينه بحوله تعالى وقوته القوية۔

ایسے واہیات خرافات کا ہم پر یا ہمارے بزرگوں پر بہتان باندھے وہ بے اصل ہے اور اس کی طرف توجہ بھی مناسب نہیں۔ اس لیے کہ حضرت کا افضل البشر اور تمامی مخلوقات سے اشرف اور جمیع پیغمبروں کا سردار اور سارے نبیوں کا امام ہونا ایسا قطعی امر ہے جس میں ادنیٰ مسلمان بھی تردد نہیں کر سکتا اور باوجود اس کے بھی اگر کوئی شخص ایسی خرافات ہماری جانب منسوب کرے تو اسے ہماری تصنیفات میں موقع و محل بتانا چاہیے تاکہ ہم ہر سمجھدار منصف پر اس کی جہالت و بدفہمی اور الحاد و بددینی ظاہر کریں۔

السؤال الثامن عشر

اٹھارھواں سوال

هل تقولون ان علم النبي عليه السلام مقتصر على الاحكام الشرعية فقط ام اعطى علوما متعلقة بالذات والصفات والافعال للباري عز اسمه والاسرار الخفية والحكم الالهية و

کیا تم اس کے قائل ہو کہ نبی علیہ السلام کو صرف احکام شرعیہ کا علم ہے یا آپ کو حق تعالیٰ شانہٗ کی ذات و صفات و افعال اور مخفی اسرار و حکمتہائے الٰہیہ وغیرہ کے اس قدر علوم عطا ہوئے ہیں، جن کے پاس تک مخلوق

غير ذلك مما لم يصل الى سرادقات علمه احد من الخلائق كائنا من كان.

میں سے کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

الجواب

نقول باللسان ونعتقد بالجنان ان سيّدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلم الخلق قاطبة بالعلوم المتعلقة بالذات والصفات والتشريعات من الاحكام العملية والحكم النظريّة و الحقائق الحقة والاسرار الخفية وغيرها من العلوم مالم يصل الى سرادقات ساحته احد من الخلائق لا ملك مقرب ولا نبي مرسل ولقد اعطى علم الاولين والآخرين وكان فضل الله عليه عظيما ولكن لا يلزم من ذلك علم كل جزئي جزئي من الامور الحادثة فى كل آن من آوانه الزمان حتى يضر غيبوبة بعضها عن مشاهدته الشريفة ومعرفة المنيفة باعلميته عليه السلام ووسعته فى العلوم وفضله فى المعارف على كافة الانام وان اطلع

جواب

ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں جن کو ذات وصفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ اور اسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی رسول اور بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے ولیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو زمانہ کی ہر آن میں حادث و واقع ہونے والے واقعات میں سے ہر ہر جزئی کی اطلاع وعلم ہو کہ اگر کوئی واقعہ آپ کے مشاہدۂ شریفہ سے غائب رہے تو آپ کے علم اور معارف میں ساری مخلوق سے افضل ہونے اور وسعت علمی میں نقص آجائے اگرچہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو جیسا کہ سلیمان علیہ السلام پر وہ واقعہ

عليها بعض من سواه من الخلائق و
العباد كما لم يضر با علمية سليمان عليه
السلام غيبوبة ما اطلع عليه الهدهد من
عجائب الحوادث حيث يقول فی القرآن قال
اِنِّیْ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ
سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ

عجیبہ مخفی رہا کہ جس سے ہُدہُد کو آگاہی ہوئی اس
سے سُلیمان علیہ السلام کے اعلم ہونے میں نقص
نہیں آیا چنانچہ ہُدہُد کہتی ہے کہ میں نے ایسی
خبر پائی جس کی آپ کو اطلاع نہیں اور شہر سبا
میں سے میں ایک سچی خبر لے کر آئی ہوں۔

السوال التاسع عشر

انیسواں سوال

اترون ان ابليس اللعين اعلم من
سيد الكائنات عليه السلام واوسع
علما منه مطلقا وهل كتبتم ذلك فی تصنيف
ما تحكمون على من اعتقد ذلك۔

کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سید
الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ اور
مطلقاً وسیع تر ہے اور کیا یہ مضمون تم نے اپنی
کسی تصنیف میں لکھا ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو،
اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب

جواب

قد سبق منا تحرير هذه المسئلة ان
النبی عليه السلام اعلم الخلق على
الاطلاق بالعلوم والحكم والاسرار وغيرها
من ملكوت الآفاق ونتيقن ان من قال
ان فلانا اعلم من النبی عليه السلام

اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام
کا علم حِکم و اسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمامی
مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ
جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے
اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرا

فقد كفر وقد افتى مشائخنا بتكفير
من قال ان ابليس اللعين اعلم من النبي
عليه السلام فكيف يمكن ان توجد هذه
المسئلة في تاليف ما من كتبنا غيرانه
غيبوبة بعض الحوادث الجزئية الحقيرة
عن النبي عليه السلام لعدم التفاته اليه
لا تورث نقصا ما في اعلميته عليه السلام
بعد ما ثبت انه اعلم الخلق بالعلوم
الشريفة اللائقة بمنصبه الاعلى كما لا
يورث الاطلاع على اكثر تلك الحوادث
الحقيرة لشدة التفات ابليس اليها شرفا
وكمالا علميا فيه فانه ليس عليها مدار
الفضل والكمال ومن ههنا لا يصح ان
يقال ان ابليس اعلم من سيدنا رسول
الله صلى الله عليه وسلم كما لا يصح ان يقال
لصبي علم بعض الجزئيات انه اعلم من
عالم متبحر محقق في العلوم والفنون التي
غابت عنه تلك الجزئيات ولقد تلونا
عليك قصة الهدهد مع سليمان على
نبينا وعليه السلام وقوله اِنِّي اَحَطْتُّ
بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ ودواوين الحديث و

اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں
جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے
زیادہ ہے پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ
کہاں پایا جا سکتا ہے۔ ہاں کسی جزئی حادثۂ حقیر
کا حضرت کو اس لیے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے اس
کی جانب توجہ نہیں فرمائی آپ کے اعلم ہونے میں
کسی قسم کا نقصان نہیں پیدا کر سکتا جبکہ ثابت ہو
چکا کہ آپ ان شریف علوم میں جو آپ کے منصب
اعلیٰ کے مناسب ہیں ساری مخلوق سے بڑھے
ہوئے ہیں جیسا کہ شیطان کو بہتیرے حقیر حادثوں
کی شدت التفات کے سبب اطلاع مل جانے سے
اس مردود میں کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل
نہیں ہو سکتا کیونکہ ان پر فضل و کمال کا مدار نہیں ہے
اس سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم سیدنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے
ہرگز صحیح نہیں جیسا کہ کسی ایسے بچہ کو جسے کسی جزئی
کی اطلاع ہو گئی ہے یوں کہنا صحیح نہیں کہ فلاں
بچہ کا علم اس متبحر محقق مولوی سے زیادہ ہے جس
کو جملہ علوم و فنون معلوم ہیں مگر یہ جزئی معلوم نہیں
اور ہم ہدہد کا سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پیش
آنے والا قصہ بتا چکے ہیں اور یہ آیت پڑھ چکے ہیں

دفاتر التفاسير مشحونة بنظائرها المتكاثرة
المشتهرة بين الانام وقد اتفق الحكماء
على ان افلاطون وجالينوس وامثالها
من اعلم الاطباء بكيفيات الادوية و
احوالها مع علمهم ان ديدان النجاسة
اعرف باحوال النجاسة وذوقها وكيفياتها
فلم تضر عدم معرفة افلاطون وجالينوس
هذه الاحوال الردية فى اعلميتها ولم
يرض احد من العقلاء والحمقى بان يقول
ان الديدان اعلم من افلاطون مع انها
اوسع علما من افلاطون باحوال النجاسة
ومبتدعة ديارنا يثبتون للذات الشريفة
النبوية عليها الف الف تحية وسلام
جميع علوم الاسافل الاراذل والافاضل
الاكابر قائلين انه عليه السلام لما كان
افضل الخلق كافة فلابد ان يحتوى على
علومهم جميعها كل جزئي وكلي كلي ونحن
انكرنا اثبات هذا الامر بهذا القياس
الفاسدة بغير نص من النصوص المعتبرة
بها الا ترى ان كل مومن افضل واشرف
من ابليس فيلزم على هذا القياس ان يكون

کہ مجھے وہ اطلاع ہے جو آپ کو نہیں اور کتب
حدیث وتفسیر اس قسم کی مثالوں سے لبریز ہیں نیز
حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ افلاطون وجالینوس
وغیرہ بڑے طبیب ہیں جن کو دواؤں کی کیفیت
حالات کا بہت زیادہ علم ہے۔ حالانکہ یہ بھی معلوم
ہے کہ نجاست کے کیڑے نجاست کی حالتوں اور
اور مزے اور کیفیتوں سے زیادہ واقف ہیں تو
افلاطون وجالینوس کا ان ردی حالت سے ناواقف
ہونا ان کے اعلم ہونے کو مضر نہیں اور کوئی عقلمند
بلکہ احمق بھی یہ کہنے پر راضی نہ ہوگا کہ کیڑوں کا علم
افلاطون سے زیادہ ہے حالانکہ ان کا نجاست کے
احوال سے افلاطون کی بہ نسبت زیادہ واقف ہونا
یقینی امر ہے اور ہمارے ملک کے مبتدعین سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام شریف وادنیٰ
واعلیٰ واسفل علوم ثابت کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں
کہ جب آنحضرت ساری مخلوق سے افضل ہیں تو
ضرور سب ہی کے علوم جزئی ہوں یا کلی آپ کو
معلوم ہوں گے اور ہم نے بغیر کسی معتبر نص کے
محض اس فاسد قیاس کی بنا پر اس علم کلی و جزئی
کے ثبوت کا انکار کیا۔ ذرا غور تو فرمائیے کہ ہر مسلمان
کو شیطان پر فضل وشرف حاصل ہے پس اس قیاس

كل شخص من احاد الامة حاويا على علوم ابليس ويلزم على ذلك ان يكون سليمان على نبينا وعليه السلام عالما بما علمه الهدهد وان يكون افلاطون وجالينوس عارفين بجميع معارف الديدان واللوازم باطلة باسرها كما هو المشاهد وهذا خلاصة ما قلناه فى البراهين القاطعة لعروق الاغبياء المارقين القاصمة لاعناق الدجاجلة المفترين فلم يكن بحثنا فيه الا عن بعض الجزئيات المستحدثة ومن اجل ذلك اتينا فيه بلفظ الاشارة حتى تدل ان المقصود بالنفى والاثبات هنالك تلك الجزئيات لا غير لكن المفسدين يحرفون الكلام ولا يخافون محاسبة الملك العلام وانا جازمون ان من قال ان فلانا اعلم من النبى عليه السلام فهو كافر كما صرح به غير واحد من علمائنا الكرام ومن افترى علينا بغير ما ذكرناه فعليه بالبرهان خائفا عن مناقشة الملك الديان والله على ما نقول وكيل۔

کی بنا پر لازم آئے گا کہ ہر امتی بھی شیطان کے ہتھکنڈوں سے آگاہ ہو، اور لازم آئے گا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر ہو اس واقعہ کی جسے ہُدہُد نے جانا اور افلاطون و جالینوس واقف ہوں کیڑوں کی تمام واقفیتوں سے اور سارے لازم باطل ہیں چنانچہ مشاہدہ ہو رہا ہے۔ یہ ہمارے قول کا خلاصہ ہے جو براہین قاطعہ میں بیان کیا ہے جس نے کند ذہن بددینوں کی رگیں کاٹ دیں اور دجال و مفتری گروہ کی گردنیں توڑ دیں سو اس میں ہماری بحث صرف بعض حادثات جزئی میں تھی اور اسی لیے اشارہ کا لفظ ہم نے لکھا تھا تاکہ دلالت کرے کہ نفی و اثبات سے مقصود صرف یہی جزئیات ہیں لیکن مفسدین کلام میں تحریف کیا کرتے ہیں اور شاہنشاہی محاسبہ سے ڈرتے نہیں اور ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے بہتیرے علماء کر چکے ہیں اور جو شخص ہمارے بیان کے خلاف ہم پر بہتان باندھے اس کو لازم ہے کہ شاہنشاہ روزِ جزا سے خائف بن کر دلیل بیان کرے اور اللہ ہمارے قول پر وکیل ہے

السوال العشرون

اتعتقدون ان علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یساوی علم زید وبکر وبہائم ام تتبرؤن عن امثال هذا وهل کتب الشیخ اشرف علی التھانوی فی رسالته حفظ الایمان هذا المضمون ام لا وبم تحکمون علی من اعتقد ذلك.

بیسواں سوال

کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زید وبکر اور چوپاؤں کے علم کے برابر ہے یا اس قسم کے خرافات سے تم بری ہو اور مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالہ حفظ الایمان میں یہ مضمون لکھا ہے یا نہیں، اور جو یہ عقیدہ رکھے اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب

اقول وهذا ایضا من افتراءات المبتدعین واکاذیبهم قد حرفوا معنی الکلام واظهروا بحقدهم خلاف مراد الشیخ مد ظله فقاتلهم الله انی یوفکون قال الشیخ العلامة التهانوی فی رسالته المسماة بحفظ الایمان وهی رسالة صغیرة اجاب فیها عن ثلاثة سئل عنها، الاولی منها فی السجدة التعظیمیة للقبور والثانیة فی الطواف بالقبور والثالثة فی اطلاق لفظ عالم الغیب علی سیدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال الشیخ ما حاصله

جواب

میں کہتا ہوں کہ یہ بھی مبتدعین کا ایک افترا اور جھوٹ ہے کہ کلام کے معنی بدلے اور مولانا کی مراد کے خلاف ظاہر کیا۔ خدا انھیں ہلاک کرے، کہاں جاتے ہیں۔ علامہ تھانوی نے اپنے چھوٹے سے رسالہ حفظ الایمان میں تین سوالات کا جواب دیا ہے جو ان سے پوچھے گئے تھے۔ پہلا مسئلہ قبور کو تعظیمی سجدہ کی بابت ہے اور دوسرا قبور کے طواف میں اور تیسرا یہ کہ لفظ عالم الغیب کا اطلاق سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جائز ہے یا نہیں؟

مولانا نے جو کچھ لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے

انه لا یجوز هذا الاطلاق وان کان
بتاویل لکونه موهما بالشرك کما منع
من اطلاق قولهم راعنا فی القرآن ومن
قولهم عبدی وامتی فی الحدیث اخرجه
مسلم فی صحیحه فان الغیب المطلق فی
الاطلاقات الشرعیة ما لم یقم علیه
دلیل ولا الی درکه وسیلة وسبیل فعلی
هذا قال الله تعالیٰ قل لا یعلم من فی
السمٰوٰت والارض الغیب الا الله ولو
کنت اعلم الغیب وغیر ذلك من الآیات
ولو جوز ذلك بتاویل یلزم ان یجوز
اطلاق الخالق والرازق والمالك والمعبود
وغیرها من صفات الله تعالیٰ المختصة
بذاته تعالیٰ وتقدس علی المخلوق بذلك
التاویل وایضا یلزم علیه ان یصح نفی اطلاق
لفظ عالم الغیب عن الله تعالیٰ بالتاویل
الآخر فانه تعالیٰ لیس عالم الغیب بالواسطة
والعرض فهل یاذن فی نفیه عاقل متدین
حاشا وکلا ثم لو صح هذا الاطلاق علی ذاته
المقدسة صلی الله علیه وسلم علی قول السائل
فنستفسر منه ماذا اراد بهذا الغیب

کہ جائز نہیں گو تاویل ہی سے کیوں نہ ہو کیونکہ
شرک کا وہم ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں صحابہ کو
راعنا کہنے کی ممانعت اور مسلم کی حدیث میں غلام
یا باندی کو عبدی اور امتی کہنے کی ممانعت ہے
بات یہ ہے کہ اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب
مراد ہوتا ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور اس کے
حصول کا کوئی وسیلہ وسبیل نہ ہو۔ اسی بنا پر
حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: کہ وہ نہیں جانتے وہ
جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو مگر اللہ
نیز ارشاد ہے، اگر میں غیب جانتا تو بہتیری نیکی
جمع کر لیتا، اور اگر کسی تاویل سے اطلاق کو جائز
سمجھا جاوے تو لازم آتا ہے کہ خالق رازق معبود
مالک وغیرہ ان صفات کا جو ذات باری کے
ساتھ خاص ہیں اسی تاویل سے مخلوق پر اطلاق صحیح
ہو جاوے نیز لازم آتا ہے کہ دوسری تاویل سے
لفظ عالم الغیب کی نفی حق تعالیٰ سے ہو سکے اس
لیے کہ اللہ تعالیٰ بالواسطہ اور بالعرض عالم الغیب
نہیں ہے پس کیا اس نفی اطلاق کی کوئی دیندار
اجازت دے سکتا ہے، حاشا وکلا، پھر یہ کہ حضرت
کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقول
سائل صحیح ہو تو ہم اسی سے دریافت کرتے ہیں۔

هل اراد كل واحد من افراد الغيب او
بعضه اى بعض كان فان اراد بعض الغيوب
فلا اختصاص له بحضرة الرسالة صلى الله
عليه وسلم فان علم بعض الغيوب وان
كان قليلا حاصل لزيد وعمرو بل لكل
صبي ومجنون بل لجميع الحيوانات و
البهائم لان كل واحد منهم يعلم شيئا لا
يعلم الآخر ويخفى عليه فلو جوز لسائل
اطلاق عالم الغيب على احد لعلمه بعض
الغيوب يلزم عليه ان يجوز اطلاقه على
سائر المذكورات ولو التزم ذلك لم
يبق من كمالات النبوة لانه يشترك فيه
سائرهم ولو لم يلتزم طولب بالفارق و
لن يجد اليه سبيلا انتهى كلام الشيخ
التهانوی فانظروا يرحمكم الله فی كلام
الشيخ لن تجدوا مما كذب المبتدعون من
اثر فحاشا ان يدعی احد من المسلمين
المساواة بين علم رسول الله صلى الله عليه
وسلم وعلم زيد وبكر وبهائم بل الشيخ
يحكم بطريق الالزام على من يدعى جواز
اطلاق علم الغيب على رسول الله صلى

کہ اس غیب سے مراد کیا ہے یعنی غیب کا ہر
فرد یا بعض غیب کوئی کیوں نہ ہو پس اگر بعض
غیب مراد ہے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کی تخصیص نہ رہی کیوں کہ بعض غیب کا علم اگرچہ
تھوڑا سا ہو، زید و عمر بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ
جملہ حیوانات اور چوپاؤں کو بھی حاصل ہے کیونکہ
ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہے، کہ
دوسرے کو نہیں ہے تو اگر سائل کسی پر لفظ عالم
الغیب کا اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے
جائز رکھتا ہے تو لازم آتا ہے کہ اس اطلاق کو مذکورہ
بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اس کو
مان لیا تو یہ اطلاق کمالات نبوت میں سے نہ رہا
کیوں کہ سب شریک ہو گئے اور اگر اس کو نہ مانے
تو وجہ فرق پوچھی جائے گی اور وہ ہرگز بیان نہ ہو
سکے گی۔ مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا، خدا تم پر
رحم فرمائے۔ ذرا مولانا کا کلام ملاحظہ فرماؤ بدعتیوں
کے جھوٹ کا کہیں پتہ بھی نہ پاؤ گے، حاشا کہ کوئی
مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور زید و بکر
و بہائم کے علم کو برابر کہے بلکہ مولانا تو بطریق الزام
یوں فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر بعض غیب جاننے کی وجہ سے عالم الغیب کے

الله عليه وسلم لعلمه بعض الغيوب انه يلزم عليه ان يجوز اطلاقه على جميع الناس والبهائم فاين هذا عن مساواة العلم التي يفترونها عليه فلعنة الله على الكاذبين- ونتيقن بان معتقد مساواة علم النبي عليه السلام مع زيد وبكر وبهائم ومجانين كافر قطعا وحاشا الشيخ دام مجده ان يتفوه بهذا وانه لمن عجب العجائب۔

اطلاق کو جائز سمجھتا ہے اس پر لازم آتا ہے کہ جمیع انسان و بہائم پر بھی اس اطلاق کو جائز سمجھے پس کہاں یہ اور کہاں وہ علمی مساوات جس کا بتدعین نے مولانا پر افترا باندھا جھوٹوں پر خدا کی پھٹکار، ہمارے نزدیک متیقن ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے اور حاشا کہ مولانا دام مجدہ ایسی واہیات منہ سے نکالیں یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے۔

السوال الواحد والعشرون

اکیسواں سوال

اتقولون ان ذکر ولادته صلی الله علیه وسلم مستقبح شرعا من البدعات السيئة المحرمة ام غير ذلك۔

کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ولادت شرعاً قبیح سیئہ حرام ہے یا اور کچھ؟

الجواب

جواب

حاشا ان یقول احد من المسلمین فضلا ان نقول نحن ان ذکر ولادته الشريفة عليه الصلوة والسلام بل و ذکر غبار نعاله و بول حماره صلی الله

حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آنحضرت کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام

عليه وسلم مستقبح من البدعات السيئة
المحرمة فالاحوال التى لها ادنى تعلق
برسول الله صلى الله عليه وسلم ذكرها
من احب المندوبات واعلى المستحبات
عندنا سواء كان ذكر ولادته الشريفة او
ذكر بوله وبرازه وقيامه وقعوده ونومه
ونبهته كما هو مصرح فى رسالتنا المسماة
بالبراهين القاطعة فى مواضع شتى منها
وفى فتاوى مشائخنا رحمهم الله تعالى
كما فى فتوى مولانا احمد على المحدث
السهارنفورى تلميذ الشاه محمد اسحق
الدهلوى ثم المهاجر المكى ننقله مترجما
لتكون نمونة عن الجميع سئل هو رحمه
الله تعالى عن مجلس الميلاد باى طريق
يجوز وباى طريق لا يجوز فاجاب بان
ذكر الولادة الشريفة لسيدنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم بروايات صحيحة فى
اوقات خالية عن وظائف العبادات
الواجبات وبكيفيات لم تكن مخالفة عن
طريقة الصحابة واهل القرون الثلاثة
المشهود لها بالخير وبالاعتقادات التى

کیے وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے
نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب
ہے خواہ ذکرِ ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و براز
نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا
تذکرہ ہو جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ
میں متعدد جگہ بصراحت مذکور اور ہمارے مشائخ
کے فتویٰ میں مسطور ہے چنانچہ شاہ محمد اسحٰق
صاحبؒ دہلوی مہاجر مکی کے شاگرد مولانا احمد علی
محدث سہارنپوریؒ کا فتویٰ عربی میں ترجمہ کر
کے ہم نقل کرتے ہیں تاکہ سب کی تحریرات کا نمونہ
بن جائے۔ مولانا سے کسی نے سوال کیا تھا کہ
مجلسِ میلاد شریف کس طریقہ سے جائز ہے اور
کس طریقے سے ناجائز۔ تو مولانا نے اس کا یہ
جواب لکھا کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت
شریف کا ذکر صحیح روایات سے ان اوقات میں
جو عبادات واجبہ سے خالی ہوں۔ ان کیفیات
سے جو صحابۂ کرام اور ان اہلِ قرونِ ثلثہ کے
طریقے کے خلاف نہ ہوں جن کے خیر ہونے کی
شہادت حضرت نے دی ہے ان عقیدوں
سے جو شرک و بدعت کے موہم نہ ہوں ان آداب

موهمة بالشرك والبدعة وبالآداب
التي لم تكن مخالفة عن سيرة الصحابة
التي هي مصداق قوله عليه السّلام ما انا
عليه واصحابي وفي مجالس خالية عن
المنكرات الشرعية موجب للخير والبركة
بشرط ان يكون مقرونا بصدق النيّة
والاخلاص واعتقاد كونه داخلا في جملة
الاذكار الحسنة المندوبة غير مقيد بوقت
من الاوقات فاذا كان كذلك لا نعلم
احدا من المسلمين ان يحكم عليه بكونه
غير مشروع او بدعة الى آخر الفتوى فعلم
من هذا انا لا ننكر ذكر ولادته الشريفة
بل ننكر على الامور المنكرة التي انضمت
معها كما شاهدتموها في المجالس المولودية
التي في الهند من ذكر الروايات الواهيات
الموضوعة واختلاط الرجال والنساء و
الاسراف في ايقاد الشموع والتزيينات و
اعتقاد كونه واجبا بالطعن والسب و
التكفير على من لم يحضر معهم مجلسهم و
غيرها من المنكرات الشرعية التي لا يكاد
يوجد خاليا منها فلو خلا من المنكرات

کے ساتھ جو صحابہ کی اس سیرت کے مخالف نہ
ہوں، جو حضرت کے ارشاد ما انا علیہ واصحابی
کی مصداق ہے ان مجالس میں جو منکرات شرعیہ
سے خالی ہوں سبب خیر و برکت ہے بشرطیکہ
صدقِ نیت اور اخلاص اور اس عقیدہ سے
کیا جاوے کہ یہ بھی منجملہ دیگر اذکارِ حسنہ کے ذکر
حسن ہے کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں
جب ایسا ہوگا تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی
اس کے ناجائز یا بدعت ہونے کا حکم نہ دیگا الخ
اس سے معلوم ہوگیا کہ ہم ولادت شریفہ کے
منکر نہیں بلکہ ان ناجائز امور کے منکر ہیں جو اس
کے ساتھ مل گئے ہیں جیسا کہ ہندوستان کے
مولود کی مجلسوں میں آپ نے خود دیکھا ہے کہ
واہیات موضوع روایات بیان ہوتی ہیں۔
مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے۔ چراغوں کے
روشن کرنے اور دوسری آرائشوں میں فضول خرچی
ہوتی ہے اور اس مجلس کو واجب سمجھ کر جو شامل نہ
ہوں اس پر طعن و تکفیر ہوتی ہے اس کے علاوہ
اور منکرات شرعیہ ہیں جن سے شاید ہی کوئی مجلس
میلاد خالی ہو پس اگر مجلس مولود منکرات سے خالی
ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکر ولادت شریفہ

حاشا ان نقول ان ذكر الولادة الشريفة منكر وبدعة وكيف يظن بمسلم هذا القول الشنيع فهذا القول علينا ايضاً من افتراءات الملاحدة الدجالين الكذابين خذلهم الله تعالى ولعنهم براً وبحراً سهلاً وجبلاً

ناجائز اور بدعت ہے اور ایسے قول شنیع کا کسی مسلمان کی طرف کیوں کر گمان ہو سکتا ہے پس ہم پر یہ بہتان جھوٹے ملحد دجالوں کا افترا ہے۔ خدا ان کو رسوا کرے اور ملعون کرے خشکی و تری، نرم و سخت زمین میں۔

السؤال الثاني والعشرون

بائیسواں سوال

هل ذكرتم في رسالة ما ان ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم كجنم استمى كنهيا ام لا؟

کیا تم نے کسی رسالہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت کی ولادت کا ذکر کنہیا کے جنم اشٹمی کی طرح ہے یا نہیں؟

الجواب

جواب

هذا ايضاً من افتراءات الدجالة المبتدعين علينا وعلى اكابرنا وقد بينا سابقاً ان ذكره عليه السلام من احسن المندوبات وافضل المستحبات فكيف يظن بمسلم ان يقول معاذ الله ان ذكر الولادة الشريفة مشابه بفعل الكفار وانما اخترعوا هذه الفرية عن

یہ بھی مبتدعین دجالوں کا بہتان ہے جو ہم پر اور ہمارے بڑوں پر باندھا ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضرت کا ذکر ولادت محبوب اور افضل ترین مستحب ہے پھر کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ یوں کہے کہ ذکر ولادت شریفہ فعل کفار کے مشابہ ہے پس اس بہتان کی بندش مولانا گنگوہی قدس سرہ کی اس عبارت سے

عبارة مولانا الگنگوهی قدس الله سره
العزيز التي نقلناها في البراهين على صحيفة
۱۴۱ ، وحاشا الشيخ ان يتكلم ومراده
بعيد بمراحل عما نسبوا اليه كما سيظهر
عن ما نذكره وهي تنادي باعلى نداء ان
من نسب اليه ما ذكروه كذاب مفتر و
حاصل ما ذكره الشيخ رحمه الله تعالى
في مبحث القيام عند ذكر الولادة الشريفة
أن من اعتقد قدوم روحه الشريفة من
عالم الارواح الى عالم الشهادة وتيقن
بنفس الولادة المنيفة في المجلس المولودية
فعامل ما كان واجبا في الساعة الولادة
الماضية الحقيقية فهو مخطئ متشبه
بالمجوس في اعتقادهم تولد معبودهم
المعروف (بكنهيا) كل سنة ومعاملتهم
في ذلك اليوم ما عومل به وقت ولادة
الحقيقية او متشبه بروافض الهند في
معاملتهم بسيدنا الحسين واتباعه من شهداء
كربلاء رضي الله عنهم اجمعين حيث ياتون
بحكاية جميع ما فعل معهم في كربلاء يوم
قولا وفعلا فيبنون النعش و

کی گئی ہے جس کو ہم نے براہین کے صفحہ ۱۴۱
پر نقل کیا ہے اور حاشا کہ مولانا ایسی واہیات
بات فرماویں۔ آپ کی مراد اس سے کوسوں
دور ہے جو آپ کی طرف منسوب ہوا چنانچہ
ہمارے بیان سے عنقریب معلوم ہو جائے گا
اور حقیقت حال پکار اٹھے گی کہ جس نے اس
مضمون کو آپ کی طرف نسبت کیا وہ جھوٹا مفتری
ہے۔ مولانا نے ذکر ولادت شریفہ کے وقت
قیام کی بحث میں جو کچھ بیان کیا ہے، اس کا
حاصل یہ ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت
کی روح پر فتوح عالم ارواح سے عالم دنیا کی طرف
آتی ہے اور مجلس مولود میں نفس ولادت کے
وقوع کا یقین رکھ کر وہ برتاؤ کرے جو واقعی ولادت
کی گزشتہ ساعت میں کرنا ضروری تھا، تو یہ
شخص غلطی پر یا تو مجوس کی مشابہت کرتا ہے
اس عقیدہ میں کہ وہ بھی اپنے معبود یعنی کنھیا کی
ہر سال ولادت مانتے اور اس دن وہی برتاؤ
کرتے ہیں جو کنھیا کی حقیقت ولادت کے
وقت کیا جاتا اور یا روافض اہل ہند کی مشابہت
کرتا ہے۔ امام حسین رضؓ اور ان کے تابعین شہداء
کربلا رضی اللہ عنہم کے ساتھ برتاؤ میں کیونکہ رافضی

الكفن والقبور ويدفنون فيها ويظهرون
اعلام الحرب والقتال ويصبغون الثياب
بالدماء وينوحون عليها وامثال ذلك من
الخرافات كما لا يخفى على من شاهد
احوالهم فى هذه الديار ونص عبارته
المعربة هكذا واما توجيه (اى القيام)
بقدوم روحه الشريفة صلى الله عليه وسلم
من عالم الارواح الى عالم الشهادة
فيقومون تعظيما له فهذا ايضا من حماقاتهم
لان هذا الوجه يقتضى القيام عند
تحقق نفس الولادة الشريفة ومتى
تكرر الولادة فى هذه الايام فهذه
الاعادة للولادة الشريفة مماثلة بفعل
مجوس الهند حيث ياتون بعين حكاية
ولادة معبودهم (كنهيا) او مماثلة
للروافض الذين ينقلون شهادة اهل
البيت رضى الله عنهم كل سنة (اى فعلا
وعملا) فمعاذ الله ما فعلهم هذا حكاية
للولادة المنيفة الحقيقية وهذه الحركة
بلا شك وشبهة حرية باللوم والحرمة
والفسق بل فعلهم هذا يزيد على

بھی ساری ان باتوں کی نقل اتارتے ہیں جو قولاً
وفعلاً عاشوراکے دن میدانِ کربلا میں ان حضرات
کے ساتھ کیا گیا چنانچہ نعش بناتے، کفناتے اور
قبر کھود کر دفناتے ہیں، جنگ و قتال کے جھنڈے
چڑھاتے، کپڑوں کو خون میں رنگتے اور ان پر
نوحے کرتے ہیں اسی طرح دیگر خرافات ہوتی ہیں
جیسا کہ ہر وہ شخص آگاہ ہے جس نے ہمارے ملک
میں ان کی حالت دیکھی ہے مولانا کی اردو عبارت
کی اصل عربی یہ ہے: ..... قیام کی یہ وجہ بیان
کرنا کہ روحِ شریف عالمِ ارواح سے عالمِ شہادت
کی جانب تشریف لاتی ہے۔ پس حاضرینِ مجلس اس
کی تعظیم کو کھڑے ہو جاتے ہیں پس یہ بھی بیوقوفی
ہے کیونکہ یہ وجہ نفسِ ولادت شریفہ کے وقت
کھڑے ہو جانے کو چاہتی ہے اور ظاہر ہے کہ
ولادت شریفہ بار بار ہوتی نہیں پس ولادت شریفہ
کا اعادہ یا ہندؤوں کے فعل کے مثل ہے کہ وہ
اپنے معبود کنھیا کی اصل ولادت کی پوری نقل اتارتے
ہیں یا رافضیوں کے مشابہ ہے کہ ہر سال شہادت
اہلِ بیت کی قولاً وفعلاً تصویر کھینچتے ہیں پس
معاذ اللہ بدعتیوں کا یہ فعل واقعی ولادت شریفہ کی
نقل بن گیا اور یہ حرکت بیشک و شبہ ملامت کے قابل

فعل اولئك فانهم يفعلونه فی كل عام مرة واحدة وهؤلاء يفعلون هذه المزخرفات الفرضية متى شاؤا وليس لهذا نظير فی الشرع بأن يفرض امر ويعامل معه معاملة الحقيقة بل هو محرم شرعاً اه فانظروا يا اولی الالباب ان حضرة الشيخ قدس الله سره العزيز انما انكر علی جهلاء الهند المعتقدين منهم هذه العقيدة الكاسدة الذين يقومون لمثل هذه الخيالات الفاسدة فليس فيه تشبيه لمجلس ذكر الولادة الشريفة بفعل المجوس والروافض حاشا اكابرنا ان يتفوهوا بمثل ذلك ولكن الظلمين علی اهل الحق يفترون وبآيات الله يجحدون ۔

اور حرمت وفسق ہے بلکہ ان کا یہ فعل ان کے فعل سے بھی بڑھ گیا کہ وہ تو سال بھر میں ایک ہی بار نقل اتارتے ہیں اور یہ لوگ اس فرضی مزخرفات کو جب چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں اور شریعت میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں کہ کسی امر کو فرض کرکے اس کے ساتھ حقیقت کا سا برتاؤ کیا جائے بلکہ ایسا فعل شرعاً حرام ہے" الخ ــــ پس اے صاحبانِ عقول غور فرمائیے شیخ قدس سرہ نے تو ہندی جاہلوں کے اس جھوٹے عقیدہ پر انکار فرمایا ہے کہ جو ایسے واہیات فاسد خیالات کی بنا پر قیام کرتے ہیں اس میں کہیں بھی مجلس ذکر ولادت شریفہ کو ہنود یا رافضیوں کے فعل سے تشبیہ نہیں دی گئی۔ حاشا کہ ہمارے بزرگ ایسی بات کہیں، ولیکن ظالم لوگ اہل حق پر افتراء کرتے ہیں، اور اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔

السؤال الثالث والعشرون

تئیسواں سوال

هل قال الشيخ الاجل علامة الزمان المولوی رشيد احمد الكنكوهی بفعلية

کیا علامہ زماں مولوی رشید احمد گنگوہی نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نعوذ باللہ جھوٹ بولتا ہے

كذب البارى تعالى وعدم تضليل قائل
ذلك ام هذا من الافتراءات عليه و
على التقدير الثانى كيف الجواب عما يقوله
البريلوى انه يضع عنده تمثال فتوے
الشيخ المرحوم بفوتوگراف المشتمل
على ذلك

الجواب

الذى نسبوا الى الشيخ الاجل الاوحد
الابجل علامة زمانه فريد عصره و
اوانه مولنا رشيد احمد گنگوهى من
انه كان قائلا بفعلية الكذب من البارى
تعالى شانه وعدم تضليل من تفوه
بذلك فمكذوب عليه رحمه الله تعالى
وهو من الاكاذيب التى افتراها الا
بالسة الدجالون الكذابون فقاتلهم
الله انى يؤفكون وجنابه برئ من تلك
الزندقة والالحاد وتكذبهم فتوى الشيخ
قدس سره التى طبعت وشاعت فى
المجلد الاول من فتاواه الموسومة
بالفتاوى الرشيدية على صفحة ١١٩
منها وهى عربية مصححة مختومة

اور ایسا کہنے والا گمراہ نہیں ہے، یا یہ اُن
پر بہتان ہے۔ اگر بہتان ہے تو بریلوی
کی اس بات کا کیا جواب ہے۔ وہ کہتا
ہے کہ میرے پاس مولانا مرحوم کے فتوے
کا فوٹو ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

جواب

علامۂ زماں یکتائے دوراں شیخ اجل مولٰنا
رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرف مبتدعین
نے جو یہ منسوب کیا ہے کہ آپ نعوذ باللہ
حق تعالیٰ کے جھوٹ بولنے اور ایسا کہنے والے
کو گمراہ نہ کہنے کے قائل تھے۔ یہ بالکل آپ
پر جھوٹ بولا گیا اور منجملہ انہیں جھوٹے بہتانوں
کے ہے جن کی بندش جھوٹے دجالوں نے کی
ہے پس خدا ان کو ہلاک کرے، کہاں جاتے ہیں۔
جناب مولٰنا اس زندقہ والحاد سے بری ہیں
اور ان کی تکذیب خود مولٰنا کا فتویٰ کر رہا ہے
جو جلد اول فتاویٰ رشیدیہ کے صفحہ ۱۱۹ پر
طبع ہوکر شائع ہو چکا ہے۔ تحریر اس کی عربی
میں ہے۔ جس پر تصحیح ومواہیر علماء مکہ مکرمہ
ثبت ہیں۔

بخدمت علماء مکة المکرمة

وصورة سواله هکذا :-

بسم الله الرحمٰن الرحیم
نحمده ونصلی علی رسوله الکریم
ما قولکم دام فضلکم فی ان الله تعالیٰ
هل یتصف بصفة الکذب ام لا و
من یعتقد انه یکذب کیف حکمه
افتونا ماجورین ۔

سوال کی صورت یہ ہے:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالیٰ
صفتِ کذب کے ساتھ متصف ہو سکتا ہے
یا نہیں اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ خدا جھوٹ بولتا
ہے اس کا کیا حکم ہے۔ فتویٰ دو، اجر ملے گا۔

الجواب

ان الله تعالیٰ منزه من ان یتصف
بصفة الکذب ولیست فی کلامه
شائبة الکذب ابدا کما قال الله تعالیٰ
ومن اصدق من الله قیلا ، ومن
یعتقد ویتفوه بان الله تعالیٰ یکذب
فهو کافر ملعون قطعا ومخالف
للکتاب والسنة واجماع الامة نعم
اعتقاد اهل الایمان ان ما قال الله
تعالیٰ فی القرآن فی فرعون وهامان و
ابی لهب انهم جهنمیون فهو حکم
قطعی لا یفعل خلافه ابدا لکنه تعالیٰ
قادر علی ان یدخل الجنة ولیس بعاجز

جواب

بے شک اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے کہ کذب
کے ساتھ متصف ہو۔ اس کے کلام میں ہرگز
کذب کا شائبہ بھی نہیں جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے
اور اللہ سے زیادہ سچا کون۔ اور جو شخص یہ عقیدہ
رکھے یا زبان سے نکالے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا
ہے وہ کافر قطعی ملعون اور کتاب سنت و
اجماع امت کا مخالف ہے ہاں اہلِ ایمان کا
یہ عقیدہ ضرور ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں
فرعون و ہامان و ابولہب کے متعلق جو یہ فرمایا
ہے کہ وہ دوزخی ہیں تو یہ حکم قطعی ہے اس کے
خلاف کبھی نہ کریگا۔ لیکن اللہ ان کو جنت میں
داخل کرنے پر قادر ضرور ہے، عاجز نہیں ہاں

عن ذلك ولا يفعل هذا مع اختياره
قال الله تعالى ولو شئنا لاتينا كل
نفس هداها ولكن حق القول مني
لاملئن جهنم من الجنة والناس
اجمعين فتبين من هذه الاية
انه تعالى لو شاء لجعلهم كلهم مومنين
ولكنه لا يخالف ما قال وكل ذلك
بالاختيار لا بالاضطرار وهو فاعل
مختار فعال لما يريد۔ هذه عقيدة
جميع علماء الامة كما قال البيضاوي
تحت تفسير قوله تعالى ان تغفرلهم الخ
وعدم غفران الشرك مقتضى الوعيد
فلا امتناع فيه لذاته والله اعلم بالصواب
كتبه الاحقر رشيد احمد گنگوهي عفي عنه

خلاصة تصحيح علماء مكة المكرمة

زاد الله شرفها الحمد لمن هو به
حقيق ومنه استمد العون والتوفيق
ما اجاب به العلامة رشيد احمد المذكور
هو الحق الذي لا محيص منه وصلى
الله على خاتم النبيين وعلى اله وصحبه
وسلم امر برقمه خادم الشريعة راجي

البتہ اپنے اختیار سے ایسا کرے گا نہیں وہ فرماتا
ہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو ہدایت دے
دیتے لیکن میرا قول ثابت ہو چکا کہ ضرور دوزخ
بھروں گا جن وانس دونوں سے۔ پس اس آیت
سے ظاہر ہو گیا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب کو مومن
بنا دیتا لیکن وہ اپنے قول کے خلاف نہیں کرتا
اور یہ سب باختیار ہے مجبوری نہیں کیونکہ
وہ فاعل مختار ہے جو چاہے کرے۔ یہ ہی
عقیدہ تمام علماء امت کا ہے۔ جیسا کہ
بیضاوی نے قول باری تعالیٰ اِنْ تَغْفِرْلَہُمْ
کی تفسیر کے تحت میں کہا ہے کہ مشرک کا نہ
بخشنا وعید کا مقتضے ہے۔ پس اس میں لذاتہ
امتناع نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب
کتبہ احقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ
مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہا کے علماء کی تصحیح
کا خلاصہ یہ ہے۔ حمد اسی کو زیبا ہے جو اس کا
مستحق ہے اور اسی کی اعانت و توفیق درکار
ہے۔ علامہ رشید احمد کا جواب مذکور حق
ہے جس سے مفر نہیں ہو سکتا۔ وصلی اللہ علی
خاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔ لکھنے کا امر فرمایا
خادم شریعت امیدوار لطف خفی

اللطف خفی محمد صالح ابن المرحوم
صدیق کمال الحنفی مفتی مکة المکرمة
حالاً کان الله لهما

محمد صالح بن المرحوم صدیق کمال

رقمه المرتجی من ربه کمال النیل محمد سعید
بن محمد بابصیل بمکة المحمیة غفر الله له و
لوالدیه ولمشائخه وجمیع المسلمین

محمد سعید بن محمد بصیل

محمد صالح خلف صدیق کمال مرحوم حنفی مفتی
مکہ مکرمہ کان اللہ لہما نے۔ لکھا امیدوار
کمال نیل محمد سعید بن بصیل نے، حق
تعالیٰ ان کو اور ان کے مشائخ کو اور جملہ
مسلمانوں کو بخش دے۔

الراجی العفو من واہب العطیة
محمد عابد بن المرحوم الشیخ حسین
مفتی المالکیة ببلد الله المحمیة۔

امیدوار عفو از واہب العطیہ محمد عابد
بن شیخ حسین مرحوم مفتی مالکیہ۔

مصلیا ومسلما ھذا وما اجاب
العلامة رشید احمد فیه الکفایة و
علیه المعمول بل ھو الحق الذی لا
محیص عنه رقمه الحقیر خلف بن
ابراھیم خادم افتاء الحنابلة بمکة المشرفة

درود و سلام کے بعد جو کچھ علامہ رشید احمد
نے جواب دیا ہے، کافی ہے اور اس پر اعتماد
ہے بلکہ یہی حق ہے جس سے مفر نہیں۔ لکھا
حقیر خلف بن ابراہیم حنبلی خادم افتاء
مکہ مشرفہ نے

والجواب عما یقول البریلوی انه
یضع عنده تمثال فتوی الشیخ المرحوم
بفوتوکراف المشتمل علی ما ذکر ھو انه
من مختلقاته اختلقها ووضعها عنده
افتراء علی الشیخ قدس سره ومثل ھذه
الاکاذیب والاختلاقات ھین علیه
فانه استاذ الاساتذة فیها وکلھم عیال

اور یہ جو بریلوی کہتا ہے کہ اس کے پاس مولانا
کے فتویٰ کا فوٹو ہے جس میں ایسا لکھا ہے اس
کا جواب یہ ہے کہ مولانا قدس سرہ پر بہتان
باندھنے کو یہ جعل ہے جس کو گھڑ کر اپنے پاس رکھ
لیا ہے اور ایسے جھوٹ اور جعل اسے آسان
ہیں کیونکہ وہ اس میں استادوں کا استاد
ہے اور زمانہ کے لوگ اس کے چیلے۔ کیونکہ

عليه فى زمانه فانه محرّف ملبسٌ دجال مكار ربما يصور الامهار وليس بادنى من المسيح القاديانى فانه يدعى الرسالة ظاهرا وعلنا وهذا يستتر بالمجددية ويكفر علماء الامة كما كفر الوهابية اتباع محمد بن عبد الوهاب الامة خذله الله تعالىٰ كما خذلهم.

تحریف و تلبیس و دجل و مکر کی اس کو عادت ہے۔ اکثر مہریں بنا لیتا ہے، مسیح قادیانی سے کچھ کم نہیں، اس لیے کہ وہ رسالت کا کھلم کھلا مدعی تھا اور یہ مجددیت کو چھپائے ہوئے ہے علمائے امت کو کافر کہتا رہتا ہے۔ جس طرح محمد بن عبد الوہاب کے وہابی چیلے امت کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ خدا اس کو بھی انھیں کی طرح رسوا کرے

السوال الرابع والعشرون

هل تعتقدون امكان وقوع الكذب فى كلام من كلام المولى عزوجل سبحانه ام كيف الامر

چوبیسواں سوال

کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ کے کسی کلام میں وقوع کذب ممکن ہے؟ یا کیا بات ہے۔

الجواب

نحن ومشائخنا رحمهم الله تعالىٰ نذعن ونتيقن بان كل كلام صدر عن البارى عزوجل او سيصدر عنه فهو مقطوع الصدق بجزم بمطابقته للواقع وليس فى كلام من كلامه تعالىٰ شائبة كذب ومظنة خلاف اصلا بلا شبهة ومن اعتقد خلاف ذٰلك او توهم بالكذب فى

جواب

ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور بلاشبہ واقع کے مطابق ہے اس کے کسی کلام میں کذب کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کسی کلام میں کذب کا وہم کرے وہ وہ کافر، ملحد، زندیق ہے۔ اس میں ایمان

شی من کلامه فهو کافر ملحد زندیق لیس له شائبة من الایمان۔

کا شائبہ بھی نہیں۔

السؤال الخامس والعشرون

هل نسبتم فی تالیفکم الی بعض الاشاعرة القول بامکان الکذب وعلی تقدیرها فما المراد بذلک وهل عندکم نص علی هذا المذهب من المعتمدین بینوا الامر لنا علی وجهه۔

پچیسواں سوال

کیا تم نے اپنی کسی تصنیف میں اشاعرہ کی طرف امکانِ کذب منسوب کیا ہے اور اگر کیا ہے تو اس سے مراد کیا ہے اور اس مذہب پر تمہارے پاس معتبر علماء کی کیا کوئی سند ہے۔ واقعی امر ہمیں بتلاؤ۔

الجواب

الاصل فیه انه وقع النزاع بیننا وبین المنطقیین من اهل الهند والمبتدعة منهم فی مقدوریة خلاف ما وعد به الباری سبحانه وتعالی او اخبر به او اراده وامثالها فقالوا ان خلاف هذه الاشیاء خارج عن القدرة القدیمة مستحیل عقلاً لا یمکن ان یکون مقدوراً لله تعالی واجب علیه ما یطابق الوعد والخبر والارادة والعلم وقلنا

جواب

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہندی منطقیوں و بدعتیوں کے درمیان اس مسئلہ میں نزاع ہوا کہ حق تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا یا خبر دی، یا ارادہ کیا، اس کے خلاف پر اس کو قدرت ہے یا نہیں۔ سو وہ تو یوں کہتے ہیں کہ ان باتوں کا خلاف اس کی قدرتِ قدیمہ سے خارج اور عقلاً محال ہے۔ ان کا مقدورِ خدا ہونا ممکن ہی نہیں اور حق تعالیٰ پر واجب ہے کہ وعدہ اور خبر اور ارادہ اور علم کے مطابق کرے

ان امثال هذه الاشياء مقدور قطعا
لكنه غير جائز الوقوع عند اهل السنة
والجماعة من الاشاعرة و الماتريدية
شرعًا وعقلًا عند الماتريدية وشرعا
فقط عند الاشاعرة فاعترضوا علينا
بانه ان امكن مقدورية هذه الاشياء
لزم امكان الكذب وهو غير مقدور
قطعا و مستحيل ذاتا فاجبناهم باجوبة
شتى مما ذكره علماء الكلام منها لو سلم
استلزام امكان الكذب لمقدورية خلف
الوعد والاخبار وامثالهما فهو ايضا
غير مستحيل بالذات بل هو مثل
السفه والظلم مقدور ذاتا ممتنع
عقلًا وشرعًا او شرعًا فقط كما صرح
به غير واحد من الائمة فلما رأوا
هذه الاجوبة عتوا في الارض ونسبوا
الينا تجويز النقص بالنسبة الى جنابه
تبارك وتعالى واشاعوا هذا الكلام
بين السفهاء والجهلاء تنفيرا للعوام
وابتغاء الشهوات والشهرة بين الانام
وبلغوا اسباب سموات الافتراء فوضعوا

اور ہم یوں کہتے ہیں کہ ان جیسے افعال یقیناً قدرت
میں داخل ہیں، البتہ اہل السنت والجماعت اشاعرہ
و ماتریدیہ سب کے نزدیک ان کا وقوع جائز
نہیں۔ ماتریدیہ کے نزدیک نہ شرعاً جائز نہ عقلاً
اور اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں
پس بدعتیوں نے ہم پر اعتراض کیا کہ ان امور کا
تحت قدرت ہونا اگر جائز ہو تو کذب کا امکان
لازم آتا ہے اور وہ یقیناً تحت قدرت نہیں
اور ذاتاً محال ہے۔ تو ان کو علماء کلام کے ذکر کیے
ہوئے چند جواب دیے، جن میں یہ بھی تھا کہ اگر
وعدہ و خبر وغیرہ کا خلاف تحت قدرت ماننے
سے امکان کذب تسلیم بھی کر لیا جاوے تو وہ
بھی تو بالذات محال نہیں بلکہ سفہ اور ظلم کی طرح
ذاتاً مقدور ہے اور عقلاً و شرعاً یا صرف شرعاً
ممتنع ہے جیسا کہ بہتیرے علماء اس کی تصریح کر
چکے ہیں پس جب انھوں نے یہ جواب دیکھے تو
ملک میں فساد پھیلانے کو ہماری جانب یہ
منسوب کیا کہ جناب باری عز اسمہ کی جانب
نقص جائز سمجھتے ہیں اور عوام کو نفرت دلانے
اور مخلوق میں شہرت پاکر اپنا مطلب پورا کرنے
کو سفہاء و جہلاء میں اس لغویات کی خوب شہرت

تمثالا من عندهم لفعلية الكذب بلا
مخافة عن الملك العلام ولما اطلع
اهل الهند على مكائدهم استنصروا
بعلماء الحرمين الكرام لعلمهم بانهم
غافلون عن خباثاتهم وعن حقيقة
اقوال علمائنا وما مثلهم فى ذلك
الاكمثل المعتزلة مع اهل السنة و
الجماعة فانهم اخرجوا اثابة العاصى
وعقاب المطيع عن القدرة القديمة و
اوجبوا العدل على ذاته تعالى فسموا
انفسهم اصحاب العدل والتنزيه و
نسبوا علماء اهل السنة والجماعة الى
الجور والاعتساف والتشويه فكما
ان قدماء اهل السنة والجماعة لم
يبالوا بجهالاتهم ولم يجوزوا العجز
بالنسبة اليه سبحانه وتعالى فى الظلم
المذكور وعمموا القدرة القديمة مع
ازالة النقائص عن ذاته الكاملة
الشريفة واتمام التنزيه والتقديس
لجنابه العالى قائلين ان ظنكم المنقصة
فى جواز مقدورية العقاب للطائع و

دی اور بہتان کی انتہا یہاں تک پہنچی کہ اپنی
طرف سے فعلیت کذب کا فوٹو وضع کرلیا اور
خدائے ملک علام کا کچھ خوف نہ کیا اور جب
اہل ہند ان کی مکاریوں پر مطلع ہوئے تو انھوں
نے علماء حرمین سے مدد چاہی کیونکہ جانتے تھے
کہ وہ حضرات ان کی خباثت اور ہمارے علماء
کے اقوال کی حقیقت سے بے خبر ہیں اس معاملہ
میں ہماری ان کی مثال معتزلہ اور اہل سنت کی
سی ہے کہ معتزلہ نے عاصی کو بجائے سزا کے
ثواب اور مطیع کو سزا دینا قدرت قدیمہ سے خارج
اور ذات باری پر عدل واجب بتا کر اپنا نام اصحاب
عدل و تنزیہ رکھا، اور علمائے اہل السنت والجماعت
کی جور اور تعصب کی طرف نسبت کی۔ اور علماء
اہل السنت والجماعت نے ان کی جہالتوں کی پروا
نہیں کی اور ظلم مذکور میں حق تعالیٰ شانہ کی جانب
عجز کا منسوب کرنا جائز نہیں سمجھا بلکہ قدرت قدیمہ
کو عام کہ کر ذات کاملہ سے نقائص کا ازالہ اور
جناب باری کے کمال تقدس و تنزیہ کو یوں کہ کر
ثابت کیا کہ نیکوکار کے لیے عذاب اور بدکار
کے لیے ثواب کو تحت قدرت باری تعالیٰ
ماننے سے نقص کا گمان کرنا محض فلسفہ شنیعہ

الثواب للعاصی انما هو وخامة الفلسفة الشنیعة کذلك قلنا لهم ان ظنکم النقص بمقدورہ خلاف الوعد و الاخبار والصدق وامثال ذلك مع کونه ممتنع الصدور عنه تعالیٰ شرعًا فقط اوعقلا وشرعا انما هو من بلاء الفلسفة والمنطق وجهلکم الوخیم فهم فعلوا ما فعلوا لاجل التنزیه لکنهم لم یقدروا علیٰ کمال القدرة وتعمیمها و اما اسلافنا اهل السنة والجماعة فجمعوا بین الامرین من تعمیم القدرة وتمیم التنزیه للواجب سبحانه وتعالیٰ وهذا الذی ذکرناہ فی البراهین مختصر وهاکم بعض النصوص علیه من الکتب المعتبرة فی المذهب (۱) قال فی شرح المواقف اوجب جمیع المعتزلة والخوارج عقاب صاحب الکبیرة اذا مات بلا توبة ولم یجوزوا ان یعفوا الله عنه بوجهین الاول انه تعالیٰ اوعد بالعقاب علی الکبائر واخبر به ای بالعقاب علیها فلو لم یعاقب علی الکبیرة وعفا

کی حماقت ہے۔ اسی طرح ہم نے بھی ان کو جواب دیا کہ وعدہ و خبر و صدق وعدہ کے خلاف کو صرف تحت قدرت ماننے سے حالانکہ صرف شرعًا و عقلاً دونوں طرح وقوع ممتنع ہے، نقص کا گمان کرنا تمہاری جہالت کا ثمرہ اور منطق و فلسفہ کی بلا ہے۔ پس بدعتیوں نے تنزیہ کے لیے جو کچھ کیا حق تعالیٰ کی عام و کامل قدرت کا اس میں لحاظ نہ رکھا اور ہمارے سلف اہل السنت والجماعت نے دونوں امر ملحوظ رکھے حق تعالیٰ شانہ کی قدرت عام رہی اور تنزیہ تام۔ یہ ہے وہ مختصر مضمون جس کو ہم نے براہین میں بیان کیا ہے۔ اب اصل مذہب کے متعلق معتبر کتابوں کی بعض تصریحات میں سن لیجیے :

(۱) شرح مواقف میں مذکور ہے کہ تمام معتزلہ اور خوارج نے مرتکب کبیرہ کے عذاب کو جبکہ بلا توبہ مر جائے واجب کہا ہے اور جائز نہیں سمجھا کہ اللہ اسے معاف کرے اس کی دو وجہ بیان کی ہیں: اوّل یہ کہ حق تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں پر عذاب کی خبر دی اور وعید فرمائی ہے۔ پس اگر عذاب نہ دے اور معاف کر دے

لزم الخلف فی وعیدہ والکذب فی خبرہ
وانہ محال والجواب غایتہ وقوع
العقاب فاین وجوب العقاب الذی
کلامنا فیہ اذ لاشبہۃ فی ان عدم
الوجوب مع الوقوع لایستلزم خلفا و
لاکذبا لایقال انہ یستلزم جوازھما
وھو ایضا محال لانا نقول استحالتہ
ممنوعۃ کیف وھما من الممکنات التی
تشملہما قدرتہ تعالیٰ ،اھ

(۲) وفی شرح المقاصد للعلامۃ التفتازانی
رحمہ اللہ تعالیٰ فی خاتمۃ بحث القدرۃ
المنکرون لشمول قدرتہ طوائف منہم
النظام واتباعہ القائلون بانہ لایقدر
علی الجہل والکذب والظلم وسائر
القبائح اذ لوکان خلقہا مقدورا لہ
لجاز صدورہ عنہ واللازم باطل لافضائہ
الی السفہ ان کان عالما بقبح ذلک و
باستغنائہ عنہ والی الجہل ان لم یکن
عالما۔ والجواب لانسلم قبح الشئ بالنسبۃ
الیہ کیف وھو تصرف فی ملکہ ولوسلم
فالقدرۃ لاتنافی امتناع صدورہ نظرا

تو وعید کے خلاف اور خبر میں کذب لازم آتا
ہے اور یہ محال ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ
خبر وعید سے زیادہ سے زیادہ عذاب کا وقوع
لازم آتا ہے نہ کہ وجوب جس میں گفتگو ہے کیونکہ
بغیر وجوب کے وقوع عذاب میں نہ خلف
ہے نہ کذب۔ کوئی یوں نہ کہے کہ اچھا خلف
اور کذب کا جواز لازم آئے گا اور یہ بھی محال
ہے کہ کیونکہ ہم اس کا محال ہونا نہیں مانتے اور محال
کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ خلف اور کذب ان ممکنات
میں داخل ہیں جن کو قدرت باری تعالیٰ شامل ہے

(۲) اور شرح مقاصد میں علامہ تفتازانی
رحمہ اللہ تعالیٰ نے قدرت کی بحث کے آخر میں لکھا
ہے کہ قدرت کے منکر چند گروہ ہیں۔ ایک نظام
اور اس کے تابعین جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہل
اور کذب وظلم و نیز کسی فعل قبیح پر قادر نہیں کیونکہ
ان افعال کا پیدا کرنا اگر اس کی قدرت میں داخل
ہو تو ان کا حق تعالیٰ سے صدور بھی جائز ہوگا اور
صدور نا جائز ہے کیونکہ اگر باوجود علم قبیح کے
بے پروائی کے سبب صدور ہوگا تو سفہ لازم آئیگا
اور علم نہ ہوگا تو جہل لازم آئے گا۔ جواب یہ ہے کہ
حق تعالیٰ کی جانب نسبت کر کے کسی شئی کا قبیح

الی وجود الصارف وعدم الداعی و ان
کان ممکنا اھ ملخصہ :

(۳) قال فی المسائرۃ وشرحہ المسامرۃ
للعلامۃ المحقق کمال بن الھمام الحنفی
وتلمیذہ ابن ابی الشریف المقدسی الشافعی
رحمھما اللہ تعالیٰ ما نصہ ثم قال ای
صاحب العمدۃ ولا یوصف اللہ تعالیٰ
بالقدرۃ علی الظلم والسفہ والکذب
لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ ای
یصح متعلقا لھا وعند المعتزلۃ یقدر
تعالیٰ علی کل ذٰلک ولا یفعل انتھی
کلام صاحب العمدۃ وکانہ انقلب
علیہ ما نقلہ عن المعتزلۃ اذ لا شک
ان سلب القدرۃ عما ذکر ھو مذھب
المعتزلۃ و اما ثبوتھا ای القدرۃ علی ما
ماذکر ثم الامتناع عن متعلقھا اختیارا
فھو بمذھب الاشاعرۃ الیق منہ
بمذھب المعتزلۃ ولا یخفی ان ھذا
الالیق ادخل فی التنزیہ ایضًا اذ لا
شک فی ان الامتناع عنھا ای عن المذکورات
من الظلم والسفہ والکذب من باب

ہم تسلیم نہیں کرتے ہیں اس لیے کہ اپنے ملک میں
تصرف کرنا قبیح نہیں ہو سکتا اور اگر مان بھی لیں کہ
قبیح کی نسبت قبیح ہے تو قدرتِ حق امتناعِ صدور
کے منافی نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ فی نفسہ تحت
قدرت ہو مگر مانع کے موجود یا باعثِ صدور
مفقود ہونے کے سبب اس کا وقوع ممتنع ہو۔

(۳) مسایرہ اور اس کی شرحِ مسامرہ میں علامہ
کمال بن ہمام حنفی اور ان کے شاگرد ابن ابی الشریف
مقدسی شافعی رحمہما اللہ یہ تصریح فرماتے ہیں
پھر صاحب العمدۃ نے کہا حق تعالیٰ کو یوں نہیں
کہہ سکتے کہ وہ ظلم و سفہ اور کذب پر قادر ہے
(کیونکہ ہو سکتا ہے جبکہ خلف و کذب ان ممکنات
میں داخل ہیں جن کو قدرت باری تعالیٰ شامل ہے)
کیونکہ محال قدرت کے تحت میں داخل نہیں ہوتا
یعنی قدرت کا تعلق اس کے ساتھ صحیح نہیں، اور
معتزلہ کے نزدیک افعال مذکورہ پر حق تعالیٰ قادر
تو ہے مگر کریگا نہیں صاحب العمدۃ کا کلام ختم
ہو گیا (اب کمال الدین فرماتے ہیں) کہ صاحب العمدۃ
نے جو معتزلہ سے نقل کیا وہ الٹ پلٹ ہو گیا
کیونکہ اس میں شک نہیں کہ افعال مذکورہ سے قدرت
کا سلب کرنا عین مذہب معتزلہ ہے اور افعال

التنزيهات عما لا يليق بجناب قدسه
تعالى فليُسبَر بالبناء للمفعول اى
يختبر العقل فى ان اى الفصلين ابلغ
فى التنزيه عن الفحشاء اهو القدرة
عليه اى على ما ذكر من الامور الثلثة
مع الامتناع اى امتناعه تعالى عنه
مختارا لذلك الامتناع او الامتناع
اى امتناعه عنه لعدم القدرة عليه
فيجب القول بادخل القولين فى التنزيه
وهو القول الذى بمذهب الاشاعرة اه
(۴) وفى حواشى الكلنبوى على شرح
العقائد العضدية للمحقق الدوانى
رحمهما الله تعالى ما نصه وبالجملة
كون الكذب فى الكلام اللفظى قبيحا
بمعنى صفة نقص ممنوع عند الاشاعرة
ولذا قال الشريف المحقق انه من جملة
الممكنات وحصول العلم القطعى بعدم
وقوعه فى كلامه تعالى باجماع العلماء
والانبياء عليهم السلام لا ينافى امكانه
فى ذاته كسائر العلوم العادية القطعية
وهو لا ينافى ما ذكره الامام الرازى الخ

مذکورہ پر قدرت تو ہو مگر باختیار خود ان کا وقوع
نہ کیا جائے۔ یہ قول مذہب اشاعرہ کے زیادہ مناسب
ہے بہ نسبت معتزلہ کے اور ظاہر ہے کہ اسی قول
مناسب کو تنزیہ باری تعالی میں زیادہ دخل بھی ہے
بیشک ظلم و سفہ و کذب سے باز رہنا باب تنزیہات
سے ہے۔ ان قبائح سے جو اس مقدس ذات کے
شایان نہیں پس عقل کا امتحان لیا جاتا ہے کہ دونوں
صورتوں میں کس صورت کو حق تعالی کے تنزہ عن
الفحشاء میں زیادہ دخل ہے۔ آیا اس صورت میں کہ
ہر سہ افعال مذکورہ پر قدرت تو پائی جائے مگر باختیار
و ارادہ ممتنع الوقوع کہا جائے زیادہ تنزیہ ہے یا اس
طرح ممتنع الوقوع ماننے میں زیادہ تنزیہ ہے کہ حق تعالی
کو ان افعال پر قدرت ہی نہیں پس جس صورت کو
تنزیہ میں زیادہ دخل ہو اس کا قائل ہونا چاہیے اور
وہ وہی ہے جو اشاعرہ کا مذہب ہے یعنی امکان بالذات
و امتناع بالاختیار۔

(۴) محقق دوانی کی شرح عقائد عضدیہ کے حاشیہ
کلنبوی میں اس طرح منصوص ہے خلاصہ یہ ہے کہ
کلام لفظی میں کذب کا بایں معنی قبیح ہونا کہ نقص و عیب
ہے اشاعرہ کے نزدیک مسلم نہیں اور اسی لیے شریف
محقق نے کہا ہے کہ کذب منجملہ ممکنات کے ہے اور

(۵) وفی تحریر الاصول لصاحب فتح
القدیر الامام ابن الہمام وشرحہ لابن
امیر الحاج رحمہما اللہ تعالیٰ مانصہ
وحینئذ ای وحین کان مستحیلا
علیہ ما ادرک فیہ نقص ظہر القطع
باستحالۃ اتصافہ ای اللہ تعالیٰ بالکذب
ونحوہ تعالیٰ عن ذلک وایضا لولم
یمتنع اتصاف فعلہ بالقبح یرتفع
الامان عن صدق وعدہ وصدق
خبر غیرہ ای الوعد منہ تعالیٰ وصدق
النبوۃ ای لم یجزم بصدقہ اصلا و
عند الاشاعرۃ کسائر الخلق القطع
بعدم اتصافہ تعالیٰ بشئ من القبائح
دون الاستحالۃ العقلیۃ کسائر العلوم
التی یقطع فیہا بان الواقع احد
النقیضین مع عدم استحالۃ الآخر
لوقدر انہ الواقع کالقطع بمکۃ و
بغداد ای بوجودہما فانہ لا یحیل
عدمہما عقلا وحینئذ ای وحین کان
الامر علیٰ ہذا لا یلزم ارتفاع الامان
لانہ لا یلزم من جواز الشئ عقلا عدم

جبکہ کلام لفظی کے مفہوم کا علم قطعی حاصل ہے اس
طرح کہ کلام الٰہی میں وقوع کذب نہیں ہے اور اس
پر علماء انبیاء علیہم السلام کا اجماع ہے تو کذب کے
ممکن بالذات ہونے کے منافی نہیں جس طرح جملہ
علوم عادیہ قطعیہ باوجود امکان کذب بالذات حاصل
ہوا کرتے ہیں اور یہ امام رازی کے قول کا مخالف نہیں
(۵) صاحب فتح القدیر امام ابن ہمام کی تحریر
الاصول اور ابن امیر الحاج کی شرح تحریر میں اس طرح
منصوص ہے اور اب یعنی جبکہ یہ افعال حق تعالیٰ پر
محال ہوئے جن میں نقص پایا جاتا ہے ظاہر ہو گیا کہ
اللہ تعالیٰ کا کذب وغیرہ کے ساتھ متصف ہونا یقیناً
محال ہے نیز اگر فعل باری کا قبح کے ساتھ اتصاف
محال نہ ہو تو وعدہ اور خبر کی سچائی پر اعتماد نہ رہے گا
اور نبوت کی سچائی یقینی نہ رہے گی اور اشاعرہ کے
نزدیک حق تعالیٰ کا کسی قبیح کے ساتھ یقیناً متصف
نہ ہونا ساری مخلوقات کی طرح (بالاختیار) ہے عقلاً
محال نہیں چنانچہ تمام علوم جن میں یقین ہے کہ ایک
نقیض کا وقوع ہے وہاں دوسری نقیض محال ذاتی
نہیں کہ وقوع مقدر نہ ہو سکے مثلاً مکہ اور بغداد کا
موجود ہونا یقینی ہے مگر عقلاً محال نہیں ہے کہ موجود نہ
ہوں اور اب یعنی جب یہ صورت ہوئی تو امکان

الجزم بعدمه والخلاف الجاری فی الاستحالة والامکان العقلی جار فی کل نقیضه اقدرته تعالی علیها مسلوبة ام هی ای النقیضة بها ای بقدرته مشمولة والقطع بانه لا یفعل ای والحال القطع بعدم فعل تلك النقیضة الخ ومثل ما ذکرناه عن مذهب الاشاعرة ذکره القاضی العضد فی شرح مختصر الاصول و اصحاب الحواشی علیه ومثله فی شرح المقاصد وحواشی المواقف للچلپی وغیره وکذلك صرح به العلامة القوشجی فی شرح التجرید والقونوی وغیرهم اعرضنا عن ذکر نصوصهم مخافة الاطناب والسامة والله المتولی للرشاد والهدایة ۔

کذب کے سبب اعتماد کا اٹھنا لازم نہ آئیگا اس لیے کہ عقلاً کسی شے کا جواز مان لینے سے اس کے عدم پر یقین نہ رہنا لازم نہیں آتا اور یہی استحالہ وقوعی و امکان عقلی کا خلاف (معتزلہ اور اہل السنت میں) ہر نقیض میں جاری ہے کہ حق تعالیٰ کو ان پر قدرت ہی نہیں (جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے) یا نقیض کو قدرت حق تعالیٰ شامل ضرور ہے مگر ساتھ ہی اس کے یقین ہے کہ کریگا نہیں (جیسا کہ اہل السنۃ کا قول ہے) یعنی اس نقیض کے عدم فعل کا یقین ہے اور اشاعرہ کا مذہب جو ہم نے بیان کیا ہے ایسا ہی قاضی عضد نے شرح مختصر الاصول میں اور اصحاب حواشی نے حاشیہ پر اور ایسا ہی مضمون شرح مقاصد اور چلپی کے حواشی مواقف وغیرہ میں مذکور ہے اور ایسی ہی تصریح علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں اور قونوی وغیرہ نے کی ہے جن کی نصوص بیان کرنے سے تطویل کے اندیشہ سے ہم نے اعراض کیا اور حق تعالیٰ ہی ہدایت کا متولی ہے ۔

السوال السادس والعشرون

چھبیسواں سوال

ما قولکم فی القادیانی الذی یدعی المسیحیة

کیا کہتے ہو قادیانی کے بارے میں جو مسیح و نبی ہونے

والنبوة فان اناسا ينسبون اليكم حبه ومدحه فالمرجو من مكارم اخلاقكم ان تبينوا لنا هذه الامور بيانا شافيا ليتضح صدق القائلين وكذبهم ولا يبقى الريب الذى حدث فى قلوبنا من تشويشات الناس۔

کا مدعی ہے کیوں کہ لوگ تمہاری طرف نسبت کرتے ہیں کہ اس سے محبت رکھتے اور اس کی تعریف کرتے ہو، تمہارے مکارم اخلاق سے امید ہے کہ ان مسائل کا شافی بیان لکھو گے تاکہ قائل کا صدق وکذب واضح ہو جائے اور جو شک لوگوں کے مشوش کرنے سے ہمارے دلوں میں تمہاری طرف سے پڑگیا ہے وہ باقی نہ رہے

الجواب

جملة قولنا وقول مشائخنا فى القاديانى الذى يدعى النبوة والمسيحية انا كنا فى بدء امره مالم يظهر لنا منه سوء اعتقاد بل بلغنا انه يؤيد الاسلام ويبطل جميع الاديان التى سواه بالبراهين والدلائل نحسن الظن به على ما هو اللائق للمسلم بالمسلم ونأول بعض اقواله ونحمله على محمل حسن ثم انه لما ادعى النبوة والمسيحية وانكر رفع الله تعالى المسيح الى السماء وظهر لنا من خبث اعتقاده وزندقته

جواب

ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت ومسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ شروع شروع میں جب تک اس کی بدعقیدگی ہمیں ظاہر نہ ہوئی بلکہ یہ خبر پہنچی کہ وہ اسلام کی تائید کرتا ہے اور تمام مذاہب کو بدلائل باطل کرتا ہے تو جیسا کہ مسلمان کو مسلمان کے ساتھ زیبا ہے، ہم اس کے ساتھ حسن ظن رکھتے اور اس کے بعض ناشائستہ اقوال کو تاویل کرکے محمل حسن پر حمل کرتے رہے۔ اس کے بعد جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعوی کیا اور عیسی مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے

افتی مشائخنا رضوان الله تعالیٰ علیهم
بکفره وفتویٰ شیخنا ومولٰنا رشید احمد
الگنگوهی رحمه الله فی کفر القادیانی
قد طبعت وشاعت یوجد کثیر
منها فی ایدی الناس لم یبق فیها
خفاء الا انه لما کان مقصود
المبتدعین تهییج سفهاء الهند و
جهالهم علینا وتنفیر علماء الحرمین
واهل فتیاهما وقضاتهما واشرافهما
منا لانهم علموا ان العرب لا
یحسنون الهندیة بل لا یبلغ
لدیهم الکتب والرسائل الهندیة
افتروا علینا هذه الاکاذیب فالله
المستعان وعلیه التوکل وبه
الاعتصام هذا والذی ذکرنا فی
الجواب هو ما نعتقده وندین الله
تعالیٰ به فان کان فی رایکم حقا
وصوابا فاکتبوا علیه تصحیحکم
وزینوه بختمکم وان کان غلطا
وباطلا فدلونا علی ما هو الحق
عندکم فانا ان شاء الله لا نتجاوز

مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔
قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت
مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ تو طبع ہو کر
شائع بھی ہو چکا ہے بکثرت لوگوں کے پاس
موجود ہے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں مگر چونکہ
بدعتیوں کا مقصود یہ تھا کہ ہندوستان کے
جہلاء کو ہم پر برافروختہ کریں اور حرمین شریفین
کے علماء ومفتی واشراف وقاضی و رؤسا کو
ہم پر متنفر بنائیں کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ اہل
عرب ہندی زبان اچھی طرح نہیں جانتے بلکہ
ان تک ہندی رسائل وکتابیں پہنچتی بھی نہیں
اس لیے ہم پر جھوٹے افتراء باندھے سو خدا ہی
سے مدد درکار ہے اور اسی پر اعتماد ہے اور
اسی کا تمسک جو کچھ ہم نے عرض کیا یہ ہمارے
عقیدے ہیں اور یہی دین وایمان ہے سو اگر
آپ حضرات کی رائے میں صحیح و درست ہوں
تو اس پر تصحیح لکھ کر مُہر سے مزین کر دیجئے
اور اگر غلط و باطل ہوں تو جو کچھ آپ کے
نزدیک حق ہو وہ ہمیں بتائیے ہم انشاء اللہ
حق سے تجاوز نہ کریں گے اور اگر ہمیں آپ
کے ارشاد میں کوئی شبہ لاحق ہو گا، تو

عن الحق وان عن لنا في قولكم
شبهة نراجعكم فيها حتى يظهر
الحق ولم يبق فيه خفاء وآخر
دعوٰنا ان الحمد لله رب العلمين
وصلى الله على سيدنا محمد سيد
الأولين والآخرين وعلى آله
وصحبه وازواجه وذرياته اجمعين
قاله بفمه ورقمه بقلمه خادم
طلبة علوم الاسلام كثير الذنوب
والآثام الاحقر **خليل احمد**
وفقه الله التزود لغد

يوم الاثنين ثامن عشر
من شهر شوال سنة ۱۳۲۵ھ

دوبارہ پوچھ لیں گے یہاں تک کہ حق ظاہر
ہو جائے اور خفا نہ رہے اور ہماری آخری
پکار یہ ہے کہ سب تعریف اللہ کو زیبا ہے
جو پالنے والا ہے تمام جہان کا اور اللہ
کا درود و سلام نازل ہو اولین و آخرین کے
سردار محمد پر اور ان کی اولاد و صحابہ
و ازواج و ذریات سب پر۔
زبان سے کہا اور قلم سے لکھا خادم الطلبہ
کثیر الذنوب والآثام حقیر خلیل احمد نے
خدا ان کو توشہ آخرت کی توفیق عطا
فرمائے

۱۸ شوال ۱۳۲۵ھ

تمت

تمام شد

○

چونکہ یہ رسالہ عربیہ تصادیق علماء ہندوستان سے مکمل کرانے کے بعد حجاز و مصر و شام کے بلاد اسلامیہ میں بھیجا گیا تھا، اس لیے اول علماء ہند کی تحریرات درج کی جاتی ہیں:۔

تصدیق زبدۃ العارفین قدوۃ المحدثین حضرت مولٰنا الحاج المولوی محمود حسن صاحب محدث دامت فیضانہم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ عالم الغیب والشہادۃ و الصلوۃ والسلام علی من قال ان احسن الظن من العبادۃ وعلی آلہ واصحابہ ھم سادۃ للامۃ وقادۃ وبعد فقد تشرفت بمطالعۃ المقالۃ التی رصفھا المولی العلام مقدام علماء الانام مولٰنا المولوی خلیل احمد لا زال فیوضہ منسجمۃ علی السھول والاکام فللہ درہ ولا مثل عشرۃ فقد اتی بالحق الصریح وازال عن اھل الحق الظن القبیح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر قسم کی تعریف زیبا ہے اللہ کو جو غائب و حاضر کا جاننے والا ہے اور درود و سلام اس ذات پر جس نے فرمایا ہے کہ اچھا گمان رکھنا بھی عبادت ہے اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو امت کے سردار و پیشوا ہیں اس کے بعد عرض ہے کہ میں اس رسالہ کے ملاحظہ سے مشرف ہوا جس کو مولٰنا العلام و پیشوائے علماء انام مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے لکھا ہے، ان کے فیوض ہمیشہ جاری رہیں ہر نشیب و فراز پر سو اللہ ہی کیلئے ہے ان کی خوبی، واقعی حق صریح بیان کیا اور اہل حق سے بدگمانی زائل فرمائی اور یہی ہمارا اور ہمارے

وهو معتقدنا ومعتقد مشائخنا	جملہ مشائخ کا عقیدہ ہے اس میں کچھ شک نہیں
جميعا لاريب فيه فاثابه الله تعالیٰ	پس حق تعالیٰ مصنف کو اس محنت کی جزا
جزاء عنا له فى ابطال وساوس	عطا فرمائے جو حاسد کی افترا پردازی کے وسوسوں
الحاسد فى افترائه. فقط	کے باطل کرنے میں انھوں نے کی ہے۔
محمود عفى عنه المدرس الاوّل فى	
مدرسة ديوبند	

(طبع الخاتم)

تحریر منیف سید العلماء صفوۃ الصلحاء حضرت مولانا الحاج میر احمد حسن صاحب امروہی قدس اللہ سرہ

لله در المجيب اللبيب حيث اتى	خدا کے لیے ہے عاقل مجیب کی خوبی کہ مستحکم تحقیقات
بتحقيقات منيفة وتدقيقات	عجیب باریکیاں ہر مسئلہ اور باب میں بیان کی، اور
بديعة فى كل مسئلة وباب و	چھلکے کو مغز سے جدا کیا اور شک و بطلان کے
ميز القشر عن اللباب وكشف قناع	گھونگٹ حق اور صواب کے چہروں سے کھول
الريب والبطلان عن وجوه خرائد	دیے، کیونکر نہ ہو مجیب محقق وہ شخص ہے جو حق
الحق والصواب كيف لا والمجيب	تعالیٰ کے انعام و افضال کا مورد اور محققین
المحق المحقق هو مورد انعامه و	زمانہ میں پیشوا ہے۔ پس حق یہ ہے کہ خدا ان کو
افضاله ومقدام المحققين فى اقرانه	دائم و باقی رکھے کہ جو کچھ لکھا صواب لکھا اور
وامثاله فالحق انه ادامه الله تعالیٰ	جو جواب دیا ایسا عمدہ دیا کہ باطل نہ اس
وابقاه اصاب فى ما افاد وفى كل	کے آگے سے آسکتا ہے نہ اس کے
ما اجاب اجاد لا ياتيه الباطل من	پیچھے سے، اور یہی حق صریح ہے جس میں
بين يديه ولا من خلفه وهو	شک نہیں۔ بس یہی حق ہے اور حق کے
حق صريح لا ريب فيه فهذا هو	بعد بجز گمراہی کے کیا رہا اور یہ سبب

الحق وماذا بعد الحق الا الضلال
وكل ذلك هو معتقدنا و معتقد
مشائخنا وسادتنا اماتنا الله
عليه وحشرنا مع عباده المخلصين
المتقين وبوانا فى جوار المقربين
من النبيين والصديقين والشهداء
والصالحين آمين فامين فمن تقول
علينا او على مشائخنا العظام بعض
الاقاويل فكلها فرية بلا مرية و
الله يهدينا واياهم الى صراط مستقيم
وهو تعالى وتقدس بكل شئ خبير
وعليم وآخر دعوانا ان الحمد لله
رب العلمين والصلوٰة والسلام
على خير خلقه وصفوة انبيائه
سيدنا ومولنا محمد واله وصحبه
اجمعين وانا العبد الضعيف النحيف
خادم الطلبة احقر الزمن احمد حسن
الحسينى نسبا والامروهى مولدا و
موطنا والچشتى الصابرى والنقشبندى
المجددى طريقة ومشربا والحنفى
الماتريدى مسلكا ومذهبا۔

ہمارا اور ہمارے مشائخ اور پیشوایان کا
عقیدہ ہے، حق تعالیٰ ہم کو اسی پر موت
دے اور اپنے مخلص پرہیزگار بندوں کے
ساتھ محشور فرمائے اور انبیاء وصدیقین
وشہداء وصالحین مقرب بندوں کے ہمسایہ
میں جگہ عطا فرمائے آمین، آمین۔ پس جس
نے ہم پر یا ہمارے باعظمت مشائخ پر کوئی
قول جھوٹ باندھا تو وہ بلاشبہ افتراء ہے
اور اللہ ہم کو اور ان کو راہ مستقیم دکھائے
اور وہ ہی حق تعالیٰ ہر شئے سے باخبر اور
واقف ہے اور آخر پکار یہ ہے کہ سب
تعریف اللہ کو جو رب العالمین ہے اور
درود و سلام ہو بہترین خلق خلاصۂ
انبیاء سیدنا و مولنا محمد ﷺ، اور
ان کے آل و اصحاب پر اور سب پر۔
میں ہوں بندہ ضعیف خادم الطلبۃ
احقر الزمن، احمد حسن حسینی نسبا امروہی
مولدا و موطنا چشتی صابری نقشبندی
مجددی طریقۃ ومشربا، حنفی ماتریدی
مسلکا و مذہبا

طبع الخاتم

تحریر شریف عمدۃ الفقہاء و اُسوۃ الاصفیاء حضرت مولانا الحاج المولوی عزیز الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد لله حق حمده والصلوة و
السلام الاتمان الاكملان على من
لا نبي من بعده اما بعد فيقول العبد
المفتقر الى رحمة الرحيم المنان
عزيز الرحمن عفا الله عنه المفتى
والمدرس فى المدرسة العالية
الواقعة فى ديوبند ان ما نمقه
العلامة المقدام البحر القمقام
المحدث الفقيه المتكلم النبيه
الرحلة الامام قدوة الانام جامع
الشريعة والطريقة واقف رموز
الحقيقة من قام لنصرة الحق
المبين وقمع اساس الشرك و
الاحداث فى الدين المويد من الله
الاحد الصمد مولانا الحاج الحافظ
خليل احمد المدرس الاول فى
مدرسة مظاهر العلوم الواقعة فى
السهارنفور حفظها الله من الشرور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور درود و
سلام تام و کامل اس ذات پر جن کے بعد
کوئی نبی نہیں، کہتا ہے رحیم و منان کی
رحمت کا محتاج بندہ عزیز الرحمٰن عفا اللہ عنہ
مفتی مدرس مدرسہ عالیہ واقع دیوبند
جو کچھ تحریر فرمایا، علامۂ پیشوا، دریائے
مواج محدث فقیہ متکلم، عاقل، مرجع
امام مقتدائے خلق جامع شریعت و طریقت
واقف اسرار حقیقت کو کھڑے ہوئے
حق ظاہر کی مدد کے لیے اور اکھاڑ پھینکی
شرک و بدعت کی بنیاد، مؤید من اللہ
الاحد الصمد مولانا الحاج حافظ خلیل احمد
مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم واقع
سہارنپور نے (خدا اس کو شرور سے
محفوظ رکھے)، مسائل کی تحقیق میں وہ
سب حق ہے میرے نزدیک اور میرا
اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے۔ پس
اللہ ان کو عمدہ جزا دے قیامت کے

فی تحقیق المسائل هو الحق عندی
ومعتقدی ومشائخی فجزاه الله
احسن الجزاء یوم القیام ورحم الله
من احسن الظن بالسادات العظام
والله تعالیٰ ولی التوفیق و بالحمد
اولاً و اٰخراً حقیق و هو حسبی و
نعم الوکیل.
کتبه العبد عزیز الرحمٰن عفی عنه دیوبندی

دن اور اللہ رحم فرماوے اس شخص پر
جو سرداران بزرگ کی جانب اچھا گمان
رکھے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے
اور اول و آخر حمد کا مستحق ہے اور
وہ مجھ کو کافی ہے اور اچھا کارساز
ہے۔
اس کو لکھا بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ
دیوبندی نے۔ مُہر

کلمات بابرکات طبیب الملت حکیم الامت حضرت مولانا الحاج الحافظ شاہ اشرف علی صاحب ادام اللہ فیوضہم

نقر به و نعتقده و اکل امر
المفترین الی الله و انا اشرف علی
التهانوی الحنفی الچشتی ختم الله
تعالیٰ له بالخیر.

میں اس کا مقر اور معتقد ہوں اور افترا کرنے
والوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں
میں ہوں اشرف علی تھانوی حنفی چشتی۔ اللہ خاتمہ
بخیر فرمائے۔

تصدیق لطیف شیخ الاتقیاء سند الابرار حضرت مولانا الحاج الحافظ الشاہ عبدالرحیم صاحب عمت مکارمہم

الذی کتب فی هذه الرسالة لحق
صحیح وثابت فی الکتب بنص صریح
وهو معتقدی و معتقد مشائخی
رضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین
احیانا الله بها و اماتنا علیها و

جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے حق صحیح اور موجود
ہے کتابوں میں نص صریح کے ساتھ۔ اور
یہی میرا اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے
اللہ تعالیٰ ان سب پر رضا ہو۔ اسی پر
اللہ ہم کو جلاوے اور اسی پر موت دے

انا العبد الضعيف عبد الرحيم عفى عنه الرائفوری الخادم لحضرة مولانا الشيخ رشيد احمد گنگوهی قدس الله سره العزيز۔

میں ہوں بندہ ضعیف عبدالرحیم عفی عنہ رائپوری خادم حضرت مولانا الشیخ رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز

تسطیر منیر رئیس الحکما امام الفضلا حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد حسن صاحب زیدت محاسنہم

الحمد لله المتوحد فی جلال ذاته المتنزه عن شوائب النقص وسماته والصلوة والسلام علی سیدنا محمد نبیه ورسوله وعلی آله وصحبه اجمعین وبعد فهذا القول الذی نطق به الشیخ الاجل الامجد والفرد الاکمل الاوحد مولانا الحاج الحافظ خلیل احمد دام ظله الظلیل علی رؤس المسترشدین وابقاه الله تعالی لاحیاء الشریعة والطریقة والدین هو الحق عندنا ومعتقدنا ومعتقد مشائخنا رضوان الله تعالی علیهم اجمعین الی یوم الدین

سب تعریفیں اللہ کے لیے جو یکتا ہے اپنی ذات کے جلال میں، پاک ہے نقص کے شائبوں اور علامات سے اور درود و سلام سیدنا محمد ﷺ پر جو اس کے نبی و رسول ہیں اور ان کی سب اولاد و اصحاب پر۔ امابعد پس یہ تقریر جو شیخ اجل امجد اور فرد اکمل و اوحد مولانا حاجی حافظ خلیل احمد دام ظلہ علی رؤس المسترشدین نے فرمائی ہے، خدا ان کو شریعت و طریقت اور دین کے زندہ کرنے کے لیے قائم رکھے، حق ہے ہمارے نزدیک اور عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ الی یوم الدین کا۔

وانا العبد الضعیف النحیف محمد حسن عفا الله عنه الدیوبندی۔

میں ہوں بندہ ضعیف نحیف محمد حسن عفی عنہ دیوبندی۔

تحریر شریف جامع الکمال صادق الاحوال جناب مولانا الحاج المولوی قدرت اللہ صاحب بورک احوالہ

هذا هو الحق و الصواب
قدرت الله غفرله و لوالديه مدرس
مدرسه مُراد آباد

یہی ہے حق اور صواب
قدرت اللہ غفرلہ و لوالدیہ مدرس
مدرسہ مُراد آباد -

تحریر منیف صاحب الرائے الصائب ذو الفهم الثاقب حضرت مولانا الحاج المولوی حبیب الرحمن صاحب دامت فیوضہم

الحمد لله وحده و الصلوٰة والسلام على من لا نبی بعده و بعد فما كتبه الشيخ الامام الحبر الهمام فی جواب السوالات المذكورة هو الحق و الصواب و المطابق لما نطق به السنة و الكتاب و هو الذی ندين الله تعالیٰ و به و هو معتقدنا و معتقد جميع مشائخنا رحمهم الله تعالیٰ فرحم الله من نظرها بعين الانصاف و اذعن للحق و انقاد للصدق

و انا العبد الضعيف
حبيب الرحمن الديوبندی

سب تعریفیں اللہ یکتا کے لیے اور درود و سلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جو کچھ لکھا ہے شیخ امام دانا سردار نے سوالات مذکورہ کے جواب میں وہی حق اور صواب ہے اور اس کے مطابق ہے جو سنت و کتاب کہ رہی ہیں اور ہم اس کو دین قرار دیتے ہیں اللہ کے لیے۔ اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کا۔ پس اللہ رحم فرماوے اس پر جو بچشم انصاف دیکھے اور حق کا یقین لائے اور صدق کا مطیع ہو۔

حبیب الرحمن دیوبندی

تحریر لطیف البقیۃ السلف قدوۃ الخلف حضرت مولانا الحاج المولوی محمد احمد صاحب ابنا ابنا ابرہما

ماکتبہ العلامۃ وحید العصر ھو الحق والصواب	جو کچھ لکھا علامہ یکتائے زمانہ نے وہی حق اور صواب ہے۔
احمد بن مولانا محمد قاسم النانوتوی ثم الدیوبندی ناظم المدرسۃ العالیۃ الدیوبندیۃ	احمد بن مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ثم الدیوبندی مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند۔

تحریر شریف حاوی الفروع والاصول جامع المعقول والمنقول مولانا الحاج المولوی غلام رسول صاحب مدظلہ

الحمد للہ الذی قصرت عن وصف کمالہ السنۃ بلغاء الانام وضعفت عن الوصول الی ساحۃ جلالہ اجنحۃ العقول والافہام والصلوۃ والسلام علی افضل الرسل سیدنا محمد الہادی الی دار السلام وعلی الہ واصحابہ البررۃ الکرام، اما بعد فالقول الذی نطق بہ فی جواب السوالات المذکورۃ اکمل کملاء الزمان واعلم علماء الدوران وقدوۃ جماعۃ السالکین وزبدۃ مجامع المتقین مولانا الحافظ الحاج	سب تعریفیں اللہ کو زیبا ہیں کہ اس کے کمال کا وصف بیان کرنے سے مخلوق کے فصحاء کی زبانیں قاصر اور اس کی عظمت کے میدان تک پہونچنے سے عقول وافہام کے بازو عاجز ہیں اور درود وسلام افضل رسل سیدنا محمد پر، اور اُن کے آل واصحاب نیکو کاران بزرگان پر۔ اما بعد یہ تقریر جو سوالات مذکورہ کے جواب میں کاملین زمانہ میں اکمل، اور علماء وقت میں اعلم اور گروہِ سالکین کے مقتدا، اور جماعتہائے متقین کے خلاصہ مولانا حافظ حاجی خلیل احمد صاحب نے فرمائی ہے۔ قول حق اور کلامِ صادق

خلیل احمد سلمه الله تعالیٰ قول حق وکلام صادق وهو معتقدنا ومعتقد جمیع مشائخنا رحمهم الله تعالیٰ اجمعین - وانا العبد الضعیف غلام رسول عفا الله عنه القوی المدرس فی المدرسة العالیة الدیوبندیة

ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور ہمارے تمام مشائخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے - میں ہوں بندۂ ضعیف غلام رسول عفی عنہ مدرس مدرسۂ عالیہ دیوبند

تحریر منیف فاضل عصر کامل دہر جناب مولانا المولوی محمد سہول صاحب لازال مجدہ

حامدا ومصلیا ومسلما وبعد فهذه الاجوبة التی حررها رافع رایة العلم والهدایة خافض رایات الجهل والضلالة سید ارباب الطریقة سند اصحاب الحقیقة زبدة الفقهاء والمفسرین قدوة المتکلمین والمحدثین الشیخ الاجل الاوحد الحافظ الحاج مولانا خلیل احمد لازالت فیضانه علی المسلمین والمسترشدین الی ابد حقیق بان یعتمد علیها کلها ویدین بها جلها وهو معتقدنا ومعتقد مشائخنا وانا عبده الارذل محمد بن افضل المدعو بالسهول عفی عنه مدرس المدرسة العالیة الدیوبندیة

حمد وصلوٰۃ وسلام کے بعد، یہ جوابات جن کو علم و ہدایت کے جھنڈوں کو اونچا کرنے والے اور جہل و گمراہی کے نشانوں کو نیچا کرنے والے اہل طریقت کے سردار اور اصحاب حقیقت کے مستند خلاصہ فقہاء و مفسرین، مقتدائے متکلمین و محدثین شیخ اجل اوحد حافظ حاجی مولانا خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے ان کے فیضان مسلمانوں اور طالبان ہدایت پر سدا قائم رہیں واقعی اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جاوے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جائے۔ اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ کا اور میں ہوں بندہ ارذل محمد بن افضل یعنی سہول عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

تحریر لطیف عالم تحریر فاضل بے نظیر جناب مولنا المولوی عبد الصمد صاحب طاب اللہ ثراہ

الحمد لله الذی علم آدم الاسماء
کلها واعطی صوادع النعوت والصفات
کلها وافاض علینا النعم الشوامخ
قبل الاستحقاق وهدانا الصراط
السوی مع تفرق السبل والشقاق
ونصلی ونسلم علی محمد عبده و
رسوله الذی ارسل والحق خاملة
اعوانه خاویة ارکانه والباطل عالیة
نیرانه غالیة اثمانه داعیا الی الله
من کان کفر وامر بالمعروف ونهی
عن غیره وزجر۔ وعلی آله البررة
الکرام واصحاب الکملة العظام۔
الشافعین المشفعین فی المحشر اما
بعد فالاجوبة التی حررها ربیع
ریاض الطریقة وبرکة هذه الخلیقة
محی معالم الطریق بعد دروسها و
مجدد مراسم المعارف غب افول
اقمارها وشموسها الذی تفجرت
ینابیع الحکم علی لسانه۔ وفاضت

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے آدم کو تمام
نام سکھائے اور عطا فرمائی ہم کو عالی نعمتیں استحقاق
سے پہلے اور ہم کو دکھایا سیدھا راستہ مختلف متفرق
راستوں میں اور ہم درود وسلام بھیجتے ہیں۔
اس کے بندہ اور رسول محمد پر جو ایسے
وقت رسول بنے کہ حق کے مددگار شکست
اور ارکان مضمحل ہو چکے تھے اور باطل کے
شعلے بلند اور قیمت بڑھ گئی تھی۔ آپ نے
بلایا اللہ کی طرف ہر کفر کرنے والے کو
اور بھلے کام کی تاکید فرمائی اور منع کیا
بُرے کام سے اور روکا، اور آپ کی اولاد نیکوکار
و مکرم اور صحابہ کاملین باعظمت پر، جو محشر میں
سفارش فرمائیں گے اور مقبول ہوگی (امابعد)
جوابات جن کو تحریر فرمایا ہے ایسی ذات نے جو
باغہائے طریقت کی بہار اور مخلوق میں مبارک
ہیں زندہ کرنے والے راہ کے نشانوں کے ان
کے مٹ جانے کے بعد اور معرفتوں کے مراسم کی
تجدید کرنے والے ان کے ماہتاب اور آفتاب
غروب ہو جانے کے بعد کہ جاری ہیں حکمتوں کے

عیون المعارف من خلال جنابه.
وانبثت اشعة انواره فی القلوب
وبعثت سرایا اسراره الی کل طالب
ومطلوب وسطعت شموس معارفه
وزکت اعراس عوارفه. لازال الزهد
شعاره. والورع وقاره. والذکر انیسه
والفکر جلیسه مولانا العلام واستاذنا
الفهام الشیخ الازهد والهمام الامجد
الحافظ الحاج بخلیل احمد صدر
المدرسین فی مدرسة مظاهر العلوم
الواقعة فی السهارنفور حریة بان
یعتقدها اهل الحق والیقین وحقة
بان سلمها العلماء الراسخون فی
الدین المتین وهذه عقائدنا و
عقائد مشائخنا ونحن نرجو من الله
ان یحیینا ویمیتنا علیها ویدخلنا
فی دار السلام مع اساتذتنا الکرام و
هو نعم المولی ونعم المعین وآخر
دعوانا ان الحمد لله رب العلمین
والصلوة والسلام علی خیر خلقه
وفخر رسله وآله وصحبه اجمعین

چشمے ان کے وسطِ قلب سے اور پھیل رہی
ہیں ان کے انوار کی شعاعیں دلوں میں اور
پہونچ رہے ہیں ان کے اسرار کے لشکر ہر
طالب و مطلوب تک اور چمک رہے ہیں ان
کی معرفتوں کے آفتاب اور اُگے ہوئے ہیں ان
کی معرفتوں کے درخت سدا رہے زہد ان کا طریقہ
اور تقوی ان کا لباس اور یادِ حق ان کی مونس اور
فکرِ حق ان کا ہمنشیں مولانا العلام اور ہمارے استاذ
فہیم شیخ صاحب زہد اور سردار بزرگ حافظ حاجی
یعنی مولانا خلیل احمد مدرس اول مدرسہ
مظاہر العلوم سہارنپور (یہ سارے جوابات
اس لائق ہیں) کہ اہلِ حق ان کو عقیدہ بنا دیں اور
مستحق ہیں کہ دین متین میں مضبوط علماء ان کو تسلیم
کریں اور یہی ہمارے عقائد اور ہمارے مشائخ کے
عقیدے ہیں اور ہم متمنی ہیں اللہ سے کہ انھیں پر
جلاوے اور مارے اور ہم کو داخل فرمائے جنت
میں ہمارے بزرگ استاذ کے ساتھ اور وہی بہتر
کارساز اور بہتر مددگار ہے، اور آخری دُعاء
ہماری یہ ہے کہ سب تعریف اللہ رب العلمین کو
اور درود و سلام بہترین مخلوق و فخر پیغمبران پر
اور ان کی ساری اولاد و اصحاب پر۔

الراقم الأثم محمد عبد الصمد عفا عنه الاحد البجنوري المدرس فی المدرسة العالية الديوبندية اقامها الله وادامها الى يوم القيمة۔	راقم آثم محمد عبد الصمد عفا عنہ الاحد مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند، خدا اس کو تا قیامت دائم قائم رکھے۔

تحریر شریف شمس فلک الشریعۃ البیضا بدر سماء الطریقۃ الغراء حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد اسحٰق صاحب نہٹوری ثم الدہلوی سقاہ اللہ بالرحیق المختوم

لله در المجيب المحقق المصيب صدقت بما فيه بلا شك مريب۔ الاحقر محمد اسحق النهٹوری ثم الدهلوی۔	اللہ کے لیے ہے خوبی حق و صواب جوابات دینے والے کی۔ جو کچھ اس میں ہے بلاشک و ریب تصدیق کرتا ہوں۔ احقر محمد اسحٰق نہٹوری ثم الدہلوی

تحریر منیف ذروۂ سنام الدین عروۂ الحبل المتین جناب مولانا الحاج المولوی ریاض الدین صاحب اطال اللہ بقاءہ

اصاب من اجاب	مجیب نے درست بیان کیا
محمد رياض الدين عفي عنه مدرس مدرسه عالیه میرٹھ۔	محمد ریاض الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ میرٹھ۔

تحریر لطیف ربیع ریاض الاسلام مقتدائے انام جناب مولانا المفتی کفایت اللہ صاحب عمت فیوضہم

رأيت الاجوبة كلها فوجدتها حقة صريحة لا يحوم حول سرادقها شك ولا ريب۔ وهو معتقدی ومعتقد مشائخی رحمهم الله تعالى	میں نے تمام جوابات دیکھے پس سب کو بالکل حق صریح پایا کہ اس کے ارد گرد بھی شک اور ریب نہیں گھوم سکتا۔ اور یہی میرا عقیدہ ہے اور میرے مشائخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔

وانا العبد الضعیف الراجی رحمة مولاہ المدعو بکفایت اللہ الشاہجہانفوری الحنفی المدرس فی المدرسة الامینیة الدہلویة۔

میں ہوں بندۂ ضعیف امیدوار رحمت خداوندی محمد کفایت اللہ شاہجہانپوری حنفی مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

تحریر شریف جامع العلوم النقلیہ والفنون العقلیہ جناب مولانا مولوی ضیاء الحق صاحب زید فضلہ العمیم

اصاب من اجاب
العبد ضیاء الحق عفی عنہ المدرس فی المدرسة الامینیة الدہلویة۔

مجیب نے درست بیان کیا
بندہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

تحریر شریف جامع العلوم النقلیہ والفنون العقلیہ جناب مولانا مولوی محمد قاسم صاحب زید فضلہ العمیم

الجواب صحیح
العبد محمد قاسم عفی عنہ المدرس فی المدرسة الامینیة الدہلویة۔

جواب صحیح ہے
بندہ محمد قاسم عفی عنہ
مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی

تحریر منیف ذو الفضل والفضائل عمدۃ الاقران والاماثل جناب مولانا الحاج المولوی عاشق الٰہی صاحب کثر اللہ امثالہ مولوی فاضل

الحمد للہ الذی ھدانا للاسلام وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ، و الصلوۃ و السلام علیٰ خیر البریة سیدنا محمد و آلہ الیٰ یوم نلقاہ و بعد فانی تشرفت بمطالعة المقالة

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم کو اسلام کا راستہ دکھایا اور ہم ہدایت نہ پا سکتے اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا اور درود و سلام بہترین مخلوقات سیدنا محمد اور ان کی آل پر قیامت تک۔ میں اس مقالہ شریفہ کے ملاحظہ سے

الشريفة التي نمقها الامام الهمام الاجل الاكمل الاوحد سيدنا و مولانا الحافظ الحاج المولوی خليل احمد ادامه الله لاساس الشرك في الاسلام قاطعا وقامعا و لابنية البدع في الدين هادما و قالعا في اجوبة الاسئلة هو الصدق و الصواب والحق عندی بلا ارتياب هذا هو معتقدی و معتقد مشائخی نقربه لسانا و نعتقده جنانا فلله در المجيب الاديب البحر القمقام و الحبر الفهام ثم لله دره قد اصاب فيما اجاب واجاد فيما افاد متعنا الله بطول حياته و بقائه وجزاه الله عنی و عن سائر اهل الحق خير الجزاء عنائه في ابطال وساوس المفتری في افترائه وانا العبد الضعيف محمد المدعو بعاشق الٰہی الميرٹھی عفا الله عنه

مشرف ہوا جس کو پیشوا سردار معظم کامل کمتا ہمارے سردار اور مولیٰ حافظ حاجی مولوی خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو سدا اسلام میں شرک کی بنیاد کا قلع اور قمع کرنے والا اور دینی بدعتوں کی بنیادوں کا گرانے والا اور اکھاڑنے والا رکھے۔ یہ سوالات کے جوابات صادق اور صائب ہیں اور میرے نزدیک بلا ریب حق ہیں یہی میرا عقیدہ ہے اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے۔ ہم زبان اس کے مقر اور بدل اس کے معتقد ہیں۔ پس اللہ کے لیے ہے خوبی مجیب عاقل دریائے مواج اور عاقل فہیم کی پھر اللہ کیلئے ہے ان کی خوبی جو کچھ جواب دیا صائب دیا اور عمدہ نفع پہونچایا۔ اللہ ہم کو ان کی حیات وبقا کے طول سے بہرہ یاب بنائے اور ان کو جزائے میری اور تمام اہل حق کی طرف سے بہتر جزا اہل باطل کی بہتان بندی کے وسوسوں کے باطل کرنے کی محنت کے صلہ میں۔ میں ہوں بندہ ضعیف محمد عاشق الٰہی عفی عنہ میرٹھی

تحریر لطیف ذوالمجد الفاخر والعلم الزاخر و الفہم الباہر المرشد الرابر جناب مولوی شیخ احمد رضا دام فیضہ

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَهٗ

بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے

قلبٌ اَو اَلقی السّمع وھو شہیدٌ	جو صاحب دل ہو یا متوجہ ہو کر کان لگائے
وانا الراجی الی اللہ الاحد محمد	میں ہوں امیدوار سوئے خدائے واحد
المدعو بسراج احمد المدرس فی	محمد سراج احمد مدرس مدرسہ سردھنہ
المدرسۃ سردھنہ	ضلع میرٹھ۔

تحریر شریف معدن لطائف اشفاق مخزن محاسن الاخلاق جناب مولوی قاری محمد اسحٰق صاحب نصر اللہ نصرہٗ

ماکتبہ العلامۃ فھو حق صحیح بلا	جو کچھ علامہ نے تحریر فرمایا ہے وہ بلا ریب
ارتیاب العبد الضعیف	حق صحیح ہے،
محمد اسحٰق میرٹھی المدرس فی	بندہ ضعیف محمد اسحٰق میرٹھی، مدرس
المدرسۃ الاسلامیۃ الواقعۃ فی	مدرسہ اسلامیہ میرٹھ
بلدۃ میرٹھ	

تحریر لطیف طبیب الامراض الروحانیۃ و معالج الاسقام الجسمانیۃ جناب مولوی حکیم محمد مصطفےٰ صاحب اللہ وجودہ صانعہ اللہ عن کل سوء

اِنّہٗ لقولٌ فصلٌ وما ھو بالھزل	بیشک یہ قول فیصل ہے اور بے معنی نہیں۔
العبد محمد مصطفےٰ البجنوری الطبیب	بندہ محمد مصطفےٰ بجنوری طبیب وارد
الوارد فی میرٹھ۔	حال میرٹھ

تحریر لطیف عین الانسان الکامل و انسان عین الافاضل حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد مسعود احمد صاحب متعنا اللہ بطول بقائہ

العبد محمد مسعود احمد بن	العبد محمد مسعود احمد بن حضرت
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی	مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ العزیز

تحریر شریف منطبقہ بمنہج الفضائل مطمح نظار السادۃ والافاضل جناب مولانا المولوی محمد یحییٰ صاحب ایدہ اللہ القدس روحہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد لله الذی تقدست ذاته الصمدية عن ان يماثل احد فی صفاته المختصة و ان كان من الانبياء و ترفعت قدرته من تطرق العقول و الاٰراء و الصلوٰة والسلام علی افضل من يتوسل به فی الدعاء من المرسلين و الصديقين و الشهداء و الصلحاء واكمل من يدعی من الاحياء بعد الوصال و اللقاء وعلی اٰله واصحابه الذين هم اشداء علی الكفار و علی المومنين من الرحماء اما بعد فرأيت هذه الاجوبة فوجدتها قولا حقا مطابقا للواقع وكلاما صادقا يقبله القانع والمانع۔ لا ريب فيه هدی للمتقين الذين يومنون علی الحق و يعرضون عن اباطيل الضالين المضلين۔ كيف لا و قد نمقها من هو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس کی ذات بے نیاز مقدس ہے کہ اس کی صفات خاصہ میں کوئی اس کا ہم مثل ہو اگرچہ نبی ہی کیوں نہ ہوں اور اس کی قدرت عالی ہے عقل اور رائے کے دخل سے درود و سلام ان میں بہترین ذات پر جن کو دعا میں وسیلہ پکڑا جاتا ہے۔ یعنی پیغمبران و صدیقین اور شہداء و صلحاء اور کامل جن کے لیے وصال و انتقال کے بعد حیات ثابت ہے اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو کافروں پر سخت تر اور مسلمانوں پر مہربان تر ہیں اما بعد میں نے یہ جوابات دیکھے تو ان کو پایا قول حق واقع کے مطابق اور کلام راست جس کو ہر قانع و مخالف قبول کرے اس میں شک نہیں ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لیے جو حق کو مانتے اور گمراہوں و گمراہ کرنے والوں کی واہیات سے منہ پھیرتے ہیں کیوں نہ ہو ان کو لکھا ہے انھوں نے جو نقلی و عقلی علوم کی اطراف

محدد جهات العلوم النقلية و
العقلية۔ ذروة سنام الصناعات
العلوية و السفلية۔ منطقة بروج
الكمال و مطرقة لتصريف المبتدعين
من الفرق الاثنے عشرية وغيرها
من الانقلاب الى الاعتدال شمس
فلك الولاية۔ بدر سماء الهداية
الذى اصبحت رياض العلم والهداية
بسحاب فيضه زاهرة۔ و امست
حياض الجهل و الغواية بصواعق
نقمته غائرة حامل لواء السنّة
السنية۔ قامع البدعة السيئة الشنيعة
رشيد الملة و الدين قاسم الفيوضات
للمستفيضين۔ محمود الزمان۔
اشرف من جميع الاقران۔ مقتدى
المسلمين۔ مجتبے العلمين حضرتنا
و مرشدنا و وسيلتنا و مطاعنا مولانا
الحافظ الحاج المولوى خليل احمد
لا زالت شموس فيوضاته بازغة
للمقتبسين من انواره۔ ودامت
اشعة بركاته ساطعة للسالكين على

کی حد بندی کرنے والے اور فنون عالی وسافل
کے رفیع المرتبہ شخص ہیں بروج کمال کے منطقہ
اور روافض وغیرہ مبتدعین کو انقلاب سے
اعتدال کی جانب پھیرنے کے لیے بمنزلہ گرز
فلکِ ولایت کے آفتاب آسمانِ ہدایت
کے ماہتاب جن کے فیض کی گھٹاؤں سے
علم و ہدایت کے باغ لہلہا اٹھے اور جن
کے غصہ کی بجلیوں سے جہل و گمراہی کے
حوض پایاب بن گئے۔ روشن سنت کے علمبردار
بدعت سیئہ شنیعہ کے اکھاڑنے والے
ملت و دین کے رشد طالبین کے لیے
فیوضات کے قاسم، محمودِ زمانہ، جملہ
اہلِ عصر میں اشرف، مسلمانوں کے مقتدا
پسندیدہ عالم ہمارے حضرت و مرشد
اور وسیلہ و مطاع مولانا حافظ حاجی مولوی
خلیل احمد صاحب ان کے فیوضات
کے آفتاب سدا ان کا نور لینے والے
والوں کے لیے چمکتے رہیں۔ اور ان کی
برکات کی شعاعیں ان کے قدم بہ قدم
چلنے والوں پر ہمیشہ چمکتی رہیں۔ آمین
یارب العلمین۔

خطواته و آثاره، آمین یارب العلمین

وانا عبدہ الحقیر محمد ن المدعو بیحیی السهرامی المدرس فی مدرسة مظاهر علوم سهارنفور

میں ہوں بندہ ضعیف حقیر محمد یحیی سہسرامی
مدرس مدرسہ مظاہر علوم
سہارنپور

تحریر منیف ناشر العلوم العربیہ وماہر الفنون الادبیہ جناب مولانا المولوی کفایت اللہ صاحب زاد علمہ و رشدہ

الحمد لله الذی لا حیاة الا فی رضاه ولا نعیم الا فی قربه ولا صلاح للقلب ولا فلاح الا فی الاخلاص له و توحید حبه و الصلوة و السلام علی سیدنا و مولانا محمد عبده و رسوله الذی ارسله علی حین فترة من الرسل فهدی به الی اقوم الطرق و اوضح السبل و علی آله و صحبه العظام الذین هم قادة الابرار و قدوة الکرام۔ و بعد فهذه نمیقة انیقة۔ و وجیزة وثیقة الفها عمدة العلماء جهبذ الفضلاء الجامع بین الشریعة و الطریقة۔ الواقف باسرار المعرفة و الحقیقة الذی درس من المعارف و العلوم ما اندرس و احیی مراسم الملة الحنیفة الرشیدیة البیضاء

جملہ تعریفیں اس اللہ کے لیے کہ حیات اس کی رضا اور آسائش اس کے قرب میں منحصر ہے اور قلب کی صلاح و بہبودی اس کے اخلاص اور کمال محبت پر موقوف ہے۔ اور درود و سلام سیدنا و مولانا محمد ﷺ پر جو اس کے بندہ اور رسول ہیں کہ بھیجا ان کو پیغمبروں کے ختم ہو جانے پر پس ان کے ذریعہ سے سب سے اقوم راہ اور واضح طریق دکھلایا۔ اور ان کی اولاد با عظمت صحابہ پر جو سرداران نکوکاران و مقتدایان بزرگان ہیں۔ تحریر پاکیزہ اور مختصر وثیقہ جس کو تالیف کیا عمدۃ العلماء سردار فضلاء جامع شریعت و طریقت واقف رموز معرفت و حقیقت نے کہ تعلیم دی معرفتوں اور علوم کی اس کے بعد کہ محو ہو گئے تھے اور جلا یا چمکتی ملت حنیفیہ رشیدیہ کے مراسم کو اس کے بعد کہ مٹ چلے تھے بنا دیا

بعد ما كادت ان تنطمس. كهف
الكملاء خاتم الاولياء المحدث المتكلم
الفقيه النبيه سيدى و مولائى الحافظ
الحاج المولى خليل احمد لا زالت
شموس افاضته بازغة و بدور افادته
طالعة فلله دره ثم لله دره حيث
نطق بالصواب فى كل ماب وذلك
فضل الله يؤتيه من يشاء و الله
ذو الفضل العظيم و هو يهدى من
يشاء الى صراط مستقيم ولا حول و
لا قوة الا بالله العلى العظيم العبد
[illegible] محمد [illegible] الدعو بكفايت الله
جعل الله آخرته خيرا من اولاه
الكنكوهى مسكنا مدرس مدرسة
مظاهر العلوم الواقعة فى سهارنفور-

کمال، خاتم اولیاء، محدث متکلم فقیہ عاقل
سیدی و مولائی حافظ حاجی مولانا خلیل احمد
صاحب نے ان کے افاضے کے آفتاب
چمکتے اور ان کے افادوں کے ماہتاب نکلتے
رہیں۔ سو اللہ کے لیے ہے ان کی خوبی پس
اللہ کے لیے ان کی خوبی کہ ہر باب میں صواب
کہا اور یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے
دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ وہی
ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ سیدھے
راستہ کی، اور نہ پھرنا ہے نہ طاقت مگر اللہ
برتر باعظمت کے ہاتھ۔
بندہ اداہ محمد کفایت اللہ، اللہ اس کی
آخرت دنیا سے بہتر بنائے
گنگوہی بحیثیت سکونت مدرس مدرسہ
مظاہر علوم سہارنپور۔

هٰذہ

خلاصۃ تصدیقات السّادۃ العُلماء بمکّۃ المکرّمۃ

زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً وفضلاً

یہ مکۂ مکرمہ زادہ اللہ شرفاً وتعظیماً کے عُلماء کی تصدیقات کا خلاصہ ہے

جن میں سب سے مقدم حضرت شیخ العُلماء مولانا محمّد سعید بابصیل کی تصدیقِ منیف وتحریرِ لطیف ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے:-

صورۃ ما کتبہ حضرۃ الشیخ الاجل والفاضل الابجل امام العلماء ومقدام الفضلاء رئیس الشیوخ الکرام وسند الاصفیاء العظام عین اعیان الزمان قطب فلك العلوم والعرفان حضرۃ مولانا الشیخ محمّد سعید بابصیل الشافعی شیخ العلماء بمکۃ المکرمۃ والامام والخطیب بالمسجد الحرام لازال محفوفا بنعم الملك العلام

تقریظ مرقومہ شیخ اعظم صاحب فضیلتِ تامہ پیشوائے علماء ومقتدائے فضلا مشایخ کرام کے سردار اور باعظمت اصفیا میں مستند محترمِ اہلِ زمانہ وقطبِ آسمانِ علوم ومعرفت جناب حضرت مولانا شیخ محمّد سعید بابصیل شافعی شیخ علماء مکۂ مکرمہ اور امام وخطیب مسجدِ حرام ہمیشہ شاہنشاہِ علام کی نعمتوں سے گھرے رہیں۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

اما بعد فقد طالعت ھذہ الاجوبۃ للعلامۃ الفھامۃ المسطورۃ علی الاسئلۃ المذکورۃ فی ھذہ الرسالۃ فرأیتھا فی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد (حمد وصلوٰۃ کے واضح ہو) میں نے بڑے زبردست ونہایت سمجھدار عالم کے یہ جوابات جو سوالات مذکورہ کے متعلق انھوں نے لکھے

غاية الصواب شكر الله تعالى المجيب
اخي وعزيزي الاوحد الشيخ خليل
احمد ادام الله سعده واجلاله في
الدارين وكسر به رؤس الضالين
والحاسدين الى يوم الدين بجاه
المرسلين۔

امين رقمه بقلمه المرتجي من ربه
كمال النيل محمد سعيد بن محمد بابصيل
مفتي الشافعية ورئيس العلماء بمكة
المكرمة غفر الله له ولمحبيه وجميع
المسلمين

طبع الخاتم

ہیں غور کے ساتھ دیکھے پس ان کو نہایت
درجہ درست پایا حق تعالیٰ جواب لکھنے والے
میرے بھائی اور عزیز یکتا شیخ خلیل احمد
کی تحریر مشکور فرمائے اور ان کی صلاح وجلالت
کو دارین میں قائم رکھے اور ان کے ذریعے سے گمراہوں
اور حاسدوں کے سروں کو قیامت تک بجاہ سید
المرسلین توڑتا رہے آمین۔ لکھا ہے اپنے قلم سے
امیدوار کمال نیل محمد سعید خلف محمد بابصیل مفتی
شافعیہ اور شیخ علماء مکہ مکرمہ نے اللہ ان کو اور
ان کے دوستوں اور تمام مسلمانوں کو بخشے

مُہر

صورة ما كتبه حضرة الامام الجليل والفاضل النبيل منبع العلوم ومخزن الفهوم محي السنة الغراء ماحي البدعة الظلماء مولانا الشيخ احمد رشيد الحنفي لازال منغمسا في بحار لطفه الجلي والخفي۔

تقریظ مسطورہ مقتدائے صاحب جلالت وفاضل باعظمت چشمۂ علوم وخزانۂ فہوم روشن سنت کے زندہ کرنے والے تاریک بدعت کے مٹانے والے، مولانا شیخ احمد رشید حنفی، حق تعالےٰ کے لطف کے سمندر میں سدا غوطہ زن رہیں

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله عالم الغيب والشهادة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو چھپے اور کھلے کا

الکبیر المتعال والصلوٰۃ والسلام
علی سیّدنا ونبینا وحبیبنا ومرشدنا
وھادینا ومولٰنا واولٰنا محمّد و
صحبه والآل ۔ وبعد فقد تتبعت
هذه الاجوبة المنیفة الشرعیة و
المسائل اللطیفة المرعیة للعالم
المفضال انسان عین الافاضل عین
الانسان الکامل صفوة الاماثل بقیة
الاوائل قامع الشرك ماحی البدع
مبیل اهل الزیغ والضلال سیف
الله علی رقاب المارقة المبتدعة
الضلال المحدث الوحید والفقیه
الفرید سیدی ومولائی وملاذی حضرة
الحافظ الحاج الشیخ خلیل احمد لا
زال ولم یزل مؤیدا من مولانا ذی
الجلال فلله درمن فاضل ادیب و
عارف اریب ومتکلم لبیب حیث
تصدی لحمایة الشرع الشریف وقایة
الدین الحنیف وصیانة المذهب
المنیف ناعلی منار الحق ورفع معالم
الهدی وقوی بنیانه وتشید ارکانه و

جاننے والا بڑائی اور علو والا ہے اور درود وسلام
ہمارے سردار نبی اور محبوب و مرشد اور
ہادی و مولا اور سب سے بہتر محمد اور ان کے
صحابہ و اولاد پر میں نے ان لطیف مسائل شرعیہ
کے جوابات علیہ کو خوب غور سے دیکھا جو ایسے
شخص کے لکھے ہوئے ہیں جو بڑے صاحب
فضل عالم اور فضلاء کی آنکھوں کی پتلی اور صاحب
کمال انسان کی آنکھ ہمعصروں میں منتخب اور سلف
کا نمونہ ہیں شرک کے اکھیڑنے والے بدعتوں کے
مٹانے والے کجی و گمراہی والوں کو تباہ کرنے والے
اور بددین سرکش بدعتیوں کی گردنوں پر اللہ کی
تلوار بنے ہوئے ہیں۔ محدث یگانہ اور فقیہ یکتا
یعنی سیدی و مولائی و ملاذی حضرت حافظ حاجی
شیخ خلیل احمد صاحب حق تعالیٰ کی طرف سے
ہمیشہ ہمیشہ ان کی تائید ہوتی رہے پس اللہ
ہی کے لیے ہے خوبی ان فاضل ادیب اور
صاحب معرفت عاقل اور ماہر کلام دانا کی کہ
شرع شریف کی حمایت اور دین مبین کی
حفاظت اور مذہب حق کی نگہبانی کے لیے کھڑے
ہوئے اور حق کا منارہ اونچا کر دیا، ہدایت کے
نشان بلند کیے اس کی بنیاد مضبوط کی۔ اسکے ستون

وضح برهانه فما احسن بيانه وما
اطلق لسانه وما افصح بتيانه. فلعمري
لقد كشف الغطاء وازال العماء و
الجم العداء والبسهم ثوب الهوان
والردى وانار للمسترشدين سبل
الهدى ميز الخبيث من الطيب و
بين الحق والصواب ووافق السنة
والكتب واظهر العجب العجاب ان
فى ذلك لذكرى لاولى الالباب ازال
ريب المرتابين وفضح تلبيس الملبّسين
وفرق جمع المحرّفين وشتت شمل
المفسدين وبدد حزب الملحدين و
فتت اكباد المبتدعين وكسر جند
الضالين وهزم افواج المضلين واهلك
اعداء الدين وخذل المغيّرين المبدلين
واخزى اخوان الشياطين وابطل
عمل المشركين فقطع دابر القوم الذين
ظلموا والحمد لله رب العلمين۔
وكيف لا الا ان حزب الله هم الغلبون
فلله دره ثم لله دره اجاب فاباد
واصاب جزاه الله عن الاسلام و

محکم کیے اور اس کی دلیل واضح کر دی کتنا سلیس
بیان اور کتنی صاف زبان اور کیسی فصیح تقریر ہے
کہ واقعی پردہ اٹھا دیا اور اندھاپن دُور کر دیا
دشمنوں کی زبان بند کر دی اور ان کو ذلت و
ہلاکت کے کپڑے پہنا دیے اور طالبان ہدایت
کے لیے حق کے راستے روشن کر دیے۔ گندے کو
پاک سے جُدا اور درست وصحیح کو ظاہر کر دیا،
اور حدیث وقرآن کی موافقت کی اور عجیب
مضامین بیان فرمائے۔ واقعی اس میں اہلِ عقل
کے لیے پوری نصیحت ہے۔ اہل شک کا شک
زائل کر دیا اور خلط ملط کرنے والوں کی گڑبڑ کھول
دی۔ تحریف کرنے والوں کا گروہ منتشر بنا دیا اور فتنہ
پردازوں کا اجتماع متفرق اور ملحدوں کی جماعتوں کو
تباہ کر دیا۔ بدعتیوں کے کلیجے پھاڑ دیے اور گمراہوں
کے لشکروں کو توڑ دیا اور گمراہ کرنے والوں کی سپاہ
کو بھگا دیا۔ دین کے دشمنوں کو ہلاک اور تغیر وتبدل
کرنے والوں کو خوار کیا شیطان کے بھائیوں کو
ذلیل بنایا اور مشرکوں کے کردار باطل کر دیے پس
ستمگاروں کی جڑ ہی کٹ گئی۔ اللہ رب العلمین کا شکر
ہے اور کیوں نہ ہو اللہ کا گروہ ہمیشہ غالب ہی
رہا ہے۔ پس اللہ کے لیے ہے مولانا کی خوبی

المسلمين افضل الجزاء امين بجاه
سيد المرسلين والحمد لله اولا واخرا
وباطنا وظاهرا وصلى الله على قرة
اعيننا سيدنا محمد خاتم جميع الانبياء
واله وصحبه ومن تبعهم واهتدى
بهديهم وسلك سبيلهم واتبع
طريقهم وسار على منهجهم الى
يوم الدين امين امين امين امين
امين لا ارضى بواحدة حتى اضيف
اليه الف امينا۔

قال بفمه وكتبه بقلمه الفقير الى
ربه التواب راجي رحمة الله الوهاب
عبده وعابده احمد رشيد خان
نواب المكي عفى الله عنه وعن والديه
وتجاوز عن سيأتهم بجاه النبي
الاواب شافع المذنبين يوم الحساب
حرره يوم الخميس التاسع عشر من
شهر ذى الحجة الحرام الذى هو من
شهور السنة ١٣٢٨ الثامنه والعشرين
بعد الثلثمائة والالف من هجرة من
له العز والشرف عليه افضل الصلوة واكمل السلام واتم التحية امين !

کہ جو جواب دیا درست و صحیح دیا۔ اللہ ان کو اسلام
اور اہلِ اسلام کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے
آمین بجاہ سید المرسلین اور اللہ ہی کو زیبا ہے ہر
قسم کی تعریف اول و آخر اور ظاہر و باطن اور
روز قیامت تک رحمت نازل فرمائے حق تعالیٰ
ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک سیدنا محمد پر جو تمام انبیا
کی مُہر ہیں اور ان کی اولاد و صحابہ پر اور ان پر
جو ان کے تابع ہیں اور ان کی روش اختیار کریں
اور ان کی راہ چلیں اور ان کے طریقہ کا اتباع کریں
اور ان کے راستے کو مسلک بناویں۔ آمین آمین
آمین آمین آمین ایک بار آمین کہنے پر راضی نہ ہونگا
یہاں تک کہ ہزار بار آمین کہی جائے۔

کہا اپنی زبان سے اور لکھا قلم سے اپنے
تواب پروردگار کے محتاج اور بخشش ہائے خدا کی
رحمت کے امیدوار بندہ احمد رشید خاں نواب
مکی نے اللہ ان کی اور ان کے والدین کی خطاؤں
سے درگزر کرے اور معاف فرماوے۔ بجاہ
شفیع گناہ گاراں بیوم قیامت۔

یوم پنجشنبہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ نبوی

طبع الخاتم

صورة ما كتبه حضرة امام الاتقياء السالكين ومقدام الفضلاء العارفين جنيد زمانه واوانه شبلی دهره وزمانه مخدوم الانام منبع الفيوض للخواص والعوام جناب الشيخ محب الدين المهاجر المكى الحنفی لا زال بحر جوده زاخرًا وبدر فيضه لامعاً

تقریظ مسطورہ پیشوائے اتقیا رسالکین ومقتدائے فضلاء عارفین جنید زمانہ شبلی وقت مخدوم الانام چشمہ فیض برائے خواص وعوام جناب شیخ مولانا محب الدین صاحب مہاجر مکی حنفی ان کے سخا کا سمندر موجزن اور فیضان کا ماہتاب روشن رہے۔

الاجوبة صحيحة

تمام جوابات صحیح ہیں۔

حرره خادم الولی الكامل حضرة الشيخ امداد الله عليه رحمة الله محب الدين مهاجر مكة معظمة۔

لکھا اس کو ولی کامل شیخ حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ کے خادم محب الدین مہاجر مکہ معظمہ نے۔

صورة ما كتبه رئيس الاتقياء الصلحين وامام الاولياء العارفين مركز دائرة الفنون العربية وقطب سماء العلوم العقلية جناب الشيخ محمد صديق الافغانی المكی۔

تقریظ جو تحریر فرمائی نیکو کار پرہیز گاروں کے سردار اولیاء اور عارفین کے پیشوا دائرۂ فنون عربیہ کے مرکز اور آسمان علوم عقلیہ کے قطب جناب مولنا شیخ محمد صدیق افغانی نے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی لا يغفر ان يشرك به

سب تعریف اس اللہ کو جو شرک کو نہ بخشے گا،

ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء كما
قال تعالى ربكم اعلم بكم ان يشاء
يرحمكم او ان يشاء يعذبكم وما
ارسلنك عليهم وكيلا والذى قال و
من كفر بالله وملئكته وكتبه ورسله
واليوم الأخر فقد ضل ضلالا بعيدا
والصلوة والسلام على من قال من
قال لا اله الا الله دخل الجنة قال
ابوذر يا رسول الله وان زنى وان
سرق قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم وان زنى وان سرق على رغم
انف ابى ذر فالله علم الغيب والشهادة
لانه من تلقاء ذاته تعالى فالله متكلم
من تلقاء نفسه واما رسول الله صلى
الله عليه وسلم فهو مخبر لما اوحى اليه
جليا كان او خفيا كما قال الله تعالى
وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى
يوحى الذى كتب مولانا الشيخ خليل
احمد فى هذه الرسالة فهو حق صحيح
لا ريب فيه وماذا بعد الحق الا
الضلال وهو معتقدنا ومعتقد

اور اس کے سوا جس گناہ کو چاہے بخش دے گا
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارا
رب تم کو خوب جانتا ہے اگر چاہے تم پر رحم
فرمائے اور اگر چاہے تم کو عذاب دے اور اے
محمد ہم نے تم کو لوگوں پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا اور
فرمایا کہ جس نے کفر کیا، اللہ اور اس کے فرشتوں
اور کتابوں اور پیغمبروں اور یوم قیامت کا تو
بیشک وہ پرلے درجہ کی گمراہی میں پڑا اور درود وسلام
اس ذات پر جس نے ظاہر فرمایا کہ جس نے لا الٰہ الا اللہ
کہا وہ جنتی ہوا حضرت ابوذرؓ نے یہ سن کر عرض
کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ زنا اور چوری کرے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگرچہ
زنا کرے اگرچہ چوری کرے، ابوذرؓ کو ناگوار ہو
تو ہوا کرے اللہ ہی کو علم ہے غائب و حاضر کا
کیونکہ علم اس کا ذاتی ہے پس اللہ تعالیٰ متکلم ہے
بذاتہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر دینے
والے ہیں جو آپ کی طرف اللہ وحی فرماتا ہے خواہ
جلی ہو یا خفی جیسا کہ ارشاد فرمایا حق تعالیٰ نے
اور محمد نہیں بولتے خواہش نفس سے ان کا ارشاد
تو بس وحی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے جو
کچھ مولانا شیخ خلیل احمد صاحب نے اس رسالہ میں

مشائخنا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

وانا العبد الضعیف محمد صدیق الافغانی المہاجر۔

لکھا ہے وہ حق صحیح ہے جس میں کچھ شک نہیں اور حق کے بعد کچھ نہیں بجز گمراہی کے اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رضی اللہ عنہم کا۔ میں ہوں بندہ ضعیف محمد صدیق افغانی مہاجر مکہ مکرمہ

چونکہ جناب شیخ العلماء حضرت محمد سعید بابصیل تمام علماء مکہ مکرمہ زید شرفاً وفضلاً کے سردار اور ان کے امام ہیں لہٰذا ان کی تصدیق وتقریظ کے بعد کسی عالم کی علماء مکہ معظمہ میں سے تقریظ کی حاجت نہیں مگر تاہم مزید اطمینان کے واسطے جن بعض علماء مکہ مکرمہ کی تصدیقیں بلاجد وجہد حاصل ہوئیں وہ ثبت کر دی گئیں اور اسی وجہ سے اس وقت تنگ میں جو کہ بعد از حج قبل از روانگی مدینہ منورہ زید شرفاً وفضلاً جو تصدیقیں میسر ہوئیں انھیں پر اکتفا کیا گیا۔ حالانکہ مخالفین نے اپنی سعی مخالفت وغیرہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا اور اسی وجہ سے جناب مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب نے بعد اس کے کہ تصدیق کر دی تھی، مخالفین کی سعی کی وجہ سے اپنی تقریظ کو بحیلۂ تقویت کلمات لے لیا اور پھر واپس نہ کیا۔ اتفاق سے ان کی نقل کر لی گئی تھی۔ سو ہدیۂ ناظرین ہے:۔

تقریظ مولٰنا العلام الامام الہمام الفقیہ الزاہد الفاضل الماجد حضرۃ مولٰنا الشیخ محمد عابد مفتی المالکیہ ادام اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی وفق من شاء من عبادہ السادۃ الاتقیاء لاقامۃ منار الدین یقمع کل منابذ لشریعۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وکل منتم الیہ۔ اما بعد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ کو جس نے اپنے متقی بندوں میں جس کو چاہا دین کا منارہ قائم رکھنے کی توفیق بخشی کہ شریعت محمدیہ کے ہر مخالف اور جھوٹی نسبت کرنے والے کا قلع قمع کرے۔ اما بعد میں اس تحریر اور جو کچھ ان چھبیس سوالات پر تقریر ہوئی ہے

قد اطلعت بهذا التحرير وعلى جميع
ما وقع على هذه الاسئلة الستة و
العشرين من التقرير فوجدته هو الحق
المبين وكيف لا وهو تقرير عضد
الدين عصام الموحدين الا ان
محمود تفسيره كشاف لآيات التمكين
فضلة الحاج خليل احمد لازال على
معراج الهداية يصعد فليسعد آمين
اللهم آمين!
امر برقمه مفتي المالكية حالا
بمكة المكرمة محمد عابد بن حسين

سب پر مطلع ہوا تو میں نے اس کو لکھا ہوا حق
پایا اور کیوں نہ ہو یہ تقریر ہے دین کے بازو
مسلمانوں کے پناہ کی کہ جن کا عمدہ بیان آیات
تمکین کا واضح کرنے والا یعنی بزرگ حاجی
خلیل احمد صاحب ہدایت کی معراج پر سدا
چڑھتے اور صاحب نصیب رہیں۔ آمین
آمین اللّٰہم آمین۔
حکم کیا اس کے لکھنے کا محمد عابد بن حسین
مفتی مالکیہ نے۔

طبع الخاتم

تقریظ الشیخ الاجل والحبر الاکمل حضرۃ مولانا محمد علی بن حسین مالکی مدرس حرم شریف برادر مفتی صاحب ممدوح انار اللہ برہانہٗ۔

الحمد لله على آلائه والصلوٰة
والسلام على سيد انبيائه سيدنا محمد
وعلى آله الكرام واصحابه السادة القادة
الاعلام. اما بعد فيقول العبد الحقير
المالكي محمد علي بن حسين احمد
الامام والمدرس بالمسجد المكي اني

تمام حمد اللہ کے لیے ہے، اس کی نعمتوں پر
اور درود و سلام سردار انبیا، سیدنا محمد اور ان
کی اولاد کرام و اصحاب عظام پر۔
اما بعد کہتا ہے بندہ حقیر محمد علی بن حسین احمد
مالکی مدرس و امام مسجد حرام کہ علماء محقق یگانہ
مولوی حاجی حافظ شیخ خلیل احمد نے

وجدت ما حرره العالم العلامة
المحقق الاوحد فضلة الحاج الحافظ
الشیخ خلیل احمد علی هذه الاسئلة
الستة والعشرین هو الحق الذی لا یاتیه
الباطل من بین یدیه ولا من خلفه
عند جمیع المحققین فجزاه الله تعالیٰ
خیر الجزاء ووفقنا وایاه دائما لصالح
الاعمال الحمیدة وحسن الثناء
آمین اللّٰهم آمین !
کتبه الامام المدرس بالمسجد
المکی محمد علی ابن حسین المالکی

ان چھبیس سوالوں پر جو کچھ لکھا ہے، تمام
محققین کے نزدیک وہی حق ہے کہ باطل
نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے
پس اللہ ان کو جزائے خیر دے اور ہمیں اور
ان کو ہمیشہ نیک اعمال اور حسن ثنا کی توفیق
بخشے۔ آمین اللّٰھم آمین !
لکھا محمد علی بن حسین مالکی مدرس و
امام مسجد مکی نے

طبع الخاتم

خلاصۂ تصادیقِ علمائے مدینۂ منوّرہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً

سب سے اول امام فقہاء زمانہ، رئیس محدثینِ وقت، مرکز علومِ عقلیہ، منبعِ معارفِ نقلیہ، قطب فلکِ تحقیق و تدقیق، شمس سماء الامانت والتصدیق حضرت مولانا سیّد احمد برزنجی شافعی سابق مفتی آستانۂ نبویہ دامت فیوضہم کے رسالہ کا ملخص تین مقام سے لکھتے ہیں :۔

وقد كتب الفاضل العالم فی اول رسالته المسمّٰی تثقیف الکلام ما نصه:

مولانا ممدوح نے شروع رسالہ میں یوں تحریر فرمایا ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی له الکمال المطلق فی ذاته وصفاته المنزہ عن الحدوث وسماته الحکیم فی افعاله الصادق فی اقواله۔ عزّ ثناءہ تعالٰی جدہ و وجب علینا شکرہ وحمدہ والصلٰوۃ والسلام علٰی سیّدنا ومولانا محمد الذی بعثه اللہ رحمة للعٰلمین و جعل وجودہ نعمة عامة للاولین و الاٰخرین وختم بنبوته ورسالته نبوة الانبیاء ورسالة المرسلین وعلٰی اٰله واصحابه وکل من تمسک بهدیه

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف زیبا ہے اللہ کو جس کے لیے اس کی ذات وصفات میں کمال مطلق ثابت ہے منزّہ ہے حدوث اور اس کی علامات سے حکیم ہے اپنے افعال میں سچا ہے اپنے اقوال میں معزز ہے اس کی ثنا اور عالی ہے اس کی شان واجب ہے ہم پر اس کا شکر اور اس کی حمد اور درود سلام ہمارے سردار و مولا محمدؐ پر جن کو بھیجا اللہ نے دنیا جہان کے لیے رحمت بنا کر اور ان کا وجود بنایا تمام اگلے پچھلوں کے لیے نعمت اور ختم کیا ان کی نبوت و رسالت پر جملہ انبیاء کی نبوت اور رسولوں کی رسالت کو اور سلام ان کی اولاد و

الی یوم الدین اما بعد فقد قدم علینا
بالمدینة المنورة والرحاب النبوة
المطهرة جناب العلامة الفاضل و
المحقق الکامل احد العلماء
المشهورین بالهند الشیخ خلیل احمد
حین تشرف بزیارة خیر الانام سید
الانام والمرسلین العظام سیدنا ومولانا
محمد علیه افضل الصلوٰة والسلام
وقدم الینا رسالة مشتملة علی اجوبة
اسئلة واردة الیه من بعض العلماء
لکشف عن حقیقة مذهبه ومذهب
معتقد مشائخه الفضلاء وطلب
منی ان انظر فی تلك الاجوبة بعین
الانصاف ومجانبة الانحراف عن
الحق وترك الاعتساف فجمعت ما
فی هذه الورقات مما اراه الیه
نظری من التحقیقات مقتبسا لها
من مشکوٰة ائمة الدین المقتدی بهم
فی المتمسك بحبل الله المتین لاجابة
لمطلوبه وتلبیة لمرغوبه وسمیته کمال
التثقیف والتقویم لعوج الافهام عما

اصحاب اور تمام ان لوگوں پر جو ان کے طریقہ
پر چلیں قیامت کے دن تک، اما بعد ہمارے
پاس تشریف لائے مدینہ منورہ اور آستانہ نبویہ
میں جناب علامہ فاضل اور محقق کامل ہند کے
مشہور علماء میں سے ایک مولانا شیخ خلیل احمد
صاحب بہترین خلق سید الانام و مرسلین سیدنا و
مولانا محمد علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی
زیارت سے مشرف ہونے کے وقت، اور ایک
رسالہ پیش فرمایا جس میں ان سوالات کے
جوابات تھے جو ان کے مذہب اور عقائد اور
ان کے صاحب فضل مشائخ کے عقیدوں کی
حقیقت و ماہیت ظاہر کرنے کے لیے ان کی
جانب کسی عالم کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور
شیخ ممدوح مجھ سے اس امر کے خواہاں ہوئے کہ
میں ان جوابات میں نظر کروں چشم انصاف سے
اور حق سے انحراف کرنے سے بچ کر اور زیادتی
چھوڑ کر پس میں نے ان کی خواہش کے موافق
اور آرزو پوری کرنے کو ان اوراق میں جہاں
تک میری نظر پہنچی وہ تحقیقات جمع کر دیں جن
کو ان کے پیشوایان دین کے چراغدان سے اخذ
کیا ہے جن کا اقتدا کیا جاتا ہے، اللہ کی مضبوط

يجب لكلام الله القديم وسبب
تسميتي له بهذا الاسم ان الكلام
على الاجوبة التي اجابها عن تلك
الاسئلة وان كان متنوعا متعلقا
باحكام شتى من الفروع والاصول
اهمها ما يتعلق بوجوب الصدق في
كلام الله تعالى النفسي واللفظي و
لهذه الاهمية قدمت الكلام على
هذا المبحث على الكلام على غيره
من تلك الاجوبة بالله المستعان و
منه التوفيق وعليه التكلان۔

رہی کے مضبوط تھامنے میں اور میں نے اس کا نام
کمال التحقیق والتقدیم لعروج الافہام عما یجب
لکلام اللہ القدیم رکھا اور اس رسالہ کے یہ نام رکھنے
کی وجہ یہ ہے کہ رسالہ میں جن سوالات کے جوابات
دیئے ہیں اگرچہ قسم قسم کے اور فروع واصول کے
مختلف احکامات کے متعلق ہیں مگر سب سے زیادہ
اہم وہ مسئلہ ہے جو حق تعالیٰ کے کلام نفسی ولفظی
میں صدق کے ضروری ہونے سے متعلق ہے اور
اسی کے اہم ہونے کی وجہ سے اس بحث پر گفتگو
دوسرے جوابوں پر مقدم اور اللہ ہی سے مدد چاہی
جاتی ہے اور اسی پر بھروسہ۔ اس کے بعد کلام
لفظی ونفسی کی تحقیق اور اس میں صدق وکذب
کی تشریح اور علماء مذہب کی تنقید واختلاف نقل فرمائے

وقال في وسط رسالته الشريفة
في اخر المبحث الاول ما نصه
وبعد اطلاعك على هذا البيان الشافي
وادراكك له بالفهم السليم الكافي
تعلم ان ما ذكره الفاضل الشيخ
خليل احمد في جواب الثالث و
العشرين والرابع والعشرين والخامس
والعشرين كلام معروف في كثير من

اور اپنے رسالہ شریفہ کے وسط میں
پہلی بحث کے آخر یوں تحریر فرماتے ہیں:۔
اور جب اے مخاطب تو اس شافی بیان
پر مطلع ہو گیا اور کافی فہم سلیم کے ذریعہ سے اس کو
سمجھ لیا تو معلوم کرلے گا کہ جو کچھ فاضل شیخ
خلیل احمد نے تئیس وچوبیس وپچیس سوال
کے جواب میں ذکر کیا ہے وہ موجود ہے بہتیرے
معتبر اور متاخرین علماء کلام کی متداول کتابوں

الکتب المعتبرة المتداولة لعلماء الکلام
المتأخرین کالمواقف والمقاصد و
شروح التجرید والمسایرة وغیرها و
محصل تلك الاجوبة التی ذکرها
الشیخ خلیل احمد موافقة علماء
الکلام المذکورین فی مقدوریة مخالفة
الوعد والوعید والخبر الصادق لله
تعالیٰ فی الکلام اللفظی المستلزمة
للامکان الذاتی فی ذلك عندهم مع
الجزم والقطع بعدم وقوعها وهذا
القدر لا یوجب کفرا ولا عنادا و
لا بدعة فی الدین ولا فسادا کیف
قد علمت موافقة کلام العلماء الذین
ذکرناهم علیه کما رأیته فی کلام
المواقف وشرحه الذی نقلناه قریبا
فالشیخ خلیل احمد لم یخرج عن
دائرة کلامهم لکن اقول مع هذا
نصیحة له ولسائر علماء الهند انه
ینبغی لهم عدم الخوض فی هذه
المسائل الغامضة واحکامها
الدقیقة التی لا یفهمها الا الواحد

میں مثلاً مواقف اور مقاصد اور تجرید و مسایرہ وغیرہ
کے شروحات میں اور خلاصہ ان جوابات کا جن
کو شیخ خلیل احمد نے ذکر کیا ہے مذکورہ علماءٔ
کلام کی اس مضمون میں موافقت ہے کہ کلام لفظی
میں اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور وعید اور سچی خبر کا
خلاف کرنا حق تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہے
جو ان کے نزدیک امکان ذاتی کو مستلزم ہے
مع اس امر کے جزم اور یقین کے کہ اس خلاف
کا وقوع ہرگز نہ ہوگا اور اتنا کہنے سے نہ کفر لازم
آتا ہے نہ عناد اور نہ دین میں بدعت اور فساد
اور کیسے لازم آسکتا ہے حالانکہ تو معلوم کرچکا ہے
کہ یہ مذہب بالکل موافق ہے ان کے جن کا ذکر
ہم اوپر کرچکے ہیں چنانچہ تو مواقف اور اس کی
شرح وغیرہ کی عبارتیں جن کو ہم نے ابھی نقل
کیا ہے دیکھ چکا ہے پس شیخ خلیل احمد ان
حضرات علماء کے دائرہ سے باہر نہیں ہیں لیکن
باوجود اس کے میں ان سے اور نیز تمام علماء
ہند سے بطور نصیحت کہتا ہوں کہ سب علماء
کو مناسب ہے کہ ان باریک مسائل اور ان
دقیق احکام میں خوض نہ کیا کریں جن کو عوام تو
کیا سمجھیں گے بڑے علماء میں سے بھی بجز

بعد الواحد من فحول العلماء المحققین
فضلاً عن غیرهم فضلاً عن عوام المسلمین
لانهم اذا قالوا ان مقدوریة مخالفة
الوعید والخبر الالٰهی لله تعالیٰ مستلزمة
لامکان الکذب فی الکلام اللفظی المنسوب
الیه تعالیٰ بالذات لا بالوقوع واشاعوا
ذٰلک بین عامة الناس تبادرت اذهانهم
الیٰ انهم قائلون بجواز الکذب فی کلام
الله تعالیٰ فحینئذ یکون شان اولئک
العامة مترددا بین الامرین الاول
یتلقوا ذٰلک بالقبول علی الوجه الذی
فهموه فیقعوا فی الکفر والالحاد الثانی
ان لا یتلقوه بالقبول وینکروه غایة
الانکار ویشنعوا علیٰ قائله غایة التشنیع
وینسبوهم الی الکفر والالحاد وکلا
الامرین فساد فی الدین عظیم فلاجل
ذٰلک یجب علیهم عدم الخوض فی هذه
المسائل الا عند الاضطرار الشدید
مع توجیه الخطاب الی ذی قلب یلقی
السمع وهو شهید وقد وفقنا الله
بهدایته وارشاده لسلوک السبیل

ایک دو اخص الخواص عالم کے دوسرے عالم بھی
نہیں سمجھ سکتے۔ اس لیے کہ جب وہ کہیں گے کہ اللہ
کی دی ہوئی خبر اور وعید کے خلاف کرنا اللہ تعالیٰ
کی قدرت میں داخل ہے اور واقعی اس سے لازم
آیا اس کلام لفظی میں جو اللہ کی طرف منسوب ہے
کذب کا امکان بالذات نہ بالوقوع اور اس کو
پھیلائیں گے تمام لوگوں میں تو عوام کے ذہن فوراً
اسی طرف جائیں گے کہ یہ لوگ کلام خداوندی میں
کذب کے جواز کے قائل ہیں پس اس وقت ان عوام
کی حالت ان دو امر میں متردد ہوگی کہ یا تو جس طرح
ان کی سمجھ میں آیا ہے اسی کو قبول کر کے مان لیں گے
پس کفر و الحاد میں گر پڑیں گے اور یا یہ کہ اس کو
قبول نہ کریں گے اور پوری طرح انکار کرینگے اور
اس کے قائل پر طعن و تشنیع کرینگے اور ان کو کفر و الحاد
کی طرف نسبت کرینگے اور یہ دونوں باتیں دین
میں فساد عظیم ہیں پس اس وجہ سے ان پر واجب
ہے کہ ان مسائل میں خوض نہ کریں ہاں اگر کوئی
سخت ضرورت ہی پیش آجائے تو مجبوری ہے
کہ ایسے شخص کو مخاطب بنا کر مطلب سمجھاویں، جو
صاحب دل ہو کہ متوجہ کان لگا کر سنے اور ہم کو
اللہ نے توفیق عطا فرمائی ہے اپنے ارشاد اور

التی فیها التخلص من الوقوع فی هذه الخطر العظیم بالوجه الصحیح المستقیم والحمد لله رب العلمین۔

ہدایت سے اس راستہ پر چلنے کی جس میں اس بڑے خطرے میں واقع ہونے سے نجات ہے صحیح و مستقیم صورت سے اور اللہ کا شکر ہے جو پالنے والا ہے تمام جہان کا۔

وقال فی اختتام رسالته الشریفة ما نصّه۔

اور فرمایا اپنے رسالہ شریفہ کے آخر میں جس کی عبارت یہ ہے:

و اذا وصل بنا الکلام الی هذا المقام فنقول قولا عاما شاملا لجمیع هذه الرسالة المشتملة علی ستّة و عشرین جوابا التی قدمها الینا العلامة الفاضل الشیخ خلیل احمد للنظر فیها وتأمل ما فیها من الاحکام انا لم نجد فیها قولا یوجب الکفر و الابتداع ولا ما ینتقد علیه انتقاداً ما الا هذه المواضع الثلاثة التی ذکرناها ولیس فیها ما یوجب الکفر و الابتداع ایضا کما علمت ذلك من کلامنا فیها و من المعلوم انه لا یسلم کل عالم الف کتابا من العثرات فی بعض المواضع من کلامه فقد ما قیل من الف فقد استهدف وقال الامام

اور جب اس مقام تک تقریر پہنچ چکی تو اب ایک قول عام بیان کرتے ہیں جو اس تمام رسالہ کے ان چھبیس جوابات پر مشتمل ہے جس کو علامہ فاضل شیخ خلیل احمد نے اس میں نظر کرنے اور اس کے احکامات میں غور کرنے کے لیے ہمارے سامنے کیا ہے کہ واقعی ہم نے ایک بات بھی اس میں ایسی نہیں پائی جس سے کفر یا بدعتی ہونا لازم آئے بلکہ ان تین مسائل کے علاوہ جن کو ہم نے ذکر کیا ہے کوئی مسئلہ بھی ایسا نہیں جس پر کوئی باریک بینی اور کسی انتقاد کی گنجائش ہو اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کوئی عالم جو کتاب تصنیف کرے اپنی تحریر میں کسی مقام پر لغزش کھا جانے سے سالم نہیں رہ سکتا چنانچہ یہ مثل مشہور ہے قدیم سے کہ جو مؤلف بنا وہ نشانہ بنا اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

مالك رضى الله تعالىٰ عنه ما منّا	فرمایا ہے کہ ہم میں کوئی بھی ایسا نہیں جس
الّا رادّ و مردود عليه الّا صاحب هٰذا	نے دوسرے پر رد نہ کیا ہو یا جس پر رد نہ
القبر الكريم يعنى قبره صلّى الله	ہوا ہو، بجز اس بزرگ قبر والے یعنی سیّدنا محمّد
عليه وسلم وحسبى الله وكفى والحمد	صلّی اللہ علیہ وسلم کے اور ہم کو اللہ کافی و
ربّ العلمين۔ ثم جمعها وكتابتها فى	وافی ہے اور سب تعریف اللہ کو جو رب ہے
اليوم الثانى من شهر ربيع الاوّل عام	تمام عالم کا
الف وثلاثمائة وتسع وعشرين من	ختم ہوئی اس رسالہ کی ترتیب و
الهجرة النبوية على صاحبها افضل	کتابت دوسری ماہ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ کو۔
الصّلوٰة وازكى التحيّة۔	

شیخ ممدوح کے اس رسالہ پر جو بہ تمامہا علیحدہ طبع ہو چکا ہے اور اس مختصر رسالہ میں جس کا مقصود اجوبہ مذکورہ پر تقریظ و تنقید کرنے والے اصحاب کی عبارت و مواہیر کا نقل کرنا ہے اس رسالہ کے اوّل و آخر و وسط تین مقامات لکھ دیے گئے ہیں۔ بمفصلۂ ذیل علماء کی مواہیر ثبت ہیں:۔

المدرس مدرسة الشفا	المدرس فى الحرم النبوى البخارى الحنفى	خادم العلم بالحرم الشريف النبوى
موسى عمر ۱۳۲۲	ملا محمد خان ۱۳۲۶	راجى فيض الكريم خليل بن ابراهيم ۱۳۰۵
شيخ المالكية بحرم خير البرية	خادم العلم بالمسجد الشريف النبوى	خادم العلم بالحرم الشريف النبوى
السيّد احمد الجزائرى	عمر بن حمدان المحرسى	محمد العزيز الوزير التونسى
خادم العلم بالمسجد النبوى	محمد زكى البرزنجى	محمد السوسى الخيارى

من مشاهير علماء العرب
احمد بن المامون البلغيثى ۱۳۲۸

خادم العلم الشريف فى دمشق الشام و خطيب جامع السروجى
محمّد توفيق

خادم العلم والمدرس فى باب السلام
موسى كاظم بن محمّد

خادم العلم بالمسجد الشريف
احمد بن محمّد خير الحاج العباسى

خادم العلم الشريف فى بلدة النبى صلى الله عليه وسلم
ابن نعمان ۱۳۲۶ محمّد منصور

خادم العلم بالحرم الشريف النبوى
معصوم ۱۳۰۲ احمد سيّد

من علماء العرب
عبد الله القادر بن محمد بن سودة العربى وابيه

الفقير اليه عز شانه احمد ابو الخير الشهير بالعطار الدمشقى
يسين عفى عنه ۱۳۲۶

المدرس بالحرم الشريف النبوى
ملّا عبد الرحمن

خادم العلم بالحرم الشريف النبوى
محمود عبد الجواد

خادم بالحرم الشريف النبوى
احمد بساطى

خادم العلم بالحرم الشريف النبوى
محمّد حسن سندى

خادم العلم فى الحرم الشريف النبوى
احمد ابن احمد اسعد

الفقير النابلسى الحنبلى خادم العلم بالحرم النبوى
عبد الله ۱۳۲۸

خادم العلم بالحرم الشريف النبوى
محمد بن عمر الفلانى

صورة ما كتبه على اصل الرسالة حضرة شيخ العلماء الكرام وسند الاصفياء العظام محى السنّة الغراء وعضد الملة البيضاء رئيس السادة العظام ومقدام الفضلاء الفخام جناب الشيخ احمد بن محمّد خير الشنقيطى المالكى المدنى لا زالت بحار فيضه زاخرة امين -

نقلِ تقریظ جس کو اصل رسالہ اجوبہ پر تحریر فرمایا حضرت شیخ علماء کرام اور سند اصفیاء عظام روشن سنّت کے زندہ کرنے والے اور شغاف ملت کے بازو سرداران با عظمت کے مقتدا، اور جلالت مآب صاحبان فضل کے پیشوا جناب شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی مالکی مدنی نے سدا ان کے فیضان کے سمندر موجزن رہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لمستحقه والصلٰوة و السلام علی افضل خلقه اما بعد لما اطلعت علی رسالة الاستاذ المحقق والحبر المدقق الشیخ خلیل احمد لازال مشمولا بتوفیق الملك الصمد وملحوظا بعناية الواحد الاحد وجدت ما فيها موافقا لمذهب اهل السنة كله ولم يبق للتكلم مجالا الا فی مسئلة القيام عند ذكر مولده الشريف والاحوال التی تعرض لذلك والحق كما اشار اليه الشيخ بل صرح ببعضه ان المولد الشريف ان كان سالما مما يعرض له من المنكرات فهو امر مستحب محمود شرعا كما هو المعروف عند اكابر العلماء جيلا بعد جيل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد اس ذات کو جو اس کا مستحق ہے اور درود و سلام بہترین مخلوق پر اس کے بعد واضح ہو کہ میں نے صاحب تحقیق استاذ اور صاحب تدقیق علامہ شیخ خلیل احمد کے رسالہ کا مطالعہ کیا بے نیاز شاہنشاہ کی توفیق سدا ان کے شاملِ حال رہے اور یکتا و یگانہ خدا کی عنایت ان پر دائم رہے جو کچھ اس میں ہے بالکل مذہب اہل سنت کے موافق پایا اور کسی مسئلہ میں گفتگو کی گنجائش نہ پائی بجز ذکر مولود شریف کے وقت مسئلہ قیام اور ان حالات میں جن سے تعرض کیا ہے اور حق وہ ہے جیسا کہ شیخ نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا بلکہ بعض کی تصریح بھی کر دی ہے کہ مولود شریف اگر عارضی نامشروع باتوں سے سالم ہو تو وہ فعل مستحب اور شرعاً پسندیدہ ہے چنانچہ مدت سے اکابر علماء کے نزدیک معروف ہے اور اگر مراد

وقرنا بعد قرن ان لم يسلم من
المنكرات كما ذكره الاستاذ انه
يقع في الهند مثلا واما في غير الهند
بالنادر وقوعه بل لانسمع بشئ مما
ذكر انه يقع في الهند واقع في غيره
فيمنع من جهة ما عرض له والحاصل
ان العلة تدور مع المعلول وجودا و
عدما فحيث وجد المنكر لزم ترك
الوسيلة اليه وحيث عدم استحب
اظهار ما هو من شعائر المسلمين و
في مسئلة السوال الثاني والعشرين
ان من اعتقد قدوم روحه الشريف
من عالم الارواح الى عالم الشهادة
الخ اما قدوم روحه عليه الصلوٰة و
السلام في بعض الاحيان لبعض
الخواص امر غير مستبعد ومعتقد
هذا القدر لا يعد مخطئاً لكونه امرا
ممكنا فهو صلى الله عليه وسلم حيٌّ في
قبره الشريف يتصرف في الكون باذن
الله تعالى كيف شاء لكن لا بمعنى كونه
صلى الله عليه وسلم مالكا للنفع والضرر

منکرات سے سالم نہ ہو جیسا کہ استاذ نے ذکر فرمایا
ہے کہ ہند میں عموماً ایسا ہی ہوتا ہے اور ہند کے
علاوہ دوسری جگہ شاذ و نادر ایسا ہوتا ہوگا بلکہ
وہ باتیں جن کا ہند میں واقع ہونا بیان کیا گیا ہے
دوسری جگہ ہم نے واقع ہوتے بھی نہیں سُنا تو
اس پیش آجانے والی وجہ سے ایسی مجلس مولود
سے ضرور منع کیا جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ
وجود اور عدم معلول کا مدار علت پر ہوگا کہ جہاں
مولود میں کوئی امر نامشروع پایا جائیگا۔ وہاں
اس شئ کا چھوڑنا بھی ضرور ہوگا جو اس نامشروع
کا وسیلہ ہے اور جہاں کوئی امر ناجائز نہ ہو وہاں
اس ذکر کا جو مسلمانوں کا شعار ہے ظاہر کرنا
مستحب ہوگا اور بائیسویں سوال کا یہ مسئلہ کہ جو شخص
معتقد ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح
مبارک کے عالم ارواح سے دنیا میں تشریف لانے
کا الخ پس خواص میں سے کسی بزرگ کے لئے کسی
خاص وقت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی روح پر فتوح کے تشریف لانے میں تو کچھ استبعاد
نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ
رکھنے والا بر سرِ غلطی بھی نہ سمجھا جائیگا کیونکہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن

فانه لا نافع ولا ضار الا الله تعالیٰ
قال تعالیٰ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا
وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهِ واما اعتقاد
تجدد الولادة فلا یتصور من ذی عقل
تام واما قول الاستاذ فهو مخطی متشبه
بفعل المجوس فکان ینبغی للاستاذ
عبارة هو الیق من هذه لکونه حاکما
لهم بالاسلام کان یقول فیه بعض
شبه مثلا والله تعالیٰ اعلم وفی
مسئلة الکلام فی الفصل الخامس
والعشرین اقول المسئلة الخلاف
فیها مشهور وینبغی عدم الخوض مع
اهل البدع فی مثلها واما الاستاذ
فهو ناقل من کلام اهل السنة لامحالة
وحیث کان ناقلا من کلام اهل السنة
بای حال کان علی هدی قال فی
الوسیلة وکل رای لاتباع السلف
ادی من المجمع والمختلف فیه فمن
یراه لا ضلالا لا فیما یراه لا ولا
اضلالا وکل ما اجمع اهل السنة
علی خلافه فکالسنة یهلك امتا *

خداوندی کون میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں
مگر نہ بایں معنی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفع اور
نقصان کے مالک ہیں کیونکہ نفع اور ضرر
پہونچانے والا بجز اللہ کے کوئی نہیں چنانچہ ارشاد
خداوندی ہے کہ کہہ دیجئے محمد! میں مالک نہیں
اپنے نفس کے لیے بھی نفع کا اور نہ نقصان کا، مگر
جو کچھ اللہ چاہے۔ اب رہا پیدائش کے ازسرِنو
ہونے کا عقیدہ، سو کسی پورے عقل والے سے
اس کا احتمال بھی نہیں ہوتا۔ ہاں استاذ کا یہ فرمانا
کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا اخطا وار اور مجوس کے فعل
سے مشابہت کرنے والا ہے۔ سو استاذ کو زیبا تھا
کہ کوئی اور عبارت اس سے بہتر ہوتی جو ان پر
اسلام کا حکم قائم رکھتی۔ مثلاً یوں فرماتے کہ اس میں
کچھ مشابہت ہے واللہ اعلم۔ اور پچیسویں سوال میں
کلام کے مسئلہ کے متعلق میں کہتا ہوں کہ اس مسئلہ میں
اختلاف مشہور ہے اور مناسب ہے کہ ایسے مسئلوں میں
بدعتیوں کے ساتھ گفتگو اور خوض نہ کیا جاوے اور
استاذ یقیناً اہلِ سنت کا کلام نقل کر رہے ہیں اور
جب کلام اہلِ السنۃ کے ناقل ہوئے تو بہرحال ہدایت
پر ہوئے اسی وسیلہ میں مسطور ہے ہر وہ رائے جو
سلف کے اتباع میں ہو مسئلہ اتفاقیہ میں یا اختلافیہ

يعسل الانسان - فيه وان زينه
الشيطان فحيث كان دائرا بين
الاشاعرة والماتريدية فهو على
ملة الحق قال فى الواضح المبين و
اعلم بأن الملة المرضية - هى التى
عليها الاشعرية - والماتريدية اذ
هى التى - اتى بها احمد هادى الامة
ومن يحد عنها يكن مبتدعا - فنعم
من كان لها متبعا -

كتبه خادم العلم بالحرم النبوى
احمد بن محمد خير الشنقيطى
عفى الله عنه -:

احمد
١٣٢٨
ابن محمد
الشنقيطى

میں تو اس رائے کو کون شخص گمراہی کہہ سکتا ہے
نہیں ہرگز نہیں، نہ وہ ضلال ہے اور نہ اضلال،
البتہ ہر وہ مسئلہ جس کے خلاف پر اہل سنت کا اجماع
ہو نیزوں کی طرح مہلک ہے اگر انسان اس میں
خوض کرے اگرچہ شیطان اس کو آراستہ بنا دے
پس جب یہ مسئلہ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے درمیان
دائر ہے تو مذہب حق ہوا چنانچہ واضح مبین میں
مذکور ہے کہ جان لے اے مخاطب پسندیدہ طریقہ
وہی ہے جس پر اشعریہ یا ماتریدیہ ہوں کیونکہ وہی
ہے جس کو راہبر طریقت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
لائے ہیں اور جو اس سے منحرف ہو وہ بدعتی ہے
پس کیا اچھا ہے وہ شخص جو طریقۂ مذکور کا متبع ہو

لکھا حرم نبوی میں علم کے خادم،
احمد بن محمد خیر شنقیطی عفی اللہ عنہ نے

مہر

خلاصة التصديقات لسادة العلماء بمصر و الجامع الازهر

صورة ما كتبه حضرة امام الفضلاء الكاملين ومقدام الفقهاء العارفين سند العلماء المتقين وسيد الحكماء المتقنين حجة الله على العلمين ظل الله على المؤمنين نور الاسلام والمسلمين مخزن حكم رب العلمين حضرة الشيخ سليم البشرى شيخ العلماء بالجامع الازهر الشريف متع الله المسلمين بطول بقائه آمين!

نقل تقریظ کی جو تحریر فرمائی فضلاء کاملین کے امام اور فقہاء عارفین کے پیشوا اور علماء متقین میں مستند اور حکماء متقنین کے سردار، اہل دنیا پر اللہ کی حجت اور مومنین پر سایہ خداوندی اسلام اور مسلمانوں کے نور اور رب العالمین کے حکمتوں کے مخزن؛ حضرت شیخ سلیم البشری جامع ازہر شریف کے شیخ العلماء نے بہرہ یاب فرمائے اللہ مسلمانوں کو ان کی بقاء طویل فرما کر آمین!

الحمد لله وحده - والصلوة والسلام على من لا نبي بعده - اما بعد فقد اطلعت على هذه الرسالة الجليلة فوجدتها مشتملة على العقائد الصحيحة وهي عقائد اهل السنة والجماعة

سب تعریف اللہ یگانہ کے لیے اور درود و سلام اس ذات پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں، میں اس باعظمت رسالہ پر مطلع ہوا۔ پس میں نے اس کو صحیح عقیدوں پر مشتمل پایا اور یہی عقائد ہیں اہل السنۃ والجماعت کے البتہ جناب رسول اللہ

غیر ان انکار الوقوف عند ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وسلم والتشنیع علی فاعل ذلك بتشبیه بالمجوس او بالروافض لیس علی ما ینبغی لان کثیرا من الائمة استحسن الوقوف المذکور بقصد الاجلال والتعظیم للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وذلك امر لا محذور فیه۔ واللہ اعلم

شیخ الجامع الازھر

سلیم البشری

کتبه محمد ابراھیم القایانی بالازھر

کتبه سلیمان العبد بالازھر

صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ ولادت کے وقت قیام کا انکار اور اس کے کرنے والے پر مجوس یا روافض سے مشابہت دے کر تشنیع مناسب نہیں معلوم ہوتی کیونکہ بہت ائمہ نے قیام مذکور کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت عظمت کی شان کے ارادہ سے مستحسن سمجھا ہے اور یہ ایسا فعل ہے جس کی ذات میں کوئی خرابی نہیں۔

سلیم البشری شیخ الجامع ازہر (مہر)

لکھا اس کو محمد ابراہیم قایانی نے ازہر میں (مہر)

لکھا اس کو سلیمان عبد نے ازہر میں (مہر)

خلاصة التّصديقات لسادّة العُلماء بدمشق الشام

خلاصۂ تصادیقِ عُلمائے دمشق الشام

صورة ما كتبه النحرير الفاضل والعلامة الكامل شمس العلماء الشاميين وبدر الفضلاء الحنفيين مفخر الفقهاء و المحدثين ملاذ الادباء والمفسّرين جامع الفضائل كابرا عن كابر حضرة مولانا السيّد محمّد ابو الخير الشهير بابن عابدين بن العلامة احمد بن عبد الغنى بن عمر عابدين الحُسينى النّقشبندى الدمشقى متع الله المُسلمين بطول بقائهٖ آمين - وهو من احفاد العلامة ابن عابدين صاحب الفتاوى الشامية رحمة الله تعالىٰ -

نقلِ تقریظ جو تحریر فرمائی ، فاضل نحریر علامہ کامل علمائِ شام کے آفتاب اور فضلاء احناف کے ماہتاب فقہاء محدثین کے مایۂ فخر ادباء و مفسّرین کے پشت پناہ جامعِ فضائل آباء و اجداد سے ، حضرت مولانا سیّد محمد ابو الخیر معروف بہ ابن عابدین خلف علامہ احمد بن عبد الغنی ابن عمر عابدین حسینی نقشبندی دمشقی ، اللہ ان کی درازی عمر سے مسلمانوں کو متمتع فرمائے اور وُہ نواسہ ہیں علامہ ابن عابدین کے جو مصنّف تھے فتاوٰی شامی کے ، رحمۃ اللہ علیہ !

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله وسلام على عباده الذين

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ کو ، اور سلام اس کے برگزیدہ

اصطفےٰ اما بعد فقد اطلعنی المولے	بندوں پر مولوی فاضل مکرم محترم نے یہ رسالہ
الفاضل المکرم المحترم علیٰ ھٰذہ	مجھے دکھایا، پس میں نے اس کو مشتمل پایا اس
الرسالۃ فوجدتہا مشتملۃ علی التحقیق	تحقیق پر جو قبول کرنے کے قابل ہے اور
الذی ھو بالقبول حقیق ولقد اتی	اس کے مؤلف نے حق تعالیٰ ان کو محفوظ رکھے
مؤلفہا حفظہ اللہ بالعجب العجاب	عجیب تحریر لکھی جو بلاشک اہل السنۃ و
ما ھو معتقد اھل السنۃ والجماعۃ	الجماعت کا عقیدہ ہے اور جو دلالت کر
بلا ارتیاب مما یدل علی فضلہ وسعتہ	رہا ہے مصنف کے وسعت معلومات پر
اطلاعہ فلا زال کشافا للمشکلات	پس وہ ہمیشہ مشکلوں کے کھولنے والے رہیں
حلالا للمعضلات جزاہ اللہ الجزاء	اور دشواریوں کے حل کرنے والے اللہ ان
الاوفی فی ھٰذہ الدنیا وفی الاخری	کو پوری جزا عطا فرمائے اس دنیا میں
حررہ علی عجل الفقیر الیہ تعالیٰ خادم	اور آخرت میں۔ عجلت میں لکھا محتاج رب
العلماء ابو الخیر محمد بن العلامۃ احمد	خادم العلماء، ابو الخیر محمد بن علامہ احمد بن عبد الغنی
بن عبد الغنی ابن عمر عابدین الحسینی	ابن عمر عابدین نے جو روئے نسب حسینی ہیں
نسبا الدمشقی بلدا عفا اللہ عنہ بمنہ	اور وطن دمشق، اللہ اپنے لطف و کرم سے
وکرمہ۔	ان کو بخشے۔
ابو الخیر محمد عابدین	مہر

صورۃ ما کتبہ الفاضل الجلیل الامام النبیل رئیس الفضلاء وسند الکملاء محقق عصرہ ومدقق دھرہ وحید الزمان صفی الدوران جناب الشیخ مصطفےٰ بن احمد الشطی الحنبلی لا زال مغمورا فی رضوان الملک العلام آمین

نقل تقریظ جس کو تحریر فرمایا جلیل الشان فاضل سردار فضلا، سند کملا، امام عاقل محقق وقت مدقق زمانہ یکتائے زمان برگزیدۂ دوران جناب شیخ مصطفےٰ بن احمد شطی حنبلی نے سدا شاہنشاہ علام کی رضا میں غرق رہیں۔ آمین!

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الاول بلا بداية و الآخر بلا نهاية فسبحانه من اله تفضل علے هذه الامة المحمدية بفضائل لا تحصے خصهم بخصائص لا تستقصے سيما وقد جعل منهم علماء و نبلاء و فضلاء و انار قلوبهم بنور معرفته وجعل منهم اولياء وورثة لخاتم الرسل عليه الصلوٰة والسلام ولسائر الانبياء و ان ممن يرجي انه يكون منهم الشيخ حضرة العالم الفاضل و النبيه الاريب الكامل مؤلف هذه الرسالة المشتملة علے مسائل شرعية وابحاث شريفة علمية نشر للرد علے فرقة الوهابية فی بعض مسائل علے مذهب السادة الحنبلية و الرد انشاء الله فی محله فجزا الله تعالیٰ هذا المؤلف عن سعيه خيرا و قابله باحسانه و

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو اول ہے بلا ابتدا کے اور آخر ہے بلا انتہا کے پس پاک ہے وہ معبود جس نے فضیلت بخشی اس امت محمدیہ کو بے شمار فضائل سے اور خاص فرمایا لاانتہا خصوصیتوں سے خصوصًا اس نعمت سے ان میں علماء، کملاء اور فضلاء اور ان کے دلوں کو روشن فرمایا اپنی معرفت کے نور سے اور بنائے ان میں اولیاء اور خاتم الرسل علیہ وعلی سائر الانبیاء الصلوٰۃ والسلام کے وارث اور امید کی جاتی ہے کہ انھیں خاصان خدا میں سے عالم فاضل فہیم عقیل کامل اس رسالہ کے مؤلف بھی ہیں جو چند شرعی مسئلوں اور شریف علمی بحثوں پر مشتمل ہے۔ وہابی فرقہ کی تردید کے لیے علماء حنبلی کے مذہب کے موافق بعض مسائل میں اور یہ رد انشاء اللہ اپنے موقع پر ہے۔ پس اللہ بہتر جزا دے ان مؤلف کو

سہا ما صابۃ فی افئدۃ من زاغ
عن الحق و فرقہ و الصلوۃ والسلام
علی من ہو الوسیلۃ العظمی لنیل کل
فضیلۃ و الغایۃ القصوی لوصول
المراتب الجلیلۃ و علی آلہ و اصحابہ
واتباعہ واحزابہ لاسیما من ذب
عن الدین المحمدی کل جہول وہابی
معتدی اما بعد فانی وقفت علی ہذا
المؤلف الجلیل فوجدتہ سفرا حافلا
لکل دقیق وجلیل من الرد علی
الفرقۃ المبتدعۃ الوہابیۃ اکثر اللہ
تعالی من امثال مؤلفہ واعانہ بعنایۃ
الربانیۃ کیف لا و الکلام من ہذا
الموضع من اہم ما یعتنی بہ فی الوصول
والفروع فجزا اللہ مؤلفہ العالم
الفاضل و الانسان الکامل افضل
ما جوزی عامل علی عملہ وسقاہ
اللہ من الرحیق علہ ونہلہ و نرجو
منہ الدعاء بحسن الخاتمۃ و التوفیق
لما فیہ النجاۃ فی الآخرۃ - کتبہ الفقیر
الی اللہ تعالی

محمود بن
رشید
العطار

اور توفیق بخشی اور ان کے کلام کو بنا دیا تیر
پہنچنے والے ان کے کلیجوں میں جو حق سے پھرے
اور علیحدہ ہوئے اور درود و سلام اس ذات پر
جو بڑا وسیلہ ہے ہر فضیلت کے حاصل کرنے
کو اور منتہائے مراد ہے مراتب جلیلہ تک
پہونچنے کو اور ان کی اولاد و اصحاب اور
تابعین وجماعت پر خصوصاً ان پر جنہوں نے
دینِ محمدی سے ہر جاہل وہابی معتدی کو دفع
کیا - اما بعد پس میں مطلع ہوا اس تالیف
جلیل پر پس پایا اس کو جامع ہر باریک و
باعظمت مضمون کا جس میں رد ہے بدعتی
وہابیوں کے گروہ پر، مؤلف جیسے علماء کو
حق تعالیٰ زیادہ کرے اور ان کی مدد فرمائے
عنایت ربانیہ سے کیوں نہ ہو اس مضمون میں
گفتگو کرنا اصول و فروع کے قابل توجہ مسائل
میں اہم و ضروری ہے پس اللہ جزا دے اس
کے مؤلف کو جو عالم فاضل اور انسان کامل ہیں
بہترین جزا جو عمل کنندہ کو اس کے عمل پر ملا کرتی
ہے اور ان کو شراب جنت سے سیراب کرے
بار بار اور ہم امیدوار ہیں ان سے دعا حسن خاتمہ کی
اور ان اعمال کی توفیق کہ جس میں نجات اخروی حاصل ہو
لکھا اس کو فقیر محمود بن رشید عطار نے۔

صورة ما كتبه النحرير العلام رئيس الفضلاء الاعلام حضرة الشيخ محمد البوشي الحموي تغمده الله بكرمه البهي۔

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله رب العلمين القائل كنتم خير امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف و تنهون عن المنكر و الصلوٰة و السلام على اشرف خلقه و خاصته من انبيائه القائل لا تزال طائفة من امتى ظاهرين حتى ياتيهم امر الله وهم ظاهرون وعلى اٰله و اصحابه القائمين بنصرة الدين فى الحرب والسلم وسلم تسليما كثيرا الى يوم الدين ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا و هب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب

اما بعد فاقول قد اطلعت على هذه الاسئلة و اجوبتها للعلامة الفاضل والجهبذ الكامل فريد عصره و وحيده الهمام القمقام شيخى و استاذى و عمدتى و ملاذى مولانا المولوى الشهير بخليل احمد فوجدتها كما عليه السواد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ رب العلمین کو جس نے ارشاد فرمایا کہ (اے امت محمدیہ) تم سب سے بہتر امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئیں کہ حکم کرتے ہو نیکی کا اور منع کرتے ہو برائی سے اور درود و سلام بہترین مخلوقات اور برگزیدہ پیغمبر پر جس کا ارشاد ہے کہ ہمیشہ ایک گروہ میری امت میں سے غالب رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ غالب ہی ہوں گے اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو دین کی مدد پر قائم رہے جنگ و صلح میں اور سلام نازل ہو بکثرت روز قیامت تک اے ہمارے رب کج نہ فرما ہمارے دلوں کو اس کے بعد کہ ہم کو ہدایت دے چکا اور عطا فرما ہم کو اپنے پاس سے رحمت بیشک تو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ میں ان سوالات پر مطلع ہوا جن کو تحریر فرمایا ہے زبردست عالم صاحب فضل اور سردار کامل یکتائے زمانہ اور یگانہ وقت پیشوا بحر مواج میرے شیخ اور میرے استاد اور معتمد اور

الاعظم من اهل السنة والجماعة
ولما عليه مشائخنا الاعلام والسادة
الفخام سقى الله روحهم صوب الرحمة
والغفران فجزى الله ذلك الفاضل
عن السنة خير الجزاء والسلام قاله
بفمه ونطقه بلسانه ورقمه لبنانه
الفقير الحقير ذى العجز والتقصير محمد
البوشى الحموى الازهرى المدرس و
الامام فى الجامع الشهير بجامع المدفن
بحماة الشام -

پشت و پناہ مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے
پس میں نے پایا ان کو اس کے موافق جس پر عظمت
گروہ یعنی اہل السنۃ والجماعۃ ہیں اور اس کے
مطابق جس پر ہمارے مشائخ اعلام اور سرداران
عظام ہیں حق تعالیٰ ان کی ارواح کو رحمت و مغفرت
کی بارش سے سیراب کرے پس اللہ جزا دے ان
فاضل مؤلف کو سنت کی طرف سے بہتر جزاء۔
والسلام کہا اپنے دہن سے اور ظاہر کیا زبان سے
اور لکھا قلم سے فقیر حقیر محمد بوشی سند یافتہ جامع ازہر
مدرس و امام جامع مدفن واقع شہر حماملک شام نے

صورة ما كتبه الامام الاجل والهمام الاكمل حضرة الشيخ محمد سعيد الحموى غطاه الله بلطفه الخفى والجلى -

الحمد لله الواحد فلا يجحد الاحد
الذى فى سرمديته توحد الفرد
الذى فى ربوبيته تفرد والصلوة
والسلام على سيدنا محمد المجد و
على اله واصحابه الذين جاهدوا مع
من تمرد اما بعد فانى لما سرحت
نظرى فى الرسالة المنسوبة للعالم
الفاضل والامام الكامل مولانا

سب تعریف اللہ احد کو جس کا انکار نہیں ہو
سکتا، یکتا کہ اپنی بقا میں یگانہ ہے فرد کہ اپنی
ربوبیت میں لاشریک ہے اور درود و سلام
سیدنا محمد مجد پر اور ان کی اولاد و اصحاب پر
جنھوں نے جہاد کیا ہر اس شخص سے جس نے
شرارت کی، اما بعد میں نے جب نظر ڈالی
اس رسالہ میں جو منسوب ہے عالم فاضل امام
کامل مولانا خلیل احمد صاحب کی طرف

خليل احمد وجدتها مطابقة
لاعتقادنا واعتقاد مشائخنا
فالله يجزيه الجزاء الاوفى ويحشرنا
واياه تحت لواء المصطفىٰ آمين۔

محمد سعيد

تو اس کو پایا مطابق اپنے اعتقاد اور اپنے
مشائخ کے اعتقاد کے۔ پس اللہ جزا دے
ان کو پوری جزا اور ہم کو اور ان کو جمع فرمائے
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے
آمین!

صورة ما كتبه البارع النبيل الفاضل الجليل صاحب الكمال حضرة الشيخ علی بن محمد الدلال الحموی لازال معمورا بالافضال

الحمد لله الذي وقانا من الاهواء
والبلاء والضلالات۔ ووفقنا
لاتباع سيدنا محمد صلى الله تعالى
عليه وسلم صاحب المعجزات الباهرات
وثبتنا على ما كان عليه هو و
اصحابه الكرام۔ (اما بعد) فانى لم
اعثر فى هذه الرسالة المنسوبة للعلامة
الفاضل مولانا خليل احمد الا على
ما يوافق اعتقادنا واعتقاد مشائخنا
رحمهم الله تعالى من معتقدات اهل
السنة والجماعة فجزاه الله تعالى خير
الجزاء وحشرنا واياه معهم فى زمرة
سيد الانبياء والحمد لله رب العلمين

سب تعریف اللہ کے لیے جس نے ہم کو محفوظ
رکھا ہوائے نفسانی و بدعات اور گمراہیوں سے
اور ہم کو توفیق بخشی سیدنا احمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے اتباع کی جو روشن معجزوں والے ہیں اور
ہم کو ثابت قدم رکھا اس طریقہ پر جس پر آپ
اور آپ کے صحابہ تھے۔ اما بعد میں نے کوئی بات
اس رسالہ میں جو منسوب ہے علامہ فاضل مولانا
خلیل احمد صاحب کی طرف ایسی نہیں پائی جو
موافق نہ ہو اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدوں میں
ہمارے اعتقاد اور ہمارے مشائخ کے اعتقاد
کے۔ پس اللہ ان کو جزا دے اور ہم کو اور ان
کو اہل السنت والجماعت کے ساتھ سید الانبیاء
کے زمرہ میں محشور فرمائے والحمد للہ رب العلمین

خادم العلماء علی بن محمد الدلال الحموی عفی عنہ۔ | خادم العلماء علی بن محمد دلال۔

صورة ما كتبه الاديب الكامل والحبر الفاضل الامام الربانی حضرة الشيخ محمد اديب الحورانی متع الله بعلمه القاصی والدانی۔

الحمد لله على ما انعم وعلمنا مالم نكن نعلم والصلوة والسلام على افصح من نطق بالضاد وافحم بباهر حجته كل من عاند وحاد عن طريقة الرشاد سيدنا محمد الذی جاء بالحق المبين ومحا ببراهينه القاطعة شبه الضالين المضلين وعلى اله واصحابه المتمسكين بسنة المتادبين باداب شريعته (وبعد) فقد اطلعت على هذه الاجوبة الظاهرة والعقود الفاخرة فوجدتها موافقة لما عليه اهل السنة والدين مخالفة لمعتقد المبتدعين المارقين جزى الله مؤلفه كل خير واكثر من امثاله۔ وايده فی اقواله وافعاله۔ امين

الله کے لیے حمد ہے ان نعمتوں پر جو اس نے دیں اور ہم کو سکھایا جو ہم جانتے نہ تھے اور درود وسلام اس ذات پر ضاد بولنے میں سب سے زیادہ فصیح ہیں اور معاند ومنحرف کو اور اس کو جو ان کی راہ رشد سے پھرا باظہار دلیل سب سے زیادہ چپ کرانے والے ہیں یعنی سیدنا محمد جو کھلا ہوا حق لے کر آئے اور اپنے دلائل قاطعہ سے گمراہوں گمراہ کنندوں کے شبہات مٹائے اور ان کی اولاد واصحاب پر جنہوں نے آپ کا طریقہ مضبوط پکڑا اور آداب شریعت کے عامل ہے ہیں ان کھلے جوابوں اور فخر کے لائق ہاروں پر مطلع ہوا تو ان کو موافق پایا اس طریقے کے جس پر سنت اور دین والے ہیں اور مخالف پایا بددین بدعتیوں کے عقیدہ کے اللہ صلہ دے اس کے مولف کو ہر قسم کی بھلائی کا اور زیادہ کرے ان جیسے علما اور ان کی تائید فرمائے ان کے اقوال وافعال میں آمین

الراجی نیل الربانی محمد اديب

الحورانی المدرس فی جامع السلطانة	امید وار عطار ربانی محمد ادیب حورانی مدرس
بحماة	جامع مسجد سلطانہ حما . ملک شام
طبع الخاتم	مہر

صورة ما كتبه صاحب الفضل الباهر والعلم الزاهر حضرة الشيخ عبد القادر لا زال ممدوحا من الاصاغر والاكابر۔

قد اطلعنا على رسالة الفاضل الشيخ	ہم مطلع ہوئے صاحب فضل شیخ مولانا خلیل احمد
خليل احمد المشتملة على الاسئلة و	کے اس رسالہ پر جو مشتمل ہے چند سوالات و
الاجوبة بخصوص العقائد وشد الرحال	جوابات اور خاص عقیدوں اور زیارت سرورِ
لزيارة سيد المرسلين فوجدناها موافقة	عالم کے لیے سفر کرنے پر پس ہم نے ان کو
لعقائدنا اهل السنة والجماعة خالية	پایا موافق عقائد اہل سنت والجماعت کے
عن الخلل ما عليها رد من جهة بذلك	بالکل خالی خلل سے جس پر کسی طرح کسی قسم کا
فنشكر فضل الاستاد المذكور كتبه	رد نہیں ہو سکتا۔ پس ہم استاد مذکور کی فضیلت
الفقير اليه تعالى عبد القادر لبابيدى	کے شکر گزار ہیں۔ لکھا فقیر عبد القادر نے۔

صورة ما كتبه العلامة الوحيد الدر الفريد حضرة الشيخ محمّد سعيد من الله عليه باحسانه المديد وكرمه المجيد۔

بسم الله الرحمٰن الرحيم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد لله نحمده ونستعينه و	سب تعریف اللہ کو ہم اس کی حمد کرتے اور
نشهد به ونستغفره واشهد ان	اس سے مدد چاہتے اور اس کا دل سے اقرار
لا اله الا الله وحده لا شريك	کرتے اور اس سے استغفار کرتے ہیں اور گواہی
له۔ واشهد ان سيدنا محمّدا عبده	دیتے ہیں کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ کیتا لا شریک

ورسوله ارسله الله رحمة للعلمين
بشيرا ونذيرا وسراجا منيرا صلى
الله عليه وعلى اله واصحابه نجوم
الاهتداء وائمة الاقتداء وسلم
تسليما كثيرا. اما بعد فقد اطلعت
على هذه الاجوبة الجليلة التي كتبها
العالم الفاضل الشيخ خليل احمد
فرأيتها مطابقة لما عليه السواد
الاعظم من علماء المسلمين و
ائمة الدين من الاعتقاد الحق و
القول الصدق وهي جديرة بان
تنشر بين المسلمين وتعلم لسائر
المومنين فجزى الله مولفها الخير و
وقاه الاذى والضير وها انا قد
اجريت قلمي بالتصديق عليها ولا
حول ولا قوة الا بالله العظيم

۱۷ ربيع الثاني ۱۳۲۹ سنة

كتبه الفقير اليه تعالى محمد سعيد

طبع الخاتم

اور گواہی دیتے ہیں کہ سیدنا محمد اس کے
بندہ اور رسول ہیں جن کو اللہ نے بھیجا جہان
بھر کے لیے رحمت بنا کر مژدہ سنانے والا
ڈرانے والا روشن چراغ اللہ کی رحمت ہو ان
پر اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو ہدایت کے
تارے اور اقتدار کے امام ہیں اور سلام ہو
بکثرت۔ میں مطلع ہوا ان بزرگ جوابات پر جن
کو لکھا ہے عالم فاضل شیخ خلیل احمد نے پس
میں نے ان کو پایا مطابق اس اعتقاد برحق
اور سچے قول کے جس پر علماء مسلمین و پیشوایان
دین کا گروہ اعظم ہے اور یہ جوابات اس لائق
ہیں کہ ان کو پھیلا دیا جائے تمام مسلمانوں میں
اور سکھا دیا جائے سارے مومنین کو پس اللہ
اس کے مولف کو جزائے خیر دے اور محفوظ
رکھے تکلیف و ضرر سے اور لو میں نے اس
کی تصدیق پر قلم چلا دیا۔

محمد سعید

۱۷ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ

مُہر

صورة ما كتبه الفصيح الثناء والناظم المدرار حضرة الشيخ محمد سعيد لطفي حنفي غفره الله بفضله العلي۔

احمد الله على آلائه و اصلي
واسلم على خاتم انبيائه وعلى آله
و اصحابه الذين فازوا بنصرته و
ولائه اما بعد فقد اطلعت على هذه
الاجوبة الفاضلة فوجدتها مطابقة
للحق خالية من كل شبهة باطلة
كيف لا وطرز بردها شمس سماء
البلاد الهندية و دُر تاج علماء تلك
البقعة البهية فقد احرز قصبات
السبقة فی مضمار العلم والقيت اليه
مقاليد الذكاء والفهم عيد اعيان
هذا الزمان وانسان عين الانسان
مقتدی اهل الفضل و الصلاح و
وسيلة النجاة و النجاح حضرة
الحافظ الحاج المولوی خليل احمد
دام بعناية الملك الصمد ولا زالت
اشعة شموسه مشرقة مضيئة و
انوار بدوره فی افق السماء العلم
بازغة منيرة آمين يارب العلمين

میں اللہ کی حمد کرتا ہوں اس کے احسانات پر
اور درود بھیجتا ہوں خاتم الانبیاء پر اور ان کی
اولاد و اصحاب پر جو آپ کی مدد اور محبت
سے مالامال ہوئے۔ اما بعد میں مطلع ہوا ان
فضیلت والے جوابوں پر۔ پس ان کو پایا حق
کے مطابق اور ہر باطل شبہ سے خالی۔ کیوں نہ
ہو جب کہ اس کے مؤلف آسمانِ ہند کے
آفتاب اور اس جانب کے علماء کے سرتاج
کہ جنھوں نے علم کے میدان میں مراتب سبقت
فضل کو لیا اور ذکاء و فہم کی کنجیاں ان کے
قبضہ میں آئیں۔ بزرگانِ زمانہ کی وجہ عید اور ہر
انسان کی آنکھ کی پتلی اہلِ فضل و جلالت کے
پیشوا، اور نجات و کامیابی کے وسیلہ حضرت
حافظ حاجی مولوی خلیل احمد صاحب ہیں
بے نیاز شاہنشاہ کی عنایت سے دائم قائم
رہیں اور ان کے آفتاب کی شعاعیں روشن
اور چمکتی رہیں اور ان کے ماہتاب کے انوار
آسمانِ علم کے افق پر تاباں درخشاں رہیں۔
آمین یارب العالمین!

سرحت طرفی فی میا دین السؤال مع الجواب

الفیت ما فیہا حقیقا کلہ عین الصواب

لاعز و اذا بداہ ذو القدر العلی اللیث المہاب

من صیتہ قد طارۃ بین السھول والھضاب

وبحفظ احکام الشریعۃ جاء بالعجب العجاب

وھو الحسام الفصل فی اعناق اھل الارتیاب

وھو الامام اللوذعی وقولہ فصل الخطاب

دم بالرعایۃ یا خلیل وانت محمود الجناب

ترجمہ: سوال وجواب کے میدانوں پر میں نے نظر ڈالی تو اس کا سب مضمون بالکل صواب اور حق پایا، ایسا ہونا کچھ تعجب نہیں کیونکہ اس کو بلند مرتبہ والے قابل ہیبت شیر نے ظاہر کیا ہے جس کا شہرہ نیک نامی نرم وسخت غرض تمام زمین میں اُڑ گیا اور شریعت کے احکام کی حفاظت میں عجیب مضمون بیان فرمایا اور وہ ایک فیصل کن تلوار ہیں اہلِ شک کی گردنوں میں۔ اور وہ پیشوائے ذکی ہیں اور ان کا قول گفتگو کا فیصلہ ہے۔ اے خلیل تم محمود بارگاہ ہو کر ہمیشہ بحفاظت قائم رہو۔

وانا العبد الفقیر اسیر التقصیر — میں ہوں بندۂ فقیر:

الراجی لطف ربہ الجلی والخفی — محمد سعید لطفی حنفی عفی عنہ

محمد سعید لطفی الحنفی عفا اللہ عنہ

(طبع الخاتم)

صورۃ ما کتبہ الشیخ الاوحد ذوالفضل المجید حضرۃ فارس بن محمد امدہ اللہ بمنہ المخلد

الحمد للہ حمد من اعترف بجنابہ — تمام حمد اللہ کے لیے ہے اس کی حمد جو اس

الاقدس بجميع الكمالات وعرف
انه تعالى وتنزه عن جميع مايقوله
المبتدعة واهل الضلالات و
اعتقد بان حججهم داحضة و
ترهاتهم متناقضة والصلوة و
السلام على سلطان دوائر الحضرات
الربانية وسيد سادات المرسلين
اهل المشاهد القدسية سيدنا و
مولانا محمد الذى هو محمد دولة
الموجودات واحمد كتائب الكائنات
وعلى اله اقمار سموات المفاخر و
اصحابه نجوم المحافل والمحاضر
الى يوم الدين امابعد فيقول العبد
الذى اذا غاب لايذكر واذا احضر
لايوقر خويدم السنة السنية والفقراء
الاحمدية فارس بن احمد الشفقة
الحموى مولدا ووطنا والشافعى مذهبا
والرفاعى طريقة والمدرس فى جامع
البصة الكائن بمدينة حماة المحمية
احدى البلاد الشامية قد طالعت
الرسالة المباركة المشتملة على ستة

کی بارگاہِ اقدس کے لیے تمام کمالات کا معترف
ہو اور جانتا ہو کہ وہ عالی اور منزہ ہے اور
تمام ان باتوں سے جو کہتے ہیں بدعتی اور اہل
ضلال اور معتقد ہو اس بات کا۔ ان کی دلیل
ضعیف ہے اور ان کی بکواس باہم معارض ہے
اور درود و سلام ربانی بارگاہوں کے دائروں
کے بادشاہ اور پاک مجالس والے بزرگ پیغمبراں
کے سردار سیدنا و مولانا محمد پر جو تمام عالم
کی حکومت کے ستودہ اور سارے جہان
کے مخلوقات کے ممدوح ہیں اور آپ کی
اولاد جو آسمان ہائے مفاخر کے ماہتاب ہیں
اور آپ کے صحابہ پر جو محافل و مجالس کے
تارے ہیں روز قیامت تک۔ امابعد کہتا ہے
بندہ جو غائب ہو تو نہ یاد آوے اور موجود
ہو تو عظمت نہ کی جائے روشن سنت اور محمدی
فقراء کا ادنیٰ خادم فارس ابن احمد شفقہ جس کی
جائے ولادت و وطن حماۃ ہے اور مذہب شافعی
اور مشرب رفاعی اور ملک شام کے شہر حماۃ کی
جامع مسجد بصہ میں مدرس ہے۔ میں اس
مبارک رسالہ پر مطلع ہوا جو چھبیس ۲۶ جوابوں پر
مشتمل ہے۔ جو عالم کامل زیرک فاضل محقق

وعشرين جوابا التى اجاب بها العالم الكامل والجهبذ الفاضل المحقق المدقق والمقدام المفرد مولانا المولوى خليل احمد وعند ما تصفحت تلك العبارات الفائقة وتعلقت هاتيك المعانى الرائقة وجدتها للشريعة المطهرة موافقة ولما عليه معتقدنا ومعتقد اشياخنا من السلف والخلف مطابقة فجزاه الله تعالىٰ خيرا وحشرنا واياه تحت لواء سيد المرسلين والحمد لله رب العلمين۔

قاله بفمه وكتبه بقلمه الفقير لربه المعترف بذنبه فارس بن احمد الشقفة الحموى۔

مدقق پیشوائے یگانہ مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے دیے ہیں اور جب میں نے ان عمدہ عبارتوں اور خوشگوار مضامین کو غور سے دیکھا تو ان کو شریعت مطہرہ کے مطابق اور اپنے اگلے پچھلے مشائخ کے عقیدے کے موافق پایا۔ پس اللہ ان کو جزائے خیر دے اور ہم کو اور ان کو سیّد المرسلینؐ کے زیر لواء محشور فرمائے والحمد للہ رب العلمین۔

کہا اپنے دہن سے اور لکھا قلم سے فقیر فارس بن شقفہ احمد حموی نے۔

طبع الخاتم

صورة ما كتبه البحر الجواد قدوة الزهاد والعباد حضرة الشيخ مُصطفى الحداد سقاه الله بالرحيق يوم التناد

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله الواحد الذى عدمت له النظائر والاشباه۔ الصمد الذى

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ کو جو یکتا ہے کہ اس کی کوئی نظیر اور شبیہ نہیں بے نیاز ہے کہ اس

اقرت بربوبيته الضمائر و الافواه
الجليل الذى سجدت لهيبته
الاذقان و الجباه القادر الذى
جرت خاضعة لقدرته الرياح و
الامواه المقتدر الذى اطاع امره
الفلك الاعلى وما علاه الاحد الذى
نطقت حكمته بوحدانيته فيما
ابتدعه وسواه واشهد ان لا اله
الا الله وحده لا شريك له شهادة
يرغم بها الجاحد المنافق ويعظم
بها الرب القدوس الخالق واشهد
ان سيدنا ونبيّنا ومولانا وحبيبنا
وقرة عيوننا ابا القاسم محمدا
عبده و رسوله المبعوث باعمر
الطريق وحبيبه و امينه المكاشف
بغيوب الحقائق صلى الله عليه و
على اله وصحبه وسلم مالاح و
ميض بارق وبعد فقد وقفت فى
هذه الاوانة على رسالة تتضمّن
ستة وعشرين سوالا تنمق لجوبها
العالم الفاضل الشيخ خليل احمد

کے رب ہونے کا اقرار دل اور منہ سے کرتے
ہیں باعظمت ہے کہ اس کی ہیبت سے ٹھوڑی
اور ماتھے جھکے ہوئے ہیں باقدرت ہے کہ
اس کی طاقت سے ہوائیں اور پانی مسخر ہیں
زور آور ہے کہ فلک اعلیٰ اور اس سے بالا
بھی اس کے حکم کے مطیع ہیں یگانہ ہے کہ جو
کچھ ایجاد فرمایا ہے اس کی حکمت اس کی
وحدانیت بتا رہی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں
کہ معبود نہیں بجز اللہ یگانہ لاشریک کے جس
کو منافق نہیں مانتا اور جس سے پاک پروردگار
پیدا کرنے والے کی عظمت ظاہر ہو اور گواہی
دیتا ہوں کہ سیدنا و مولانا ہمارے محبوب
اور آنکھوں کی ٹھنڈک ابو القاسم محمد اس کے
بندہ اور رسول ہیں جو سب سے عمدہ اور پیارا طریقہ
دے کر بھیجے گئے اور امین ہیں کہ مخفی حقیقتیں
ظاہر فرماتے ہیں اللہ ان پر اور ان کی اولاد
و اصحاب پر رحمت نازل فرمائے جب تک
ان کی چمک ظاہر ہے۔ اما بعد دریں ولا میں
اس رسالہ سے آگاہ ہوا جو ان چھبیس سوالات
کو شامل ہے جن کے جوابات عالم فاضل شیخ
خلیل احمد صاحب نے دیے ہیں۔ اللہ ہم

وفقنی الله و ایاه و المسلمین لما به
فی الدارین تسعد و فی الملاء به
غمد. فوجدته قد نهج فی اجوبته
المذکورة المنهج الصحیح و وافق
بها الحق الصریح ورد بمنطوقها المین
وجلا بمفهومها الغین عن العین
والحمد لله الهادی الی سبیل
الصواب و الیه المرجع و المآب و
صلی الله علی سیدنا و مولانا محمد
عالی القدر العظیم الجاه وعلی آله
وصحبه و من والاه۔

کتبه العبد الضعیف الملتجی الی
مولاه خادم السنة السنیة فی مدینة
حماه الراجی من ربه فی الدنیا
التوفیق للقیام علی قدم السداد وفی
الاخرة کهیئة السوال والمراد به
الفقیر الیه سبحانه المصطفی الحداد
عفی عنه۔

کو اور ان کو اور تمام مسلمانوں کو ان اعمال
کی توفیق بخشے جن کی بدولت ہم دارین میں
صاحب نصیب ہوں اور عالم بالا میں ہماری
تعریف ہو۔ پس میں نے پایا کہ شیخ ممدوح
ان مذکورہ جوابات میں صحیح طریق پر ہیں اور
صریح حق کی موافقت کی اور اس کی عبارت
سے باطل کو رد کیا اور مضمون سے آنکھوں کی
ظلمت رفع کی اور سب تعریف اللہ کو جو
درست طریقہ کا راہ نما ہے اور اسی کی طرف
لوٹنا اور آخر جانا ہے اور رحمت فرمائے اللہ
سیدنا و مولانا محمد پر جو عالی قدر اور عظیم الجاہ
ہیں اور ان کی اولاد و اصحاب اور ان کے
دوستوں پر۔

لکھا بندہ ضعیف :
مصطفیٰ حداد حموی نے

طبع الخاتم

عقائد أهل السنّة والجماعة

یعنی

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند

مع

تصدیقاتِ جدیدہ

ترتیب

حضرت مولانا مفتی سیّد عبدالشکور ترمذی صاحب مدظلہم
مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ، ساہیوال، ضلع سرگودھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للّٰه الذی یحق الحق بکلماته و یبطل الباطل بسطواته نصر المؤمنین و قال کان حقا علینا نصر المؤمنین و قطع کید الخائنین فقطع دابر القوم الذین ظلموا۔ والحمد للّٰه رب العلمین۔ والصلوة والسلام علی مفرق فرق الکفر والطغیان ومشتت جیوش بغاة القرین والشیطان۔ وعلی اله وصحبه اشداء علی الکفار رحماء بینهم تراهم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللّٰه ورضوانا۔ ماتعاقب الیزان وتضاد الکفر والایمان

بعد الحمد والصّلوٰة !

گزارش آنکہ عرصہ سے بعض احباب کا یہ اصرار اور تقاضا تھا کہ اکابر علماء دیوبند کے جو عقائد، جو درحقیقت تمام اہل سنت والجماعت کے مسلم عقائد ہیں، ان کی متفرق کتب "المہند" وغیرہ میں مفصل اور مبسوط طریقہ پر لکھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے اس وقت کے مناسب حال بعض اہم اور ضروری عقائد کا انتخاب کرکے ان کو مختصر طریقہ پر ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ کیونکہ اس زمانہ میں عقائدِ اکابر سے عوام تو کیا، اکثر نئے علماء اور طلبہ کرام بھی ناواقف ہوتے جا رہے ہیں اور اُن کے نزدیک "دیوبندیت" صرف بریلویت کی تردید اور اس کی نقیض کا ہی نام رہ گیا ہے۔ اس کے سوا اُن کو کچھ خبر نہیں کہ اکابر کا مسلک کیا تھا۔

اس وجہ سے یہ چند عقائد "المہند" وغیرہ کتب سے انتخاب کرکے جمع کر دیئے گئے ہیں اور چونکہ اس میں اختصار اور ناظرین کی سہولت مدِّنظر ہے، اس لئے "المہند" میں سے ایسے عقائد کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، جو مشکل اور دقیق تھے یا وہ زیادہ وضاحت طلب تھے، البتہ باقتضاء ضرورتِ وقت بعض ایسے عقائد کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے جو "المہند" کے علاوہ اکابر کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں اور بعض عقائد کے دلائل کی طرف بھی حسبِ اقتضاء زمانہ حال مختصر طور پر اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اس مختصر مجموعہ کا نام "عقائد اہل السنۃ والجماعۃ" معروف بہ "عقائد علماء دیوبند" تجویز کیا گیا ہے۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے اور روشن صداقت ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ کے علمی خاندان کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور ۱۸۵۷ء کے بعد یہ دونوں حضرات ہندوپاک میں اس خاندان کے جائز طور پر علمی وارث قرار پائے اور بدعات کو مٹانے اور سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند کرنے کی خدمت انہی کے مقدس ہاتھوں میں دی گئی جس کو دار العلوم دیوبند نے بحمد اللہ پورا کیا اور بمصداق ومثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء توتی اکلھا کل حین باذن ربھا۔ ہندوستان ہی میں نہیں، بلکہ روم وشام، عرب وعراق، کابل وقندھار، بخارا و خراسان، چین وتبت وغیرہ، دنیا کے گوشہ گوشہ میں اس کا فیض جاری اور عام ہے۔

اس قبول عام اور نفع عظیم نیز احیاء سنت اور اماتت بدعت کو دیکھ کر بعض "بدعت پسند حضرات" سے رہا نہ گیا اور وہ "علماء دیوبند" کی مخالفت اور بدعت کی حمایت پر کمربستہ اور آمادہ ہو گئے اور انہی نے لوگوں کو علماءِ دیوبند سے متنفر کرنے اور اُن کو بدنام کرنے کے لئے طرح طرح کے غلط عقائد اور نظریات کا الزام ان پر لگانا شروع کر دیا۔

"بدعت پسند حضرات" کی اس کارروائی کی خبر جب بعض علماء مدینہ منورہ (زادہم اللہ شرفا) کو ہوئی تو انہوں نے چھبیس ۲۶ سوالات حضرات علماء دیوبند کی خدمت میں لکھ کر بھیجے اور ان کے جوابات طلب کئے۔ چنانچہ فخر العلماء والمتکلمین، شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور قدس سرہٗ، نے ان سوالات کے جوابات عربی میں تحریر فرمائے اور ان کو اس وقت کے اکابر علماء دیوبند (جن میں خصوصیت سے شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ، حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہیؒ، حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوریؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلویؒ قابلِ ذکر ہیں) کی تصدیقات سے مزیّن کراکر علماء حرمین شریفین کی خدمت میں بھیج دیا، تو علماء حرمین شریفین نیز مصر و شام اور حلب و دمشق کے علماء کرام نے بھی ان جوابات کی تصحیح اور تصدیق فرمائی اور یہ لکھدیا کہ یہ عقائد صحیح ہیں۔

اسی مجموعہ سوالات و جوابات اور ان کی تصدیقات کا نام "المہند علی المفند" معروف "بہ التصدیقات لدفع التلبیسات" ہے۔ یہ مجموعہ ۱۳۲۵ھ میں مرتب کیا گیا تھا۔ اس مجموعہ کے مندرجہ عقائد کی چونکہ صرف یہی حیثیت نہیں ہے کہ وہ کسی فردِ واحد ایک شخص کی انفرادی رائے یا ذاتی عقیدہ ہے اور نہ ان عقائد کی خدانخواستہ یہ حیثیت ہے کہ ان کو غیر واقعی اور غیر تحقیقی سمجھتے ہوئے اہلِ بدعت کے جواب میں محض رفع الزام اور دفع الوقتی کے طور پر لکھدیا گیا ہو (جیسا کہ سُنا گیا ہے کہ بعض لوگ ایسا کہہ دیتے ہیں کیونکہ اس صورت میں اکابر کی دیانت مجروح ہو جاتی ہے اور اُن پر سخت الزام آتا ہے کہ انہوں نے غلط اور خلافِ حق سمجھتے ہوئے ان عقائد کا اظہار کر دیا۔ یہی تو اہلِ بدعت کا ان پر الزام ہے۔ اس لئے یہ کہنا اکابر کی کھلم کھلا توہین کرنا اور ان کو بہ ملا کتمانِ حق کا مجرم ٹھہرانا ہے۔ اس سے بڑھ کر اکابر کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے) بلکہ ان عقائد کو علماء مدینہ منورہ کے سوالات کی روشنی میں اُسوقت

کے اکابر دیوبند کے تحقیقی مسلک کے طور پر اور وہ بھی بحیثیت "جماعتی مسلک دیوبند" کے پیش کیا تھا۔ اس لئے یہ مجموعہ علماء دیوبند کے عقائد کے معلوم کرنے کے لئے ایک تحریری دستاویز اور متفقہ مسلکی وثیقہ ہے اور "مسلک دیوبند" کے دیکھنے اور جانچنے کے لئے بمنزلہ آئینہ اور کسوٹی کے ہے اور ساتھ ہی یہ ہر اس شخص کا جواب بھی ہے جو "علماء دیوبند" کی طرف کسی بھی عقیدہ کو غلط طور پر منسوب کرے۔

"المہنّد" کے ملاحظہ سے واضح ہے کہ "علماء دیوبند" کے عقائد و اعمال قرآن و حدیث کے بالکل موافق ہیں اور ان کا سلوک و تصوّف عین سنت کے مطابق ہے اور یہ حضرات نہایت درجہ کے پکے حنفی اور اہلِ سنت والجماعت ہیں۔ ان کا کوئی عقیدہ قرآن و سنت کے خلاف نہیں ہے۔

مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں بعض وہ حضرات جن کو تلمذ اور شاگردی کا انتساب بھی علماء دیوبند کے ساتھ حاصل ہے اور اسی لئے وہ اپنے کو دیوبند کی طرف منسوب کرتے اور دیوبندی کہلاتے ہیں، لیکن اس کے باوجود عقائد دیوبند کی اس مسلکی دستاویز اور وثیقہ کے مندرجات سے ان کو نہ صرف اختلاف ہی ہے، بلکہ وہ "علماءِ دیوبند" کے ان "اجماعی عقائد" کے خلاف علی الاعلان تحریر و تقریر میں مصروف ہیں اور طرفہ تماشہ یہ کہ پھر بھی وہ اپنے آپ کو دیوبندی کہلانے پر اصرار کرتے ہیں۔

اس لئے اس رسالہ "عقائد علماءِ دیوبند" میں اکثر و بیشتر عقائد "المہنّد" سے بھی لئے گئے ہیں اور اس کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔ مگر اختصار کے سبب اس میں سے سوالات کو بالکل حذف کر دیا گیا ہے اور جوابات میں بھی انتخاب سے کام لیا گیا ہے اور ان کو "عقیدہ" کے عنوان سے بیان کر دیا گیا ہے اور جو عقیدہ کسی کتاب سے لیا گیا ہے، اس کے ساتھ اس کا حوالہ درج کر دیا گیا ہے۔

"عقائد علماءِ دیوبند" کے ملاحظہ سے جہاں یہ معلوم ہوگا کہ علماءِ دیوبند کے عقائد بالکل وہی ہیں جو تمام اہلِ سُنت والجماعت کے مسلمہ ہیں اور اہلِ سُنت کے خلاف

علماءِ دیوبند کے اپنے مخصوص عقائد کچھ نہیں ہیں، بلکہ اہلِ سنت والجماعت کے عقائد کا ہی دوسرا نام "عقائد علماءِ دیوبند" ہے۔

اسی طرح یہ بھی واضح ہو گا کہ اصلی دیوبندیت کیا ہے اور اس زمانہ میں بعض مقررین جن عقائد کو علماءِ دیوبند کی طرف منسوب کر رہے ہیں اور دیوبندیت کی جو تصویر اور اس کا جو نقشہ وہ عوام کے سامنے پیش کر رہے ہیں، جس سے روز بروز توحش اور تنفر بڑھتا جا رہا ہے اور کشیدگی زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ اس کو اصل دیوبندیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور یہ تصویر اور نقشہ حقیقتِ حال کے بالکل برعکس اور واقعہ کے قطعاً برخلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقائد حقہ اختیار کرنے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین!

وهو الموفق والمعين !

اب آگے "عقائد علماء دیوبند" لکھے جاتے ہیں۔ ان کو ملاحظہ فرمایا جائے۔

فقط۔!

سید عبد الشکور ترمذی گمتھلی عفی عنہ
مہتمم
مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہی وال ضلع سرگودہا
۷، جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عقائد علماءِ دیوبند

عقیدہ : ۱

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (ہماری جان آپ پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے، بلکہ واجب کے قریب ہے۔ گو شدِ رحال اور بذل جان و مال (یعنی کجاوے کسنے اور جان و مال کے خرچ کرنے) سے نصیب ہو! (المہند ص ۱۰)

عقیدہ : ۲

اور سفر مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی اور دیگر مقامات و زیارت گاہہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر شریف کی نیت کرے۔ پھر وہاں حاضر ہوگا، تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی۔ اس صورت میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی موافقت خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ:

"جو میری زیارت کو آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اسکو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اسکا شفیع بنوں"

عقیدہ : ۳

وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مس کیے ہوئے ہے۔ (یعنی چھوئے ہوئے ہے) علی الاطلاق افضل ہے۔ یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔ (المہند ص ۱۱ زبدۃ المناسک حضرت گنگوہیؒ)

عقیدہ : ۴

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء علیہم السلام اور صلحاء اولیاء، شہداء صدیقین کا توسّل جائز ہے۔ اُن کی حیات میں بھی اور اُن کی وفات کے بعد بھی۔ اس طریقہ پر، کہ، کہے: یا اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعاء کی قبولیت اور حاجت برآری چاہتا ہوں، یا اسی جیسے اور کلمات کہے۔

(المہند ص ۱۳، اور فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۲)

عقیدہ : ۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرمائیں۔!

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۲، فتح القدیر ج ۱ ص ۳۳۸ اور طحطاوی علی المراقی ص ۴۰۰)

نیز حضرت گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں:-

"پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت چاہے" کہے

يَا رَسُوْلَ اللهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ — اے اللہ کے رسول! میں آپ سے شفاعت

وَاتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللهِ فِى اَنْ — کا سوال کرتا ہوں اور آپ کو اللہ تعالےٰ

اموت مسلمًا علی ملتك وسنتك ؛

(زبدۃ المناسک صہ ۹)

کے یہاں بطورِ وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ میں بحالت اسلام آپ کی مِلّت اور سُنّت پر مروں!"

عقیدہ ۶ :

اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھے تو اس کو آپ خود بنفسِ نفیس سُنتے ہیں اور دُور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ وسلام کو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔

(طحطاوی علی المراقی صہ ۴۴۸)

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ فرماتے ہیں :۔

"انبیاء علیہم السلام کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کیا ہے کہ اُن کے سماع (سننے) میں کسی کو اختلاف نہیں"

(فتاویٰ رشیدیہ صہ ۱۱۲)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ فرمایا کرتے تھے :۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں۔ لہٰذا پست آواز سے سلام کرنا چاہیئے۔ مسجد نبویؐ کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے، اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سُنتے ہیں"

(تذکرۃ الخلیل ص ۲۰۶)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ لکھتے ہیں :۔

"سلام سُننا نزدیک سے خود اور دُور سے بذریعہ ملائکہ (اور) سلام کا جواب دینا۔ یہ تو دائماً (ہمیشہ) ثابت ہیں"

(نشر الطیب صہ ۲۹۷)

حضرت گنگوہیؒ کی عبارت بالا سے یہ بات بھی واضح ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے سماع عند القبر میں کسی کو اختلاف نہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لیہبطن عیسیٰ ابن مریم حکما واماما مقسطا ولیسلکن فجا حاجا او معتمرا ولیأتین قبری حتی یسلم علی ولاردن علیہ!

(الجامع الصغیر وقال صحیح!)

البتہ ضرور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے۔ منصف اور امام عادل ہوں گے اور البتہ وہ فج (جگہ کا نام ہے) کے راستہ پر حج یا عمرہ کے لیے چلیں گے اور بلاشبہ وہ میری قبر پر آئیں گے یہاں تک کہ وہ مجھے سلام کہیں گے۔ اور میں اُن کے سلام کا ضرور جواب دوں گا۔

فائدہ: یہ روایت مسند احمد ج ۲ - ص - ۲۹۰ اور مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۹۵ میں بھی ہے اور حاکمؒ اور علامہ ذہبیؒ دونوں نے اس کو صحیح کہا ہے۔ جب اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سلام سُنیں گے اور اس کا جواب مرحمت فرمائیں گے۔ کیونکہ سماعِ سلام کے بغیر جواب دینے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے تو اب عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سُننا اور اس کا جواب دینا کیوں ناممکن ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سماع سلام کو خصوصیت اور اعجاز پر اس لئے محمول نہیں کیا جاسکتا۔ کہ حدیث من صلی علی عند قبری سمعتہٗ الخ میں ہر اس شخص کے صلوٰۃ وسلام کو خود بنفسِ نفیس سُننے کی خبر آپ نے دی ہے جو آپ پر آپ کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہو۔

اور اس حدیث کی سند کے بارہ میں شیخ ابن حجرؒ فتح الباری ج ۶ ص ۳۷۹ میں اور حافظ سخاوی القول البدیع ص ۱۱۶ میں اور علامہ علی قاری مرقات ج ۲ ص ۱۰ میں اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فتح الملہم ج ۱ ص ۳۳۰ میں فرماتے ہیں کہ:-

"یہ سند جید ہے اور محدثین کرام کے نزدیک ایسی سند کے حجت ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ خاص کر جبکہ اُمتِ مسلمہ کا اجماع

اور تعامل بھی اس کی تائید کر رہا ہے !"

عقیدہ : ۷

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت اور تمام انبیا علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے، تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔ چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ ابناء الاذکیا بحیوٰۃ الانبیاء میں تصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ :۔

"علامہ تقی الدین سبکیؒ نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے۔ جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے"

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے۔ اور اس معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہٗ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے۔ نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل۔ جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام "آبِ حیات" ہے۔ (المہند ص ۱۴)

"عبارت بالا میں " نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے " کے بعد یہ لکھنا کہ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے"

صاف طور پر اس کی دلیل ہے کہ دنیوی حیات سے اکابر دیوبند سے مراد یہ ہے کہ یہ حیات اس دنیوی جسم مبارک میں ہے اور اس دنیوی حیات کے اثبات کا مطلب یہ ہے کہ قبر مبارک میں اسی دنیا والے جسدِ اطہر کے ساتھ آپ کی روح اقدس کا ایسا تعلق ہے کہ جس کی وجہ سے اس بدنِ اطہر میں حیات اور زندگی حاصل ہے اور یہ

صرف روح مبارک کی زندگی نہیں ہے، لیکن اس سے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ عالم برزخ میں اس حیاتِ جسدی کے لئے دنیوی حیات کے جملہ لوازمات ثابت ہیں اور یہ کہ آپ کو کھانے پینے وغیرہ کی جس طرح دنیا میں حاجت ہوتی تھی۔ اس طرح قبرِ اطہر میں بھی ہوتی ہے، لیکن چونکہ دنیوی حیات کی طرح انبیا علیہم السلام کو اس قبر شریف والی حیات میں بھی ادراک اور علم اور شعور حاصل ہوتا ہے۔ اسلئے ان اہم امور کے حاصل ہونے کی وجہ سے اس حیات کو بھی دنیوی حیات کہدیا جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ! — حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

اس حدیث کو امام بیہقیؒ، علامہ سبکیؒ کے علاوہ امام ابو یعلیٰؒ نے بھی روایت فرمایا ہے۔ ابو یعلیٰؒ کی اس حدیث کی سند کے بارہ میں علامہ ہیثمی فرماتے ہیں:۔

رجال ابی یعلی ثقات! — ابو یعلیٰ کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں۔

(مجمع الزوائد ج ۸ صـ ۲۱۱)

علامہ عزیزیؒ لکھتے ہیں:۔

وھو حدیث صحیح! — یہ حدیث صحیح ہے!

(السراج المنیر ج ۲ صـ ۱۳۴)

علامہ ابن حجر نے فرمایا ہے:۔

وصححہ البیہقی! — امام بیہقیؒ نے اسکو صحیح کہا ہے!

(فتح الباری ج ۶ صـ ۳۵۲)

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: "صح خبر الانبیاء احیاء فی قبورھم" الانبیاء احیاء فی قبورھم —— حدیث صحیح ہے۔ (مرقات ج ۲ صـ ۲۱۲)

علّامہ انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:۔

ووافقہ الحافظ فی المجلد السادس۔ (فیض الباری ج ۲ صہ ۶۴)

"امام بیہقی کی تصحیح پر حافظ ابن حجرؒ نے اتفاق کیا ہے" اور اس حدیث کی مراد بیان فرماتے ہوئے، حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:۔ ولعل المراد بحدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون انھم ابقوا علی ھذہ الحالۃ ولم تسلب عنھم الخ (تحیۃ الاسلام صہ ۳۶) الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون کی حدیث سے شاید یہ مراد ہو کہ وہ اسی (دُنیوی) حالت پر باقی رکھے گئے ہوں اور یہ حالت ان سے مسلوب نہیں کی گئی" نیز فرماتے ہیں:۔ یرید بقولہ الانبیاء مجموع الاشخاص لا الأرواح فقط (تحیۃ الاسلام صہ ۳۶) الانبیاء احیاء سے حضرات انبیاء علیہم السلام کے مجموع اشخاص مراد ہیں نہ فقط ارواح یعنی انبیاء علیہم السلام اپنے اجسام مبارکہ کے ساتھ زندہ ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس حدیث کی تصحیح پر حافظ ابن حجرؒ کی تائید کرتے ہیں۔ (فتح الملہم ج ا ص ۳۲۹) نیز فرماتے ہیں:۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی کما تقرر وانہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی قبرہ باذان واقامۃ۔ (فتح الملہم ج ۳ صہ ۴۱۹)	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ جیسا کہ اپنی جگہ یہ ثابت ہے اور آپ اپنی قبر میں اذان واقامۃ سے نماز پڑھتے ہیں۔

حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ بھی اسی طرح فرماتے ہیں:۔

ان کثیرا من الاعمال قد ثبتت فی القبور کالاذان والاقامۃ عند الدارمی وقراۃ القران عند الترمذی۔ (فیض الباری ج ا صہ ۱۸۳)	قبروں میں بہت سے اعمال کا ثبوت ملتا ہے۔ جیسے اذان واقامت کا ثبوت دارمی کی روایت میں اور قرأت قرآن کا ترمذی کی روایت میں۔

عقیدہ زیر بحث میں مسلک دیوبند تو المہند کی عبارت سے ہی پوری طرح عیاں ہے۔ اور سطور بالا میں اس مسلک کی دلیل کی طرف کسی قدر اجمالی طور پر اشارہ ہو گیا ہے۔ اب تائید کے لئے بعض اکابر دیوبند کی مزید تصریحات بھی اس عقیدہ پر پیش کی جاتی ہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ فرماتے ہیں :۔

"ارواح انبیاء کو بدن کے ساتھ علاقہ بدستور رہتا ہے، پر اطراف وجوانب سے سمٹ آتی ہے۔" (جمال قاسمی ص ۱۳)

اور فرماتے ہیں :۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز قبر میں زندہ ہیں اور مثل گوشہ نشینوں اور چلہ کشوں کے عزلت گزیں۔ جیسے ان کا مال قابلِ اجرائے حکم میراث نہیں ہوتا، ایسے ہی آپ کا مال بھی محل توریث نہیں۔"

(آبِ حیات صہ ۲)

نیز فرماتے ہیں :۔

"انبیاء کو ابدانِ دنیا کے حساب سے زندہ سمجھیں گے۔ پر حسب ہدایت کل نفس ذائقة الموت اور انك میت وانهم میتون تمام انبیاء کرام علیہم السلام خاص کر حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت موت کا اعتقاد بھی ضروری ہے۔"

(لطائفِ قاسمیہ صہ ۴)

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ فرماتے ہیں :

ولان النبیین صلوات اللہ علیہم اجمعین لما کانوا احیاء فلا معنی لتوریث الاحیاء منهم!	چونکہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب زندہ ہیں۔ اس لیے ان کی آگے وراثت چلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(الکواکب الدری جلد ۱، صہ ۴۴۳)

اور فرماتے ہیں :

"آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ نبی اللہ حی یرزق! اس مضمون حیات کو بھی مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ نے اپنے رسالہ "آب حیات" میں بالا مزید علیہ ثابت کیا ہے۔"

(ہدایۃ الشیعہ ص ۱۸)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں :

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے۔ کیونکہ جسدِ اطہر اس کے اندر موجود ہے۔ بلکہ حضور خود یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ قبر میں زندہ ہیں۔ قریب قریب تمام اہلِ حق اس پر متفق ہیں۔ صحابہ کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ حدیث میں بھی نص ہے۔ ان نبی اللہ حی فی قبرہ یرزق کہ آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ کو رزق بھی پہنچتا ہے۔"

(الجبور ص ۱۴۹)

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :

"حضور کے لئے بعد وفات کے بھی حیات برزخی ثابت ہے۔ اور وہ حیات شہداء کی حیات برزخی سے بھی بڑھکر ہے اور اتنی قوی ہے کہ حیاتِ ناسوتی کے قریب قریب ہے۔ چنانچہ بہت سے احکام ناسوت کے اس پر متفرع بھی ہیں۔ دیکھئے زندہ مرد کی بیوی سے نکاح جائز نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات سے بھی نکاح جائز نہیں اور زندہ کی میراث تقسیم نہیں ہوتی۔ حضورؐ کی بھی میراث تقسیم نہیں ہوتی اور حدیثوں میں صلوٰۃ وسلام کا سماع وارد ہوا ہے۔"

(الطہور ص ۴۹)

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ تحریر فرماتے ہیں :

" وہ (وہابی) وفاتِ ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ جسمانی اور بقاء علاقہ بین الروح والجسم کے منکر ہیں اور یہ حضرات (علمائے دیوبند) صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زور شور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں۔"

(نقشِ حیات ج ا ص ۱۰۳)

مفتی پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم (کراچی) (سابق مفتی دارالعلوم دیوبند) تحریر فرماتے ہیں :-

" جمہورِ اُمت کا عقیدہ اس مسئلے میں یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام برزخ میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کی حیاتِ برزخی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی حیات ہے۔ جو حیاتِ دُنیوی کے بالکل مماثل ہے۔ بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں۔"

آگے لکھتے ہیں :-

" خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الموت حقیقی جسمانی مثل حیات دُنیوی کے ہے۔ جمہورِ اُمت کا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ میرا اور سب بزرگان دیوبند کا ہے۔"

(ماہنامہ الصدیق، ملتان، جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ)

مخدوم العلماء حکیم الاسلام حضرتِ مولانا قاری محمد طیب صاحب مدفیوضہم تحریر فرماتے ہیں :-

" احقر اور احقر کے مشائخ کا مسلک وہی ہے جو المہند میں بالتفصیل مرقوم ہے، یعنی برزخ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام

انبیاء علیہم السلام بجسد عنصری زندہ ہیں۔ جو حضرات اس کے خلاف ہیں۔ وہ اس مسئلہ میں دیوبند کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں“

(الصدیق مذکور)

مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا سید مہدی حسن صاحب دامت فیوضہم تحریر فرماتے ہیں :-

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں۔ آپ کے مزار مبارک کے پاس کھڑا ہو کر جو سلام کرتا اور درود پڑھتا ہے، آپ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں“

(الصدیق مذکور)

شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

”تمام اہلِ سُنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز و عبادات میں مشغول ہیں اور حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام، کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی، لیکن بلاشبہ یہ حیاتِ حسّی اور جسمانی ہے اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامہ مومنین بلکہ ارواح کفار کو بھی حاصل ہے“ (حیاتِ نبوی ص ۲)

عقیدہ : ۸

اولیٰ اور بہتر یہی ہے کہ قبر شریف کی زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیئے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔ جیسا کہ امام مالکؒ سے مروی ہے جبکہ وقت کے خلیفہ نے ان سے مسئلہ دریافت کیا تھا اور اس کی تصریح مولانا گنگوہیؒ اپنے

رسالہ "زبدۃ المناسک" میں کر چکے ہیں۔ (المہند ص ۱۵)

عقیدہ : ۹

ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح جملہ انبیاء علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ[۱] ہیں۔ نماز[۲] پڑھتے ہیں۔ حسن[۳] و علم[۴] سے موصوف ہیں اور آپ پر امت[۵] کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور آپ کو صلوٰۃ و سلام پہنچائے جاتے ہیں۔

(طبقات الشافیہ ج ۴ ص ۲۸۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُمت اجابت کے اعمال کا فرشتوں کے ذریعہ اجمالی طور پر پیش کیا جانا مسند بزار کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

علامہ عثمانیؒ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں "اس کی سند عمدہ ہے"

(فتح الملہم ج ۱ ص ۴۱۳)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ براہین قاطعہ (جس کی تصدیق حرفاً حرفاً بغور ملاحظہ فرما کر حضرت گنگوہیؒ نے فرمائی ہے) میں فرماتے ہیں: "اور صلوٰۃ و سلام ملائکہ پہنچاتے ہیں اور اعمالِ اُمت آپؐ پر پیش ہوتے ہیں" (براہین ص ۲۰)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:۔

"مجموعہ روایات سے علاوہ فضیلتِ حیات اور اکرامِ ملائکہ کے برزخ میں آپ کے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہیں۔ اعمالِ اُمت کا ملاحظہ فرمانا، نماز پڑھنا" الخ (نشر الطیب ص ۲۹۷)

ان عبارات سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ صلوٰۃ و سلام کے علاوہ بھی برزخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعمالِ اُمت پیش ہوتے ہیں اور صلوٰۃ و سلام کے پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے آپ کو اطلاع دیتے ہیں۔ جیسا کہ دوسرے اعمالِ اُمت کی بھی اطلاع دیتے ہیں۔ آج کل صلوٰۃ و سلام کے پہنچنے کی جو مراد بتلائی جا رہی ہے، کہ

صلوٰۃ وسلام کا ثواب آپ کو پہنچ جاتا ہے، یہ اجماعِ امت کے خلاف ہے۔

عقیدہ : ۱۰

ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام) وفات کے بعد بھی اپنی قبور مبارکہ میں اسی طرح حقیقۃً نبی اور رسول ہیں۔ جس طرح وفات سے قبل ظاہری حیاتِ مبارکہ میں تھے۔

علامہ شامیؒ نے لکھا ہے :۔

"اہلِ سنت کے امام ابوالحسن اشعریؒ (المتوفی ۳۳۰ھ) کی طرف ان کے دشمنوں نے جو یہ بات منسوب کی ہے کہ وہ وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کے قائل نہیں ہیں، یہ ان پر خالص بہتان اور محض افتراء ہے۔ امام ابوالقاسم قشیریؒ (المتوفی ۴۶۵) نے اس افتراء کی سختی سے تردید کی ہے" (شامی ج ۳ ص ۳۲۷)

فائدہ: نبوت و رسالت کے لئے حس و علم سے موصوف ہونا لازم ہے۔ اس لیے یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ابدان مبارکہ میں وفات کے بعد بھی بہ تعلقِ روح ادراک و شعور ہوتا ہے۔ ورنہ جس بدن میں ادراک و شعور نہ ہو، اس پر حقیقی اعتبار سے رسول اللہ کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ تو اس میں بعد وفات وصفِ نبوت سے انعزال لازم آتا ہے اس لیے کہ بغیر تعلق روح کے ابدان مدفونہ میں جو شعور مثل جمادات کے (معوذ باللہ) قبور کے اندر ایجاد کیا جا رہا ہے۔ اس میں چونکہ احساس و علم نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے وہ ابدان وصفِ نبوت و رسالت سے متصف نہیں ہو سکتے۔ (والعیاذ باللہ)

عقیدہ : ۱۱

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا و مولانا و حبیبنا و شفیعنا محمدؐ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمامی مخلوق سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے قرب و منزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ سردار ہیں جملہ انبیاء اور رسل علیہم السلام کے، اور خاتم ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے، جیساکہ نصوص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی دین اور ایمان، اسی کی تصریح ہمارے مشائخ بجتیرہی تصانیف میں کر چکے ہیں۔ (المہند صہ ۲۰)

عقیدہ : ۱۲

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

"ولیکن محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیّین ہیں"

اور یہی ثابت ہے، بکثرت حدیثوں سے جو معنًی حد تواتر تک پہنچ گئیں، اور نیز اجماع اُمت سے۔ سو حاشا ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے۔ کیونکہ جو اُسکا منکر ہے۔ وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔ اس لئے کہ وہ منکر ہے۔ نص صریح قطعی کا۔

(المہند ص ۲۱)

عقیدہ : ۱۳

ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت و مسیحیّت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ ـــــــــــــ!

"جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونیکا فتویٰ

دیا۔ قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع ہو چکا۔ بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے۔" (المہند ص ۴۴)

عقیدہ : ۱۴

جو شخص اسکا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے۔ جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گذشتہ اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدہ واہیہ کا خلاف مصرح ہے۔ (المہند ص ۲۳)

عقیدہ : ۱۵

ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں۔ جن کو ذات و صفات اور تشریعی یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ اور اسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی و رسول اور بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے ولیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو زمانہ کی ہر آن میں حادث و واقع ہونے والے واقعات میں سے ہر جزئی کی اطلاع و علم ہو کہ اگر کوئی واقعہ آپ کے مشاہدہ شریفہ سے غائب رہے تو آپ کے علم (تشریعی) اور معارف میں ساری مخلوق سے افضل ہونے اور وسعت علمی میں نقص آ جائے۔ اگرچہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو۔ جیسا کہ سلیمان علیہ السلام پر واقعہ عجیبہ مخفی رہا کہ جس سے ہدہد کو آگاہی ہوئی۔ اس سے سلیمان علیہ السلام کے اعلم (زیادہ عالم) ہونے میں نقصان نہیں آیا۔ چنانچہ ہدہد کہتا ہے کہ :۔

"میں نے ایسی چیز دیکھی ہے۔ جس کی آپ کو اطلاع نہیں، اور شہر سبا سے میں ایک سچی خبر لے کر آیا ہوں۔" (المہند ص ۲۵)

عقیدہ : ۱۶

ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (مثلاً شیطان) کا علم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ ہے، وہ کافر ہے، چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے بہتیرے علماء کر چکے ہیں۔ (المہند ص ۲۷)

عقیدہ : ۱۷

ہمارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب اجر و ثواب طاعت ہے، خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مؤلفہ کی تلاوت سے ہو، لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے۔ جس کے لفظ بھی حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منقول ہیں۔ گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائے گا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا، حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ (المہند)

عقیدہ : ۱۸

وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے۔ ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و براز نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو، جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ میں متعدد جگہ بصراحت مذکور اور ہمارے مشائخ کے فتویٰ میں مسطور ہے۔

(المہند ص ۳۱)

عقیدہ ۱۹:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام) کی نیند میں صرف آنکھیں مبارک سوتی تھیں، دل مبارک نہیں سوتا تھا۔ اسی لئے آپ کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔ (نشر الطیب ص ۲۲۷ اور ص ۱۹۴)

بخاری شریف میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان عینیَّ تنامان ولا ینام قلبی۔ (بخاری ج ۱، ص ۱۵۴) "میری آنکھیں سوتی ہیں، میرا دل نہیں سوتا" نیز بخاری شریف میں ہے۔ وکذلك الانبیاء تنام اعینهم ولا ینام قلوبهم (بخاری ج ۱ ص ۵۰۴) "اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں۔ اُن کے دل نہیں سوتے"

اور ایک سفر میں جو نیند کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز فجر فوت ہو گئی تھی تو اس سے شبہ نہ کیا جائے کہ اگر نیند میں دل نہیں سوتا تھا تو آپؐ کو فجر کے طلوع کا علم کیوں نہیں ہوا۔ اس لئے کہ طلوع وغیرہ کا ادراک آنکھ سے متعلق ہے، دل سے اس کا تعلق نہیں اور چونکہ آنکھ پر نیند کا اثر ہوتا تھا۔ اس لئے طلوع فجر کا ادراک نہ ہو سکا۔ اس کے لئے نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۲۵۴ اور فتح الملہم ص ۱۴۱ ج ۲، اور امداد الفتویٰ ص پر ملاحظہ ہو۔

عقیدہ ۲۰:

انبیاء علیہم السلام کا رؤیا (خواب) بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے:

رؤیا الانبیاء وحی۔ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔

(بخاری۔ ج ۱، ص ۲۵)

عقیدہ : ۲۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پشت کی جانب سے ویسا ہی دیکھتے تھے، جیسا کہ آگے کی جانب سے دیکھتے تھے۔ (نشر الطیب ص ۲۲۸)

حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"(نماز میں) صفوں کو سیدھا کیا کرو۔ کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔" (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۰۰)

عقیدہ : ۲۲

اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے بلکہ واجب ہے۔ کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے اور اپنے نفس و ہوٰی کے اتباع کا انجام الحاد و زندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے۔ اللہ تعالےٰ پناہ میں رکھے اور بایں وجہ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں۔ خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو اور اس بحث میں ہمارے مشائخ کی بہترین تصانیف دنیا میں مشہور و شائع ہو چکی ہیں۔ (المہند ص ۱۷)

عقیدہ : ۲۳

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ کی بیعت ہو، جو شریعت میں راسخ العقیدہ ہو۔ دنیا سے بے رغبت ہو، آخرت کا طالب ہو، نفس کی گھاٹیوں کو طے کر چکا ہو، خوگر ہو نجات دہندہ اعمال کا اور علیحدہ ہو تباہ کن افعال سے۔ خود بھی کامل ہو، دوسروں کو بھی

کامل بنا سکتا ہو۔ ایسے مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اپنی نظر اس کی نظر میں متصور رکھے، اور صوفیہ کے اشغال یعنی ذکر و فکر اور اس میں فنا تام کے ساتھ مشغول ہو اور اس نسبت کا اکتساب کرے جو نعمتِ عظمیٰ اور غنیمتِ کبریٰ ہے، جس کو شرع میں احسان کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور جس کو یہ نعمت میسر نہ ہو اور یہاں تک نہ پہنچ سکے، اس کو بزرگوں کے سلسلہ میں شامل ہو جانا ہی کافی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"آدمی اس کے ساتھ ہے۔ جس کے ساتھ اُسے محبت ہو۔ وہ ایسے لوگ ہیں۔ جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہ سکتا"

اور بحمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بیعت میں داخل اور ان کے اشغال کے شاغل اور ارشاد و تلقین کے درپے رہے ہیں۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

(المہند ص ۱۷)

عقیدہ : ۲۴

مشائخ (اور بزرگوں) کی روحانیت سے استفادہ اور اُن کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا سو بے شک صحیح ہے۔ مگر اس طریقہ سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے۔ نہ اُس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔

(المہند ص ۱۸)

عقیدہ : ۲۵

ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہو گا وہ یقیناً سچا اور بلاشبہ واقع کے مطابق ہے۔ اس کے کسی کلام میں کذب (جھوٹ) کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کلام میں کذب کا وہم کرے۔ وہ کافر، ملحد و زندیق ہے کہ اس میں

ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔ (المہند ص)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد سید الاولین والآخرین وعلی الہ وصحبہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین!

احقر العباد
سید عبد الشکور ترمذی
ابن مولانا مفتی سید عبد الکریم گمتھلیؒ
(سابق مفتی خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون)
مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا
(۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ)

تصدیقات

اکابر علماء دیوبند دامت برکاتہم

۱ ـــــ "اصابوا بما اجابوا!"

محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند
وارد حال، لاہور
۱۵، رجب ۱۳۸۸ھ، ۹، اکتوبر ۱۹۶۸ء

○

۲ ـــــ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

رسالہ "عقائد علماء دیوبند" مصنفہ عزیز محترم مولانا عبد الشکور صاحب کا کچھ ابتدائی حصہ احقر نے دیکھا۔ میں اگرچہ طبعاً اس کو پسند نہیں کرتا، کہ عقائد علمائے دیوبند کے عنوان سے کوئی کتاب لکھی جائے۔ جس سے ناواقفوں کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ان کے عقائد کچھ مخصوص ہیں۔ حالانکہ علماء دیوبند کے عقائد تمام اہل السنۃ والجماعت کے مسلمہ عقائد ہیں۔ اس لیے بلے کم و کاست ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کتب عقائد اہل السنۃ والجماعت کو دیکھ لیجئے۔ جو عقائد ان تمام کتابوں میں صراحت کے ساتھ مذکور ہیں، علماء دیوبند انہیں عقائد کے زبردست حامل اور اُن کے خلاف کرنے والوں کی تردید میں پیش پیش ہیں۔

لیکن چونکہ ایک خاص طبقہ نے عقائد اہل السنت والجماعت کو صرف علماء دیوبند کی طرف منسوب کر کے ان کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے اگر اسی نام سے اہل سنت والجماعت کے عقائد کو پیش کیا جائے تو شکوک و شبہات میں پڑنے والوں کے

لئے نافع ہو گا۔

عزیز محترم مولانا عبدالشکور صاحب نے اسی کا اہتمام کر کے الحمدللہ ایک عوامی ضرورت کو پورا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں اور رسالہ کو نافع و مفید بنائیں۔

واللہ المستعان و علیہ التکلان ——— !

۲۱ — ۸/۸۸ھ بندہ محمد شفیع

دار العلوم، کراچی ۱۴

○

۳ ——— الحمد للہ ذی العزۃ والعظمۃ والکبریاء۔ والصلوٰۃ والسلام علی خیرتہ من خلقہ سیدنا محمد خاتم النبیین سید الانبیاء و علی اٰلہ واصحابہ البررۃ الاتقیاء وتابعیھم باحسان واتباعھم من العلماء والفقھاء والاولیاء وعلی المسلمین والمسلمات الاموات منھم والاحیاء وبعد :

فقد سرحت النظر فی ھٰذہ الرسالۃ خطفۃ فوجدتھا صحیحۃ نفسیا علقہ قد ذکر المؤلف فیھا عقائد علمائنا ومشائخنا اخذا من المھند وغیرہ من مؤلفات اکابرنا من علماءِ دیوبند جزی اللہ خیرا مولفہ الکریم واولاہ اجرا جزیلا بفضلہ العمیم و

انا المفتقر الی رحمتہ ربہ الصمد
عبدہٗ ظفر احمد العثمانی التھانوی
غفر اللہ لہٗ ولوالدیہ وما ولا ولمشائخہ
واصحابہ واحبابہٗ

۴، شعبان ۱۳۸۸ھ ——— ابد الابد!

○

۴ ـــــــ رسالہ کو بغور پڑھا۔ جو کچھ حضرت مفتی (محمد شفیع) صاحب (کراچی) مدظلہٗ نے تحریر فرمایا، میں بھی تصدیق کرتا ہوں۔

محمد یوسف بنوری

۲۴ر شعبان ۱۳۸۸ھ ـــــــ عفا اللہ عنہ

○

۵ ـــــــ "ای واللہ الاجوبۃ کلھا الحق والحق احق ان یتبع"

احقر خیر محمدؐ عفا اللہ عنہٗ

۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ ـــــــ مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان

○

۶ ـــــــ مذکورہ سب مسائل حق ہیں!

جمیل احمد تھانوی مفتی

جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن، لاہور

○

۷ ـــــــ العقائد المسطورۃ کلھا حقۃ اتفق علیھا مشائخنا واللہ اعلم!

محمود عفا اللہ عنہ

مفتی قاسم العلوم ملتان، ۲۵ ۶/۸۸ھ

○

۸ ـــــــ حضرت مولانا سید عبدالشکور صاحب ترمذی مہتمم مدرسہ حقانیہ ساہی وال ضلع سرگودھا کا رسالہ مشتمل بر عقائد اہل السنۃ والجماعت بندہ نے دیکھا۔ فجزی اللہ المؤلف عنی و عن سائر المسلمین۔ نہایت عمدہ اور مسلک اسلاف کے عین مطابق ہے۔ اس کی مندرجات

سے ہمیں اتفاق ہے۔ فقط۔

نیاز مند
محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ،
مفتی خیر المدارس، ملتان
۲۴، جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

○

۹ — بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس، ملتان! ۲۴، جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

○

۱۰ — عبدالحق

مہتمم دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک۔

○

۱۱ — رسالہ کے جملہ مندرجات سے احقر کو کلی اتفاق ہے۔

محمد احمد تھانوی
مہتمم مدرسہ اشرفیہ، سکھر

○

۱۲ — علمائے دیوبند کے عقائد وہی اہلِ سُنت والجماعت کے عقائد ہیں، سر مو فرق نہیں۔ مگر بعض حاسدین نے دیوبندیوں کے عقائد کے عنوان سے علمائے دیوبند کے خلاف موقع بے موقع غلط پراپیگنڈہ اپنا شعار بنا رکھا ہے۔

خدام دار العلوم بھی عوام کو ان حاسدین کے دام فریب سے بچانے کی غرض سے اپنے مسلک کی توضیح کرتے رہے، یہ رسالہ اس سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے۔

مصنّف کو اللہ تعالیٰ اپنے اس نیک عمل کی بہتر جزا دے۔

عبدالحق نافع عفی عنہ

○

۱۳ —— بسم اللہ حامداً و مصلیاً۔ بندہ کا اس مؤلف سے تمام امور میں اتفاق ہے۔

جزی اللہ تعالیٰ عنا المؤلف خیر الجزاء۔

اللّٰھم تقبل منا و منہ انک انت السمیع العلیم۔

(مولانا) عبداللہ (بہلوی) عفی عنہ

مہتمم مدرسہ حبیب آباد اشرف العلوم (شجاع آباد)

○

۱۴ —— بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً! ۱۳۳۰ھ میں جب حضرت علامہ رشید رضا مصری دارالعلوم دیوبند میں تشریف لائے تو علماء وطلباء کے مجمع میں حضرت شیخ الہندؒ کے حکم سے حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ نے ایک عربی زبان میں مبسوط تقریر فرمائی تھی۔ اس میں فرمایا تھا کہ:

"ہم نے عقائد میں تو امام تسلیم کیا ہے۔ حضرت مولانا نانوتویؒ کو، اور فروع میں امام تسلیم کیا ہے۔ حضرت حافظ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو اور دونوں سے ہم کو صاف اور مبیض علم ملا تو آپ معلوم ہوا کہ دیوبندیت منحصر ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے اتباع میں۔ اب ایک کے تو اتباع کا دعویٰ کرنا اور ایک میں نقائص نکالنا، یہ کوئی دیوبندیت نہیں"

چنانچہ آب حیات کی توثیق حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایۃ الشیعہ میں فرمائی ہے۔

اب یہ رسالہ جوکہ حضرت مولانا قاری عبدالشکور صاحب ترمذی نے تصنیف فرمایا ہے۔ میں نے اس کو حرف بحرف سنا اور اپنے اساتذہ اور مشائخ کے اصول کے حرف بحرف مطابق پایا۔ میرا بھی یہی اعتقاد پہلے ہی سے ہے۔ اللہ تعالے مصنّف علّامہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اُن کی نجات اُخروی کا ذریعہ بنائے۔ یہ رسالہ سن کر بہت ہی پسند آیا کہ اس میں حد اعتدال سے نہیں بڑھے، اور افراط و تفریط سے بری رہے۔

فجزاھم اللہ خیر الجزاء۔ فصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمّدن المصطفیٰ وعلیٰ اٰلہ واصحابہٗ واھل بیتہ اجمعین!

احقر محمّد عفا اللہ عنہ
لائل پوری۔ انوری۔ قادری
مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام، سُنت پورہ، لائل پور۔
۲۰، ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

---

۱۵ — تصدیق از

حضرت مولانا شمس الحق صاحبؒ افغانی رحمۃ اللہ علیہ
شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

○

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ!

اما بعد! میں نے رسالہ ہٰذا کے مختلف حصص کو دیکھا، مندرجات رسالہ وہی مسائل ہیں، جن پر اہل السنۃ والجماعۃ متفق ہیں۔ جن میں علماء دیوبند بھی داخل

ہیں۔ بہر حال معنون جن مسائل کا مجموعہ ہیں۔ وہ سب صحیح اور صواب ہیں اور موافق
مسلک اکابر دیوبند ہیں۔

اللہ تعالیٰ مصنف کو جزاء خیر دیں کہ اس نے محنت کر کے
حق کو مرتب کیا اور اہل السنت والجماعت اور ان کے خلاف
گروہ میں حد فاصل قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت بخشیں۔

شمس الحق افغانی عفا اللہ عنہ جامعہ اسلامیہ بہاول پور
صدر شعبہ تفسیر ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ

o

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۶

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

اما بعد!

حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہم کا رسالہ "عقائد اہل السنۃ والجماعۃ" دیکھا۔ مولانا نے جو عقائد تحریر فرمائے ہیں۔ وہی میرا عقیدہ ہے جو ہم سب کے اکابر و اسلاف کا بھی چلا آرہا ہے۔

علماء دیوبند "اہلسنت والجماعت" کا ایک عظیم حصہ ہیں۔ ان کی طرف جن عقائد کی غلطی کی نسبت کی گئی تھی۔ مفتی صاحب موصوف نے "المہند" وغیرہ کی عبارات سے اس کا بہت بہتر انداز میں دفعیہ فرما دیا ہے۔ اکابر کی عبارات کے ساتھ دلائل جمع کر کے انھوں نے اُسے مزید مفید و قت بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور جزاء خیر دے۔

سید حامد میاں، جامعہ مدنیہ، لاہور
۲۷ رجب ۱۴۰۲ھ
۲۲ مئی ۱۹۸۲ء

۱۷ — [حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی دارالارشاد، کراچی۔]

اس کتاب میں مندرجہ عقائد صحیح ہیں۔ اہلِ سُنت والجماعۃ اور علماءِ دیوبند کے یہی عقائد ہیں۔

بندہ رشید احمد
دارالافتاء والارشاد، ناظم آباد، کراچی
۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

---

۱۸ — [مولانا محمد فرید صاحب، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک]

اس رسالہ "عقائد علماءِ دیوبند" میں جتنے عقائد مسطور ہیں۔ وہ تمام کے تمام حق ہیں۔ قرآن وحدیث وفقہ حنفی سے موافق ہیں۔ اہل زیغ کی طرف سے علماء راسخین پر بدظن شدگان کے لئے اکسیر اور تریاق ہیں۔

محمد فرید عفی عنہٗ
خادم الافتاء والحدیث بدارالعلوم الحقانیہ الحقانیہ، اکوڑہ خٹک۔

---

۱۹ — [مولانا مفتی احمد سعید صاحب، سراج العلوم، سرگودہا۔]

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ! اما بعد!
برادرِ محترم حضرت مولانا سیّد عبدالشکور صاحب ترمذی نے ایک اہم اور نہایت ضروری کام کو پورا فرمایا۔ عقائد علماءِ دیوبند، جو درحقیقت عقائد اہلِ سنت والجماعۃ ہیں طبع کرائے اور فسادی عنصر کے منہ پر طمانچہ لگایا۔

هذا هو الحق وماذا بعد الحق الا الضلال۔

احقر مفتی احمد سعید عفی عنہ،
جامعہ عربیہ سراج العلوم سرگودھا
۸۵-۱-۲۸

۲۰— [حضرت مولانا مفتی محمد وجیہ صاحب، دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو اللہ یار۔ سندھ۔]

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!
صدیق محترم ومکرم جناب مولانا المفتی الحافظ القاری سید عبد الشکور ترمذی دام مجدہم کے رسالہ عقائد علماء دیوبند کو بغور دیکھا۔ تمام مسائل صحیح وحق ہیں۔ مصنف موصوف نے وقت کے اہم تقاضے کو پورا اور حال میں پیدا ہونے والی تلبیس کا ازالہ فرما کر اُمت پر احسان فرمایا اور واقعی غیر واقعی دیوبندی میں امتیاز پیدا فرمایا۔
فجزاہ اللہ احسن الجزاء عنا وعن سائر المسلمین۔

محمد وجیہ غفرلہ، دارالعلوم الاسلامیہ
ٹنڈو اللہ یار، ۲۵، جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

۲۱— [حضرت مولانا علی محمد صاحب دارالعلوم، کبیر والہ]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ: رسالہ ہذا کا احقر نے مطالعہ کیا۔ بہت مفید پایا۔ اس میں عقائد حقہ صحیح ہیں۔ یہ عقائد بلا ریب ہمارے اور ہمارے مشائخ کے ہیں۔

نفع اللہ بہما ایانا وجمیع المسلمین و وفقنا باشاعتہا وجعلہما اللہ زاداً لمؤلفہا۔

احقر الانام علی محمدؐ عفا اللہ عنہ،
خادم الحدیث، بدار العلوم، کبیر والا، ملتان

---

۲۲ ــــ [حضرت مولانا مفتی عبد القادر صاحب، دار العلوم، کبیر والا]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدا و مصلیا: بندہ نے حضرت مولانا مفتی سیّد عبد الشکور صاحب ترمذی مدظلہم کے رسالہ "خلاصہ عقائد علماءِ دیوبند" کا مطالعہ کیا یہ رسالہ ہدایت مقالہ بقامت کہتر بقیمت بہتر کا مصداق ہے۔ اور عقائد صحیحہ پر مشتمل ہے۔ اور ان حضرات کے لئے دیدۂ بصیرت ہے، جو قافلہ دیوبند سے علیحدہ ہو کر شذوذ کی راہ اختیار کر رہے ہیں اور اس کے باوجود ان کو اس مقدس گروہ کے ساتھ انسلاک اور انتساب پر اصرار بھی ہے۔ تقبل اللہ ھٰذا الرسالۃ وجزی المؤلف عنا و عن المسلمین جزاء یلیق بشانہٖ۔

بندہ عبد القادر عفی عنہ
خادم حدیث و فقہ جامعہ دار العلوم عیدگاہ کبیر والا، ملتان۔
۱۹، جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ۔

---

۲۳ ——— [حضرت مولانا محمد شریف صاحب کشمیری مدظلہ، جامعہ خیر المدارس۔
۲۴ —و— [حضرت مولانا فیض احمد صاحب، جامعہ قاسم العلوم، ملتان

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم!

امابعد: کتاب خلاصہ عقائد علماء دیوبند، میں مندرجہ عقائد بعینہ علماء اہلِ سنت والجماعت کے عقائد ہیں۔ اس سے انحراف کرنے والا اہلِ سنت والجماعت کے گروہ سے خارج ہے۔

محمد شریف غفرلہٗ
۲۰/ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ

بندہ فیض احمد غفرلہٗ مہتمم
مہتمم جامعہ قاسم العلوم، ملتان
۲۶ - ۴ - ۱۴۰۵ھ

---

۲۵ ——— [حضرت مولانا سیّد صادق حسین صاحب، فاضل دیوبند۔ جھنگ صدر۔

عارف باللہ عالم باعمل حضرت مولانا مفتی سیّد عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہٗ کے رسالہ مشتمل بر عقائد اہل السنت والجماعۃ کا مطالعہ کیا ہے۔ اس میں وہ تمام عقائد بہتر انداز میں لائے گئے ہیں جو واقعی اہلِ سُنت کے عقائد ہیں۔ احقر ان تمام مندرجہ عقائد میں اپنے اسلاف کی اتباع کرنا ہی عین نجات سمجھتا ہے۔

سیّد صادق حسین غفرلہٗ
مہتمم مدرسہ علوم الشرعیہ، جھنگ، صدر
۱۹ - ۵ - ۱۴۰۵ھ

---

۲۶ — [حضرت مولانا عبدالحی صاحب مدظلہٗ، شجاع آباد، ملتان۔]

العقائد التی کتب شیخی ومکرمی السید المولانا عبدالشکور الترمذی کلہا موافقۃ لعقائد اہل السنۃ والجماعۃ وحقۃ عندی۔

الفقیر عبدالحی غفرلہ الساکن
فی قریۃ، فاروق آباد۔
قریب من بلدۃ شجاع آباد، ملتان

---

۲۷ — [حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رائپوری جامعہ رشیدیہ ساہیوال]

ما قال الاستاذ العلام (حضرت مولانا خیر محمد جالندھری)
فہو کاف لنا۔

عبداللہ رائے پوری غفرلہٗ
۲۵ جمادی الاولیٰ - ۱۴۰۵ھ

---

۲۸ — [حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار صاحب تونسوی]

صدر تنظیم اہل سُنّت والجماعۃ، ملتان۔

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہٗ کے رسالہ کو ابتدا سے اختتام تک بغور پڑھا جس میں مرقومہ عقائد اہل سنت علماءِ دیوبند کتاب و سنت سے ماخوذ ہیں، بفضلہ تعالیٰ رسالہ ہٰذا اس پرفتن دَور میں مسلک حقہ کی اشاعت اور عقائد باطلہ کے رد میں نہایت ہی مؤثر رہے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف

کو اس عظیم دینی خدمت پر جزائے کثیر عطا فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ علمی مذہبی خدمات کی توفیق بخشیں۔ آمین۔

دعا گو

محمد عبد الستار تونسوی عفی عنہٗ

صدر تنظیم اہل سنت، پاکستان

دفتر مرکزیہ، نواں شہر، ملتان

۱۹، جمادی الاخریٰ۔ ۱۴۰۵ھ۔

---

۲۹ ——— [حضرت مولانا محمد شریف جالندھری، سابق مہتمم خیر المدارس ملتان]

احقر محمد شریف جالندھری مدرس و

نائب مہتمم خیر المدارس، ملتان۔

---

۳۰ ——— [حضرت مولانا نذیر احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ امدادیہ اسلامیہ فیصل آباد۔]

مندرجات رسالہ کی صحت میں قلب سلیم والے کے لئے شک کی گنجائش ہی کہاں ہے۔

ناچیز نذیر احمد غفرلہٗ

---

۳۱ ——— [حضرت مولانا محمد ادریس صاحب، بنوری ٹاؤن، کراچی۔]

العقائد کلہا صحیحۃ۔ مسلمۃ عند اسلافنا۔

احقر محمد ادریس غفرلہٗ

مدرسہ عربیہ اسلامیہ، کراچی۔

---

۳۲ — [حضرت مولانا محمد علی جالندھری امیر مجلس مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان۔]

لا شک فیہ واللہ لحق۔

---

۳۳ — [حضرت مولانا محمد ایوب بنوری، مہتمم دارالعلوم پشاور]

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ۔

محمد ایوب بنوری عفرلہ۔ مہتمم دارالعلوم پشاور

---

۳۴ — [حضرت مولانا فضل غنی صاحب، بنوں۔]

فضل غنی عفی عنہ، مدرس مدرسہ معراج العلوم بنوں۔

---

۳۵ — [حضرت مولانا فیض احمد صاحب، مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان]

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے۔ یحمل ہذہ العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاہلین۔

پاک وہند کے خطے میں اس مبارک حدیث کا اولین مصداق اس دور میں علماء دیوبند ہیں۔ جو ایک صدی سے زیادہ عرصہ سے کتاب وسنت فقہ اسلامی اور دیگر علوم اسلامیہ کی ہمہ نوع دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، عربی۔ فارسی اُردو متعدد زبانوں میں ان کی ہزاروں تصنیفات اور ہزاروں عربی و دینی مدارس متعدد اصلاحی تبلیغی سیاسی تنظیمیں وتحریکیں اور

فکری و عملی مساعی اس کا بیّن شاہد ہیں کہ یہ اکابر دینِ اسلام کے کامیاب مخلص خادم اور فکر و عمل میں اسلاف اہلِ سنت و الجماعت کے صحیح ترجمان ہیں۔

مکرم و معظم حضرت مولانا عبدالشکور ترمذی دامت برکاتہم کا رسالہ "عقائد علماءِ دیوبند" بھی اس سنہری سلسلہ کی ایک کڑی ہے مولانا موصوف نے بروقت حق اور اہلِ حق کی صحیح ترجمانی فرمائی ہے۔

جزاھم اللہ عنا و عن سائر الاسلام۔ آمین۔

بندہ فیض احمد غفرلہٗ

مہتمم جامعہ قاسم العلوم، ملتان

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

---

۳۶ — [حضرت مولانا ابوالزاہد سرفراز خان صاحب، صفدر شیخ الحدیث، نُصرت العلوم گوجرانوالہ۔]

مبسملا و محمدلا و مصلیا و مسلما۔ اما بعد:

جُوں جُوں قیامت قریب آئے گی۔ ہر صاحب رائے اپنی رائے پر ناز کریگا اور اعجاب کل ذی رائی برأیہ کا خوب مظاہرہ ہو گا۔ لیکن کامیابی صرف اسی میں ہے۔ لن یصلح آخر ھذہ الامۃ الا بما صلح بہ اولھا۔

ان مسائل میں سے ایک مسئلہ حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور سماع صلوٰۃ و سلام عند القبور بھی ہیں۔ جس میں ۱۳۷۴ھ سے پہلے از مشرق تا غرب از شمال تا جنوب کسی فرقہ کے کسی عالم کا کوئی اختلاف نہ تھا۔ جیساکہ فتاویٰ رشیدیہ اور امداد الفتاویٰ وغیرہ

وغیرہ سے بالکل عیاں ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ راقم اثیم نے اپنی مفصل کتاب تسکین الصدور میں اس پر مبسوط بحث کی ہے۔ جس کی تائید وتصدیق دورِ حاضر میں پاک وہند کے مسلم اکابر علماء دیوبند نے کی ہے اور یہی علماء دیوبند کا مسلک ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت مولانا مفتی سید عبد الشکور صاحب ترمذی دامت برکاتہم کو جنہوں نے المہند علی المفند کو عمدہ کتابت وطباعت سے آراستہ کرکے اور آخر میں موجودہ زمانہ کے علماء دیوبند کی تصدیقات ثبت فرما کر عوام الناس کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ فجزاھم اللہ عنہ وعن سائر المسلمین خیر الجزاء۔ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

احقر ابو الزاہد محمد سرفراز خطیب جامع مسجد
گکھڑ وصدر مدرس، مدرسہ نصرت العلوم
گوجرانوالہ۔ ۲۳، جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ۔

---

۳۷ ——— [حضرت مولانا قاضی عبد اللطیف صاحب۔ جہلمی۔]

حضرت مولانا مفتی سید عبد الشکور صاحب ترمذی مدت فیوضہم نے المہند کا خلاصہ آسان اُردو زبان میں لکھ کر بڑی خدمت سرانجام دی ہے اور ہندو پاک میں اہل سنت والجماعت کے عقیدہ و مسلک کے صحیح ترجمان اور جانشین علماء دیوبند کی کتاب المہند علی المفند۔ جس پر حرمین شریفین اور مصر وشام وعراق وغیرہ بلادِ اسلامیہ کے چاروں فقہ مفتیوں کی تصدیقات موجود ہیں اور جس

کی حیثیت ایک دستاویز کی ہے۔ اس کی اشاعت عمدہ طباعت
کے ساتھ بھی کردی گئی ہے۔
مفتی صاحب موصوف کا ہم سب پر احسان ہے۔
فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

فقط

خادم اہل سُنت عبداللطیف غفرلہٗ
۲۳، جمادی الاُخریٰ ۱۴۰۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقائدِ اہل السُّنۃ والجماعۃ

مُصدقہ

اکابرین علماءِ دیوبند

حسب ارشاد

یادگارِ اسلاف حضرۃ سیّد عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یکے از متوسلین حضرت تھانویؒ وخلیفۂ ارشد

محدث العصر حضرت مولانا علامہ ظفر احمد عثمانیؒ

و

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیعؒ دیوبندی

مرتبہ

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

ناشر

ادارۂ اسلامیات. لاہور . کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد و الصلوٰۃ ! اکابر اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کی متفقہ عقائدی اور مسلکی دستاویز کتاب ''المہند'' میں جو عقائد درج ہیں وہ قرآن وسنت اور اجماع امت کے عین مطابق اور اہل سنت والجماعت کی کتب میں صدیوں سے موجود ہیں۔ ہم ذیل میں افادہ عام کے لئے ''المہند'' اور اس کے ''خلاصہ'' سے اختصار کے ساتھ بعض عقائد درج کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

عقیدہ نمبر ا: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضور ﷺ کے روضہ پاک کی زیارت کرنا بہت بڑا ثواب ہے۔ بلکہ واجب کے قریب ہے۔ اگرچہ سفر کرنے اور جان مال خرچ کرنے سے نصیب ہو۔ (المہند۔ ص:۱۰)

عقیدہ نمبر ۲: مدینہ منورہ کو سفر کے وقت زیارت آنحضرت ﷺ کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی کی اور دیگر مبارک جگہوں کی بھی نیت کرے بلکہ بہتر یہ ہے جو علامہ ابن ہمامؒ نے فرمایا ہے کہ خالص قبر مبارک کی نیت کرے اس میں حضور اکرم ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی تائید آپؐ کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ ''جو میری زیارت کو آیا اور میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں''۔ (المہند۔ ص:۱۱)

عقیدہ نمبر ۳: زمین کا وہ حصہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو چھوئے ہوئے

ہے سب سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش وکرسی سے بھی افضل ہے۔ (المھند۔ص:۱۱)

عقیدہ نمبر ۴: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعا میں انبیاءؑ اور اولیاء اللہ کا وسیلہ جائز ہے ان کی زندگی میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی مثلاً یوں کہے کہ اے اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ دعا کی قبولیت چاہتا ہوں۔ (المھند۔ص:۱۳)

عقیدہ نمبر ۵: آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرمائیں۔

عقیدہ نمبر ۶: اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھے تو اس کو آپ خود بنفس نفیس سنتے ہیں اور دور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ وسلام کو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔ (طحطاوی۔ص:۴۴۸)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ ''انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سماع (سننے) میں کسی کو اختلاف نہیں''۔ (فتاویٰ رشیدیہ۔ص:۱۱۲)

حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں'' سلام سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ اور سلام کا جواب دینا یہ تو دائماً (ہمیشہ) ثابت ہیں (نشر الطیب) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ''البتہ ضرور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے اور میں ان کے سلام کا ضرور جواب دوں گا''۔ (الجامع الصغیر وقال صحیح)

عقیدہ نمبر ۷: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاءؑ اور شہداء اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ صرف روح مبارک کی زندگی نہیں ہے جو سب آدمیوں کو حاصل ہے بلکہ روح مبارک کے تعلق سے جسدِ اطہر کو بھی حیات حاصل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

''حضرات انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں''۔

حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ ''الانبیاء احیا'' سے حضرات انبیاءؑ کے مجموعِ اشخاص مراد ہیں نہ صرف ارواح یعنی انبیاءؑ اپنے اجسام مبارکہ کے ساتھ زندہ ہیں۔

(تحیۃ الاسلام۔ص:۳۶)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ (سابق مفتی دارالعلوم دیوبند) تحریر فرماتے ہیں ''خلاصہ یہ ہے کہ انبیاءؑ کی حیات بعد الموت حقیقی جسمانی مثل حیات دنیوی کے ہے۔ جمہور امت کا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ میرا اور سب بزرگان دیوبند کا ہے۔

(ماہنامہ الصدیق ۱۳۷۸ھ)

مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا سید مہدی حسن صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ''آنحضرتؐ اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں' آپؐ کے مزار مبارک کے پاس کھڑا ہو کر جو سلام کرتا اور درود پڑھتا ہے آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں''۔ (ماہنامہ الصدیق مذکور)

عقیدہ نمبر ۸: بہتر یہ ہے کہ قبر شریف کی زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہئے اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے ' اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔

عقیدہ نمبر ۹: ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ اور اسی طرح تمام انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں' نماز پڑھتے ہیں آپ ﷺ پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ اور صلوٰۃ وسلام پہنچایا جاتا ہے۔ (طبقات الشافیہ۔ص:۲۸۲' ج:۴)

صلوٰۃ وسلام پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے آپ ﷺ کو اطلاع دیتے ہیں' آج کل صلوٰۃ وسلام کے پہونچنے کی جو یہ مراد بتلائی جارہی ہے کہ صلوٰۃ وسلام کا ثواب آپ ﷺ کو پہنچ جاتا ہے یہ اجماعِ امت کے خلاف ہے۔ (المہند)

عقیدہ نمبر ۱۰: ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ (اسی طرح تمام انبیاءؑ) وفات کے بعد بھی اپنی قبور مبارکہ میں اسی طرح حقیقۃً نبی اور رسولؑ ہیں جس طرح وفات سے پہلے ظاہری حیات مبارکہ میں تھے۔ (المہند)

عقیدہ نمبر ۱۱: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے قرب میں کوئی شخص آپؐ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہوسکتا۔ آپؐ تمام انبیاء اور رسلؑ کے سردار اور خاتم ہیں۔ (المہند۔ص:۲۰)

عقیدہ نمبر ۱۲: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار محمد رسول ﷺ خاتم النبین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور یہ ثابت ہے قرآن و حدیث اور اجماع امت سے جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۳: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ "جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور حضرت عیسیٰ مسیحؑ کے اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔ (المہند۔ص:۴۴)

عقیدہ ۱۴: جو شخص اس کا قائل ہو کہ نبی کریم ﷺ کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے کہ جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو وہ ہمارے نزدیک دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ (المہند)

عقیدہ نمبر ۱۵: ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام مخلوق سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں، مخلوق میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے علمی مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی اور رسول۔ اور بے شک آپ ﷺ کو اوّلین اور آخرین کا علم عطا ہوا لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ کو ہر وقت ہر چیز کا علم ہو کہ اگر کسی واقعہ کا آپ ﷺ کو علم نہ ہو اور آپ ﷺ کے علاوہ کوئی دوسرا اس سے آگاہ ہو تو آپ ﷺ کے ساری مخلوق سے افضل ہونے اور

وسعت علم میں نقص آجائے۔

عقیدہ نمبر ۱۶: ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (مثلاً شیطان) کا علم آپ ﷺ سے زیادہ ہے وہ کافر ہے۔ (المہند۔ص ۲۷)

عقیدہ نمبر ۱۷: ہمارے نزدیک حضور اکرم ﷺ پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب ثواب ہے خواہ کوئی بھی درود شریف ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود شریف ہے جس کے لفظ بھی آپؐ سے منقول ہیں۔ (المہند۔ص:۲۹)

عقیدہ نمبر ۱۸: وہ تمام حالات جن کا حضور اکرم ﷺ سے ذرا سا بھی تعلق ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کا ذکر ہو یا کسی اور حالت کا تذکرہ ہو۔ (المہند۔ص:۳۱)

عقیدہ نمبر ۱۹: آنحضرت ﷺ (اور اسی طرح تمام انبیاءؑ) کا نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا کیونکہ نیند میں آپ ﷺ کی صرف آنکھیں مبارک سوتی تھیں دل مبارک نہیں سوتا تھا۔ (نشر الطیب)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا"۔ (بخاری۔ج:۱)

عقیدہ نمبر ۲۰: انبیاءؑ کا خواب بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے "رؤیا الانبیاء وحی" کہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔ (بخاری۔ج:۱،ص:۲۵)

عقیدہ نمبر ۲۱: آنحضرت ﷺ نماز میں پشت کی جانب سے ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا کہ آگے کی جانب سے دیکھتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔ "صفوں کو سیدھا کیا کرو' کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں"۔ (بخاری شریف۔ج:۱،ص:۱۰۰)

عقیدہ نمبر ۲۲: اس زمانہ میں واجب ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے۔ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین حضرت ابوحنیفہ کے مقلد ہیں۔

(المہند۔ص:۱۷)

عقیدہ نمبر ۲۳: ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ کی بیعت ہو جو شریعت میں راسخ العقیدہ ہو خود بھی کامل ہو اور دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہو۔ (المہند ـ ص: ۱۷)

عقیدہ نمبر ۲۴: مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا سو بے شک صحیح ہے مگر اس طریقہ سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے' نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔ (المہند ـ ص: ۱۸)

عقیدہ نمبر ۲۵: ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہو گا وہ یقیناً سچا اور واقع کے مطابق ہے اور جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اللہ تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا وہم کرے وہ کافر' ملحد و زندیق ہے۔ اور اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔ (المہند)

راقم الحروف! احقر سید عبدالقدوس ترمذی

جامعہ حقانیہ ساہیوال' سرگودھا

تصدیق وتوثیق

حضرت اقدس یادگار سلف حجۃ الخلف فقیہ العصر مولانا قادری الحاج مفتی سیّد **عبدالشکور** صاحب ترمذی مدظلہ العالی فاضل دارالعلوم دیوبند و رئیس جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا۔

بعد الحمد و الصلوٰۃ: نظر نا ھذا الخلاصۃ فوجد ناھا صحیحۃ

"بقۃ" موافقۃ لمذہب اہل السنۃ والجماعۃ اتفق علیہا

علمائنا ومشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ فجزی اللہ تعالیٰ

لمرتبہا الحسن الجزاء

کتبہ الاحقر اسید عبدالشکور ترمذی الجامعۃ "الحقانیہ"

ساہیوال من توابع سرجودھا۔

اسمائے گرامی

اکابرین دیوبند تصدیق کنندگان کتاب "المہنّد"

شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ
مولانا میر احمد حسن امروہیؒ
مولانا مفتی عزیز الرحمان صاحبؒ
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ
مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ
مولانا حکیم محمد حسن دیوبندیؒ
مولانا قدرت اللہ صاحب مرادآبادیؒ
مولانا حبیب الرحمن صاحب دیوبندی

مولانا غلام رسول دیوبندیؒ
مولانا محمد سہول صاحبؒ
مولانا عبدالصمد دیوبندیؒ
مولانا حکیم محمد اسحاقؒ دہلی
مولانا ریاض الدین صاحبؒ
مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ
مولانا ضیاء الحق صاحبؒ دہلی
مولانا محمد قاسم صاحبؒ دہلی

مولانا عاشق الٰہیؒ میرٹھی
مولانا سراج احمد صاحبؒ میرٹھ
مولانا محمد اسحاقؒ میرٹھ
مولانا حکیم محمد مصطفےٰؒ بجنوری
مولانا حکیم محمد مسعودؒ گنگوہی
مولانا محمد یحیٰؒ سہارن پوری
مولانا کفایت اللہؒ سہارن پوری
مولانا محمد احمد صاحب نانوتویؒ

علمأ دیوبند تصدیق کنندگان رسالہ عقائدِ علماء دیوبند

قاری محمد طیبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند
مولانا مفتی محمد شفیعؒ کراچی
مولانا ظفر احمد عثمانیؒ
مولانا محمد یوسف بنوریؒ
مولانا خیر محمد جالندھریؒ
مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ
مولانا مفتی محمود صاحبؒ
مولانا مفتی عبداللہ صاحبؒ
مولانا مفتی عبدالستار صاحبؒ
شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب
مولانا محمد احمد تھانویؒ
مولانا عبدالحق نافع صاحبؒ
مولانا عبداللہ صاحب بہلویؒ
مولانا محمد صاحب انوریؒ

مولانا شمس الحق افغانیؒ
مولانا سید حامد میاںؒ
مولانا مفتی رشید احمد مدظلہم
مولانا مفتی محمد فرید صاحبؒ
مولانا مفتی احمد سعید صاحبؒ
مولانا مفتی محمد وجیہہ صاحبؒ
شیخ الحدیث مولانا علی محمد صاحبؒ
مولانا مفتی عبدالقادر صاحبؒ
مولانا محمد شریف کشمیریؒ
مولانا سید صادق حسین بخاریؒ
مولانا عبدالحیٔ صاحب مدظلہم
مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ
مولانا محمد عبدالستار تونسوی مدظلہ

مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مولانا نذیر احمد صاحب
مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ
مولانا محمد علی جالندھریؒ
مولانا محمد ایوب بنوری مدظلہم
مولانا فضل غنی صاحبؒ
مولانا فیض احمد صاحب مدظلہم
مولانا محمد سرفراز صاحب صفدر مدظلہم
مولانا قاضی عبداللطیف صاحبؒ
مولانا مفتی ولی حسن صاحبؒ
مولانا عبدالکریم صاحب مدظلہم
مولانا سلیم اللہ صاحب مدظلہم
مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم